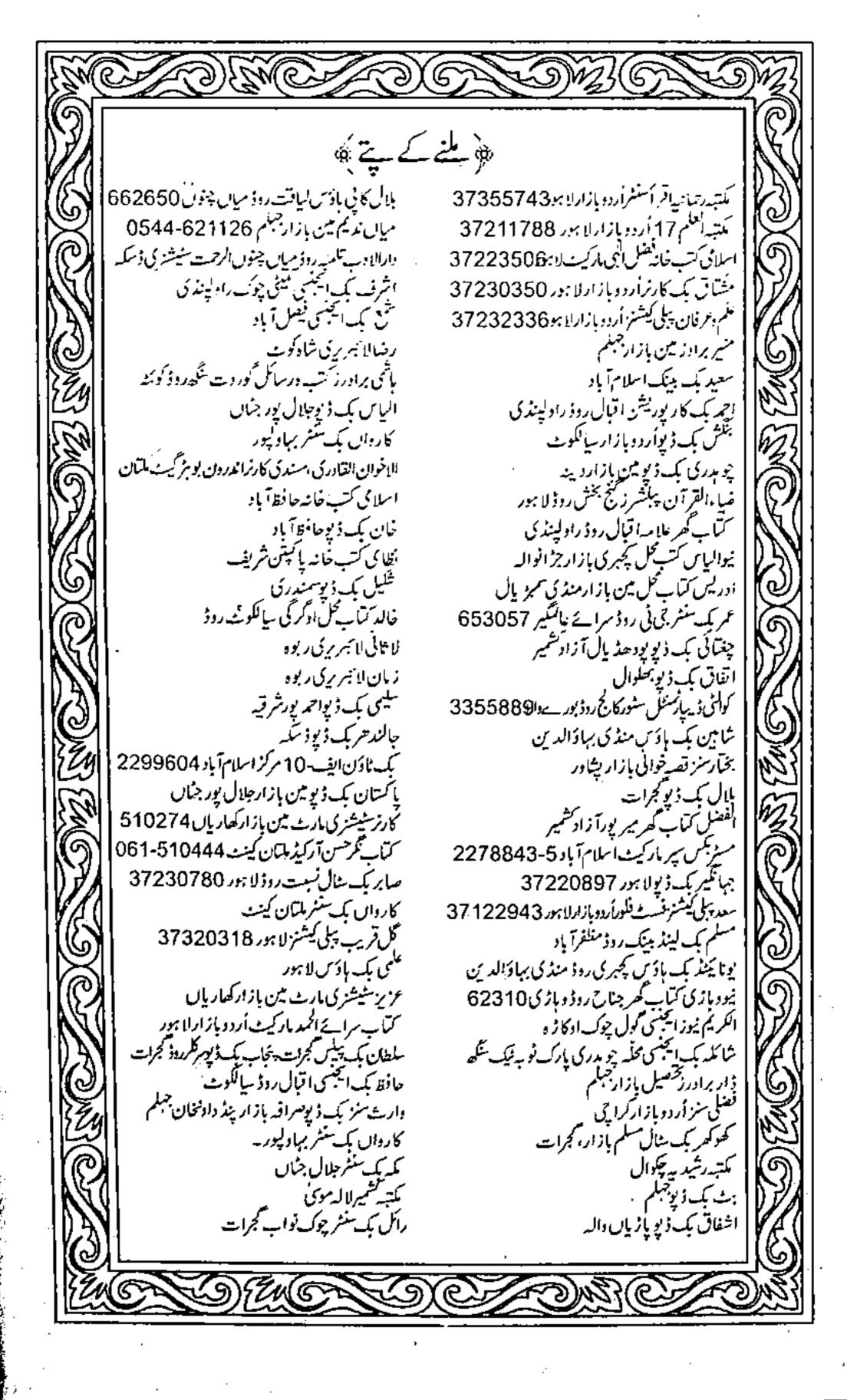
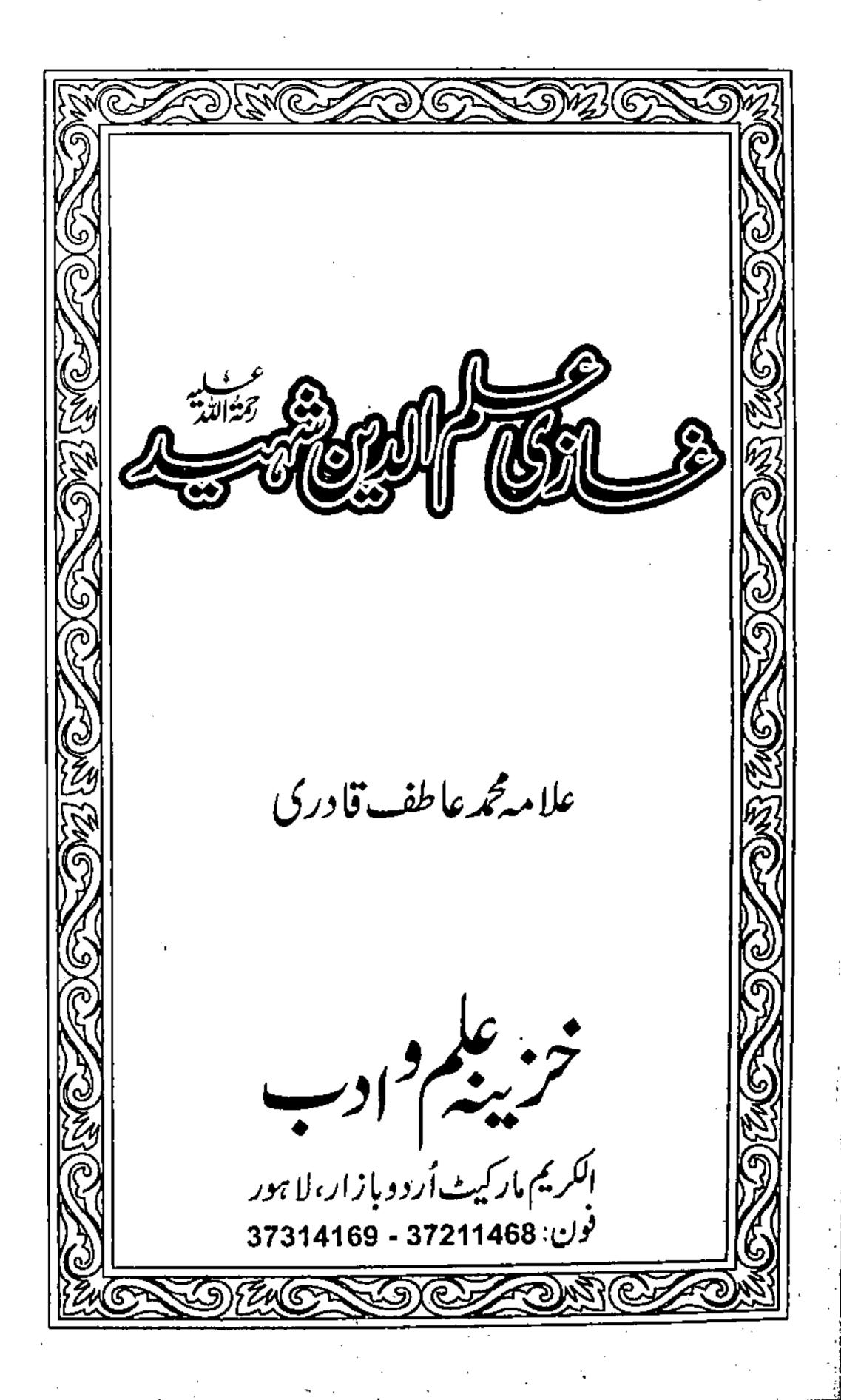


Marfat.com





Marfat.com

دیده زیب اور خوبصورت کُتب کا واحد مرکز تزئین داہتمام نذ رمحمہ، طاہرنذ س جمله حقوق محفوظ ہیں غيازي كم الدين شهب رمينية نام كتاب : علامه محمرعا طف قادري سن اشاعت: £2012 : محمد نذیر ، طاہر نذیر ر'ياض شهباز پرننرز، لا ہور



## حسن ترتیب

صختمر	عنوانات
19	حرف ِ آغاز
23	حمد باری تعالی
31	نعت رسول مقبول <u>مقابعة</u> م
35	باب 1: بيانِ محبت
50	باب2:تحريكات نفرت وتنك نظرى
50	نظریاتی جنگ کا آغاز
51	ایک تبره
52	تھیوسوفیکل سوسائٹ آف امریکہ
52	هندوانه تحریکی <u>ی</u>
52	آربیهاج
53	بال گنگادهر تحریک
54	تحریک ځدهی
54	سنگھنن تحریک
55	تحريك ممتاخي رسؤل الله يضايقها

	36	هي خيازي الدين شهيد بينية
	57	طوفانِ ہرز ہ سرائی کی انتہاء
	60	مساعیان آربیساج شنگھٹن تحریک (شدھی تحریک)
	61	یهای مذموم کاوش
	61	روح روال
	62	ہندومسلم انتحاد
	63	باب 3:انگریزوں کی سیاسی حیالبازیاں
	63	فرنگیوں کے عزائم
	65	فرنگیوں کی غلامی
	66	باب 4: اسلام کی آویزش اور عیسائیت
	67	پارلیمنٹ ہے مسٹرنیکلز کا خطاب
	67	عیسائی مشنریوں کا قیام
-  -	68	تضيوسونيكل سوسائني
	69	باب 5: مندووُں کو کھلی چھٹی
	69	تحریک آربیه ساج
	70	· تحریک بال گنگادهر - تحریک بال گنگادهر
	71	تحريك سنكهن
	72	تحريك شدهمي
	72	جال بجيمانا
	73	محرومیوں کا بڑھنا
e Person	74	مطالبه پا کستان

	من زی الدین شهرید نیسته
74	رسم شدهی
. 75	''رنگیلا رسول'' نامی کتاب
75	بيانِ كتاب ''محمر كى كباني''
76	شرمناک جسارت
77	معافی نامه
77	مسلمانوں کی جوابی کاروائی
77	شدهی تحریک کے چند نامور شرکاء
78	كتاب" ستيارته بركاش"
79	باب6: حضرت غازي علم الدين شهيد بمينية
79	اسم گرامی
.79	پیدائش
80	شجره نسب غازى علم الدين شهيد بيساية
80	وال ين
83	طيه مبارك
85	باب7: بچین کے غیر معمولی واقعات
85	قادِ یانی کی ہلا کت
8.5	مدینه منوره مین ریلو ہے کا آغاز
85	فرانسيسيول كوشكست فاش
86	خوش نصيب - خوش نصيب
87	باب8 تعليم وتربيت وعادات وخضاكل

	8	من زی الدین شهب درست
8	8	عادات و خصائل
9	0	باب 9:متفرق واقعات
9	0	روحانی فیوض حاصل ہونا
9	1	عشق کا جذبه
9	)1	خواب کی حقیقت 💮 🍪 💮
9	94	تربیت کا اثر
9	95	بھائی محمد دین کی محبت
ç	97	غازى علم الدين شهيد تبينية كوباث مين
9	99	غازی علم الدین شہید مینید کی شادی کی تیاریاں
1	00	باب 10: ندجبی طوفان کا آغاز
	102	مقدمه
	103	مقدے کا نتیجہ
	104	سیای جدوجهد کا آغاز
	105	انگریزوں کی جالا کیاں
	105	فیصلے کے خلاف احتجاج
	110	باب 11: سابقه واقعات
	110	راج پال پر پہلاحملہ
	111	بيان راج پال
	113.	راج پال پر دوسراحمله
	115	راجپال کی خوفز د گی

<u> 9</u>	الله الله الله الله الله الله الله الله
115	عارضی فرار
116	باب 12: شهيد محبت كون؟
116	متلاشی جنت کون؟
118	امر ہوئے کا راز
120	باب13:غازى علم الدين شهيد نبيسيد كي زندگها نيا زخ
120	طوفان کی آمد
124	البیس کے حقیقی پیروکار
124	اسوهٔ رسول شانگان
126	دین اسلام کی برابری
126	نئے جراغ کی ضوفشاں کر نمیں
127	انسانی حقوق کا حپارٹر
128	خباشت کا مظاہرہ
129	فرهجی سر پرستی
130	متواله نامو <i>سِ رسالت <u>نظ</u>یم</i> ین
132	باب14:طوفانِ قلب
133	غازی علم الدین شهید بیشد کی گھرواپسی
134	امین صاحب کے شکوک و شبہات
135	شیدے کے دوست کا انگشاف
135	راجیال کے خلاف مسلمانوں کا جلسہ
136	طالع مند کی بازیرس

W.	<u> 10</u>	المالين شهيد بيديسيد المالين شهيد بيديد
	141	خواب میں تھم
	142	تر ندازی کے ذریعے فیصلہ ·
	144	باپ کی پریشانی
	144	شید ہے کی رازادری
	145	طوفان لامتنابی 👚 🚭
	146	خواب میں دوبارہ حکم ہونا
	147	غازى علم الدين شهيد بين لي كاحتى فيصله
	148	راجيال کاقتل ·
	150	شکار کی تلاش
	150	راجیال کے دفتر میں
	152	قتل کے روز راجیال کے معمولات
	152	راجپال، جہنم واصل
	153	تو بین رسالت مآب مضی کیتام کا بدله
	155	غازی علم الدین شهید میشد کی گرفتاری
	156	قتل کی رپورٹ
	157	العت كا بوست مارثم
•	158	سارےمقدے کی دستاویزات
	158	خوف و مراس اور اشتعال کی کیفیت
	159	گھروااول کواطلاع
.*	160	شید ہے کو اطلاع

	من الدن شهيد بيني كالمالان شهيد بيني المن الدين شهيد بيني المالان شهيد بيني المن الدين شهيد بيني المن المن المن المن المن المن المن المن
160	ہندوؤں کا اعلان
162	غازی علم الدین شہید نمینید کے گھروالے مشکلات کی زومیں
162	شیدے کا احساس ذمہ داری
163	شیدے کے والدین کو اصل حالات کی باخبری
165	قل کے بعد کے حالات
166	افہام تفہیم کی کوشش
168	محبت میں شہید
168	جنت الفردوس كي تلاش
170	زندهٔ جاوید
172 \	باب 15:راجیال کے اسل محرکات
172	تو بین رسالت ماب شینیم؟
173	عدالت کے نیلے پر احتجاج
174	مولانا محمرتلی جو ہر کا خطاب
175	وائسرے ہندی غلط روش
176	مهاتما گاندهی کا احتجاج
176	مولانا محمطی جو ہر کی تجویز
176	احتجاجی جلسه
177	دفعه ۱۵۲ (الف)
177	راجيال كا اعلان
177	راجبال کے فتوی

12	و ن زی الدین شهب در این شهب در این شهب در این شهب در این شهب به در این شهب در
178	طالع مند کی گرفتاری اور بعد میں رہائی
178	عدالت میں پیشی
179	كيدار ناته كابيان
179	د یا نند کا بیان
180	بھگت رام کی تصدیق
180	برکت علی ہیڈ کانشیبل کا بیان
181	جلال الدين سب انسپکٹر کا بيان
182	آتمارام كابيان
182	تقرری وکیل صفائی
183	متانی کیفیت
184	مولا نا ظفرعلی خان پر الزام تراشی
185	احتجاجی جلسه
185	طالع مندکی تگ و دو
186	عدالت میں دوبارہ پیشی
187	د یوان وزیر چند کابیان
188	ملک راج مجسٹریٹ کابیان
188	كانشيبل شيرمحمه كابيان
189	خوش حال چند کا بیان
189	ڈ اکٹر ڈ ارس کا ہیان تعریب
191	مقدمه کی دستاویزات

<b>(</b> ]]	من زی الدن شهید بسید
191	قیدی نمبرا
193	بیان حلفی کے بغیر ملزم کا بیان
194	آتمارام كاووباره بيان
194	جرح
195	كراؤن بنام غازى علم الدين شهيد بمينيد
195	گواه نمبر۲
197	7.7.
200	گواه نمبرسا
201	7.7.
204	محواه نمبر ۴
205	\frac{7.7}{
207	م کواه نمبر ۵
208	2.7.
209	دوباره جرح
209	مگواه نمبر ۲
210	7.7
212	م کواه نمبر ک
213	7.7.
214	ودباره جرح
214	م کواه نمبر ۸

	<u></u>	عن زی کم الدین شهرید دیستند
	216	7.7.
	218	گواه نمبر ۹
	218	7.7.
	219	گواه نمبر ۱۰
	220	7.7.
	220	گواه نمبراا
	221	<u> </u>
	221	گواه نمبر۱۱
	222	<i>Z.7.</i>
	223	گواه نمبرسا
	223	<i>7.7.</i>
	223	گواه نمبر ۱۳ ما
	224	7.7
	224	گواه نمبر۵ا
	224	7.7.
	225	گواه تمبر ۱۲
٠,	225	7.7
	225	گواه نمبر ∠ا
	. 226	. جرح گواه نمبر ۱۸
. •	226	تواه مبر ۱۸

<u> </u>	من زی مالدین شهرید نیسید کیسی و کارسی می الدین شهرید نیسید کیسید کیسید کیسید کیسید کیسید کیسید کیسید کیسید کیسی
226	7.7.
226	گواه نمبر ۱۹
229	تر ح.
230	عگواه نمبر ۱۳۰ انگواه نمبر ۱۳۰
233	جرح
235	باب 16: وكلاء كے دلائل
237	غازى علم الدين شهيد نبيشيه كابيان حلفي
238	غازى علم الدين شهيد بيساييه كا دفاعي بيان
240	عدالتی فیصله
252	مسلمانوں کی اشتعالی کیفیت
253	لا ہور ہائی کورٹ میں اپیل
254	لا ہور ہائی کورٹ میں مقدمہ کی ساعت
255	قا نداعظم محمر علی جناح کے دلائل
257	قائداعظم محمطی جناح کے مزید دلائل
270	غازى علم الدين شهيد بيسية كالنصله براظهار اطمينان
271	ہندوا خبارات کی قائداعظم محمر علی جناح پر تنقید
271	جوانی اخباری تمله
272	غازى علم الدين شهيد مبينات كي كيفيت
273	باب17:ميانوالي جيل ميں
273	محمروا لے میانوالی جیل میں

	16	الدن شهيد بيد الدين شهيد بيد
274	1	مختلف لوگوں ہے ملاقاتیں
274	4	مشهور شاعر عشق لبركى ملاقات
27:	5	غازى علم الدين شهيد حبياتية كاعشق
27	6	استادعشق لهر كا اظهار عقيدت
27	7	غازی الدین شهید میشد کی درافگی
27	7	پیر سیال شریف کی ملاقات
27	78	دوست شیرے ہے ملاقات
27	79	غازی علم الدین شہید جمید کی وصیت
28	80	سپرنٹنڈنٹ جیل کوتحریری وصیت
2	82	كيفيت خوشي وسرشاري
2	82	والدطالع مندكى ملاقات
2	.83	والده كي ملاقات
2	.84	بھائی محمد دین کی ملاقات
2	284	<u>بمشیره معرات بیگم کی ملاقات</u>
2	284	عزيز وا قارب كي ملاقات
	285_	جیل میں آخری ملاقات سیر
	286	يحميل آرز و
	286	تختہ دار جانے کی تیاری
.	288	غازی علم الدین شهبید میسند شخته دار کی جانب
	289	غازى علم الدين شهيد بمتالنة شخته دار پر

17	على الدن شهيد الين الدين
259	آخری خواہش
290	یجانی کا اشاره
291	باب 18: فضائل و کرامات
292	خاص قشم کی روشنی
292	صبر وا-تتقلال
293	قلب کوسکون
293	روحانی طاقت
293	غازی علم الدین شہید عمید کی پیشین گوئی ۔
294	سكھ سول سرجن كا قبول اسلام
294	والده كو د لاسما دينا
294	لنگو نیے یاروں کا انجام
295	د بدار حضرت موسی غلیاتهم
295	فيصلح كاعلم
296	کا ئنات کے اسرار ورموز ع
297	رو نه محشر، عزت کی تمنا
299	فيبي علوم
300	باب19:طلوع سحر
300	اعلیٰ حکام کی ہٹ دھرمی
301	مسلمانوں میںغم وغصہ کی لہر
302	"اخبارزمیندار'' کی خبر

<b>()</b> 18	عن زی الدین شهید پینید
302	يوليس كا پېره
303	ميّت كاحصول
304	ا کابرین کا وفد
304	تغش کی حوالگی کے لئے شرائط
305	وفد كا جواب
305	نغش کے لاہور لانے کے انظامات
305	تغش کی حوالگی
306	عینی شاہدین کا بیان
307	میّت کا سفر لا ہور کی جانب
307	نمازِ جنازه کی تیاری
308	لا ہور میں سیکیو رقی کی حالت
310	نماز جنازه
311	جنازه کی روانگی
312	قبر مبارک
312	علم الدين رضا كارتميني كي جانفشاني
313	مسلمان رہنماؤں کا پریس نوٹ
314	مزارِ مبارک کی تغمیر
316	باب20:عالم اسلام كى زينت
320	باب 21: كتابيات



# حرف آغاز

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ رَوْمُونِهُ الْكُرِيْمِ نَحْمُنُهُ وَنَصَلَّى عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيْمِ

اے ہمارے پیارے رب! اپنی بارگاہ ہے ہم پر رحمتیں اور حفقیں نازل فرما اور ہمارے معاملہ میں ہمیں راہ راست پر چلنے کی تو فیق عطا فرما۔ آمین۔ اللہ تعالیٰ ہر خوبی کا سزاوار ہے جس نے اپنے اولیاء پر اپنی ہا دشاہت کے اسرار کھولے اور اپنی اصفیاء کے لیے اپنی حیثیت و جروت کے راز منکشف فرمائے اور اپنی شمشیر عظمت و جلال سے محبوبوں کا خون بہایا اور عارفین کو اپنی وصال کی چاشی کا مزہ چکھایا۔ وہی اپنی ہے نیازی اور کبریائی کے انوار سے ادراک سے مردہ دلوں کو زندہ گائی عطا فرماتا اپنی ہے نیازی اور کبریائی کے انوار سے ادراک سے مردہ دلوں کو زندہ گائی عطا فرماتا الحق و انہیں لطف و انہیں لطف و انہیں لطف و انہیں لطف و علیہ مور نے کے مواقع فراہم کرتا ہے اور اس کی کروڑ ہا عنایات کر بمانہ میں سے ایک اندوز ہونے کے مواقع فراہم کرتا ہے اور اس کی کروڑ ہا عنایات کر بمانہ میں سے ایک عنایت ہم جیسے نااہل مسلمانوں پر بی بھی ہے کہ اس نے ہمیں اپنے پیارے صبیب، شفیح المذنبین ، خاتم الدین ، آقائے ، دو جہال حضرت محمد مصطفلے سے بھیے نااہل مسلمانوں پر بی بھی ہے کہ اس نے ہمیں اپنے پیارے صبیب، شفیح المذنبین ، خاتم الدین ، آقائے ، دو جہال حضرت محمد مصطفلے سے بھیے نا الم مال کروڑ وہا درود و صلام۔

محبت کامفہوم کی شنے کی جانب طبیعت کا مائل ہونا ہے اور اگر اس شنے کی جانب مائل ہونا ہے اور اگر اس شنے کی جانب مائل ہونے میں طبیعت میں شدت پائی جائے تو وہ ترقی کر کے ''عشق'' کہلاتا ہے۔ قرآن مجید میں سورہ البقرہ میں ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے کہ: '' بیجے لوگ ایسے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے سوا دوسروں کو شریک

جانے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی محبت کی مانند ان ہے محبت کرتے ہیں لیکن ایمان والے ایسے ہیں جو صرف اللہ تعالیٰ ہے ہی محبت کرتے ہیں جو صرف اللہ تعالیٰ ہے ہی محبت کرتے ہیں۔''

برصغیر پاک و ہندگ سرزمین پر جب مسلمان آباد ہوئے اور انہوں نے آتائے دوجہاں حضرت محمصطفے ہے ہے گئے کہ تعلیمات پر عمل پیرا ہو کر غیر مسلمانوں کو این اخلاق و آداب ہے اس قدر مجبور کر دیا کہ وہ اسلام کے دین کی طرف ماکل ہونا شروع ہو گئے لیکن جب انہی مسلمانوں نے آتائے دوجہاں حضرت سیّدنا محمد مصطفے شروع ہو گئے لیکن جب انہی مسلمانوں نے آتائے دوجہاں حضرت سیّدنا محمد مصطفی نوال کے تعلیمات کو چھوڑ دیا اور دنیاوی عیش وعشرت میں زندگی بسر کرنے گئے تو اُن پر زوال آنا شروع ہو گیا اور اسی زوال کی وجہ سے انگریز برصغیر جیسی عظیم الشان سلطنت پر قابض ہو گئے اور مسلمان اُن کے غلام بن گئے۔ یہاں تک کہ دوسری قومیں بھی اُن پر مسلمانوں کو صفی مسلط ہوگئے۔ ان اقوام کا آپس میں اس بات پر اس قدر انتحاد تھا کہ وہ مسلمانوں کو صفی ہستی ہے مثاد س۔

انگریزوں جب کمل طور پر برصغیر پاک و ہند پر قابض ہو گئے تو انہوں نے مسلمانوں کے ساتھ ایک نئی جنگ کا آغاز کر دیا جو جغرافیائی سرحدوں کی بجائے نظریاتی بنیادوں پر استوار کی گئی تھی۔جس کے نتیج میں انہوں نے برصغیر میں بسی ہوئی دوسری قوموں کو بھی ایپ ساتھ ملا کرمسلمانوں کے مقدس دین اور مقدس ہتی حضرت محمد مصطفع سے بھی کے دات کو نشانہ بنانا شروع کر دیا اور متعدد من گھڑت کتابیں اور رسائل تحریر کئے جن سے مسلمانوں کے جذبات کو بحروح کیا گیا۔

ہندوؤں نے انگریزوں کے ایماء پر تبلیغ کا کام سنجالا اور مسلمانوں کے خلاف عجیب وغریب ہنھکنڈ ہے استعال کرنے شروع کر دیے اور اس کے لئے انہوں نے رسول پاک میٹی شان میں گتاخیاں شروع کر دیں جگہ جگہ خاتم نبی جنم لینے سیکھ کا تان کا قلم زہراگانا، زبان نا قابل برداشت بکواس بکتی ان کی زبانیں ناپاک اور

الفاظ غلیظ ہوتے۔ بالآخر انہوں نے ایک اور قدم اٹھایا اور اکتوبر ۱۹۳۳ء میں مجول میں الفاظ غلیظ ہوتے۔ بالآخر انہوں نے قرآن حکیم کونعوذ باللہ ریا کاری اور منافقت کا مجموعہ قرار ایک آریہ برجیارک سینہ دیو نے قرآن حکیم کونعوذ باللہ ریا کاری اور منافقت کا مجموعہ قرار دے دیا نیز حضور رسول کریم میں پہنے کی جناب میں ہرزہ سرائیاں شروع کر دیں۔

اس کام کو انہوں نے اس حد تک ترقی دی کہ (نعوذ باللہ) حضور رسول کریم کے علیم کے حیات مبارکہ پر" رنگیلا رسول" کے نام سے ایک کتاب چھالی جس کے مندرجات بے انتہا غلیظ ، اور شرمناک سے جس سے مسلمانوں کے جذبات سلگ اٹھے لین مرکزی قیادت نہ ہونے کی وجہ سے مسلمان بالکل بے بس سے انگریز حکومت مسلمانوں کو ذلیل کرنے پرتلی ہوئی تھی الیسے میں بعض باغیرت مسلمانوں نے اسلاف کی روایات کو زندہ کرنے کا عزم کیا۔ان باغیرت مسلمانوں نے ایک نام غازی علم الدین شہید بیسید کی جس نے کتاب" رنگیلا رسول" کے ناشر گتائے رسول راجیال کو دن و ہاڑے کفر کر دار تک پہنچا یا اور خود کو گرفتاری کے لئے پیش کر کے یہ ثابت کر دیا کہ مسلمان بھی بھی عشق رسول سے بھیے نہیں ہیں میں کر کے یہ ثابت کر دیا کہ مسلمان بھی بھی عشق رسول سے بھیے نہیں ہیں ہیں میں بڑی قربانی ہی کون نہیش کرنی یڑے۔

یہ داستان حیات اس مرد غازی کی ہے جس نے معمولی پڑھا لکھا ہونے کے باوصف مصلحت پرست سیاست دانوں کی انگریزی خوشامدی، ہندوؤں کی مکاری اور انگریز دن خوشامدی، ہندوؤں کی مکاری اور انگریز دن کی فریب کاری کا پردہ جاک کیا اور عشق رسول اللہ بیٹے بیٹی کے ساتھ اپنی تجی محبت کاعلی الاعلان واشگاف میں ثبوت پیش کیا اور بہا تک دہل کیا۔

اس کتاب کی تالیف کا مقصد ہمارے پیش نظریبی ہے کہ آج کا دور ہمی ایسا دور ہے جس میں کئی گستاخ رسول آفائے دوجہاں شفیع المذنبین حضرت سیدنا محم مصطفے مطابق مقدس شخصیت پر حملہ آور ہورہے ہیں ، اس لیے اِن گستاخوں کو یہ بہتہ چل جائے کہ ناموس رسالت آب مطابق کے بارے میں مسلمان کیا جذبات رکھتے ہیں اور وہ اس کے لیے بری سے بری قربانی ہے ہمی در بیخ نہیں کرتے اس کے ساتھ ساتھ آج

عن زئ الدين شهيد النيزية الدين شهيد النيزية الدين شهيد النيزية الدين شهيد النيزية المستال المس

کے مادیت پرست دور میں ہم لوگ اپنے بزرگوں کے کارناموں کو بھلاتے جارہے ہیں جنہوں نے اسلام جیسے مقدس دین کے فروغ و اشاعت کے لیے بے دریغ قربانیاں دی ہیں۔ اللہ تبارک و تعالی ہماری اس عاجز انہ کاوش کواپنی بارگاہ میں قبول منظور فرمائے اور ہمیں اپنے اور اپنے بیارے محبوب حضرت محمصطفے سے بیار کے محبوب حضرت محمصطفے سے بیار کے محبوب حضرت محمصطفے سے بیار کے کہ توفیق عطا فرمائے۔ آمین

نظر الله په رکھتا ہے مسلمان غیور موت کیا شے ہے؟ فقط عالم مغنی کا سفر ان خاکیائے اولیاء از خاکیائے اولیاء مطلمہ محمد عاطف قادری



# حمر باری تعالی

اوّل حمد ثناء الني جو مالک بَر بَر دا أس وا نام چتارن والا بر میدان نه بروا کام تمام میسر ہوندے نام اوہدا چت قطریال رحموں کیکتے سادے کردا قہروں ساڑے نمریال قدرت تھیں جس باغ بنائے جگ سنسار تمامی رنگ برنگی پُوٹے لائے گھھ خاصی کچھ عامی اِکناں دے پھل مٹھے کیتے پُت انہاندے کوڑے اکناں دے چھل کاری آون نے چھلا ندے تھوڑے اليس عَامَب بافع اندر آدم دا رُكم لايا معرفت دا میوہ دے کے دّاہ پکھلدار بنایا رحمت دا جَد ماني لگاتال هويا ايهه هريا ہر ہر ڈالی نے پھل یایا سر دھرتی جد دھریا واہ وا خالق سر جہارا ماکاں دحق انساناں 🕆 اربع عناصر تھیں جس کیا مکونا مونا مون سمن أوبرى نول كوئى ند يبها عاقل بالغ دا نال ور بس دے بر سجدے شے لوح تھم آسانال

علم اوہدے بن لکھ نہ ہلدا واہ قدرت دا والی جِیّا بُون نگاہ اوہدی وج بر بیتر ہر والی آپ مکانوں خالی اُس تھیں کوئی مکان نہ خالی بَر وليل بَر چيز محمَّ رَكَهَ وا بنت سنجال بُون ہزار اٹھاراں اُس نے دیناں ویج بنائی صورت سیرت تے خاصیت وکھو وکھری یائی جُدا جُدا ہر بُوگے جَگ تے کیتے کھانے اُنتھے کو ملے ماڑے موٹے برٹوں بنت پیجانے جو جو رزق کے دا کیوں لکھیا کدے نہ ٹالے لاکھ کروڑ تکتے بریائیاں پھر بھی اونویں یالے آدم تھیں لے اِس دم توڑی لاکھ ہوئے مُرمِی گ صورت جُدا جُدا سبھس دی علم اوہدے وج مٹی وَ کھو وَ کھر ہے لیکھ سمس دے لکھ چھڈ یوس اکواری جمن مرن نه کھتن دیندا ساعت ادھی ساری · اِکو فرش زمین دا سارا اِکو مینه تراوت يُولِي رُكُم زمن ير جنتے سيمنال وج تفادت سے ناڑیں اِک پترا اندر جوڑ کئی وج جوڑے علم اوہرے وج بلکھ نہ بھلا سم معلم بن لوڑے صنعت دا کچھ انت نہ 'بھدا نظر کرو جس جائی دَهَن اوه قادر سر جهار جس سھ چيز بنائي

الدن شهيد بيد كالمالين شهيد بيد كالمالين شهيد بيد كالمالين شهيد كالمالين شهيد كالمالين كالمال ہے کہ کچر دا پر سکتے توڑے جو مگ لگے ہر کز زال نہ ہوندا مُو کے جیونکر آبا اگے ا تناکم نہیں کرسک دے دانشمند سانے حكمت ياك حكيم سے دى كون كوئى سبھ جانے آیے دانال آیے بینال بر کم کردا آیے واحد لا شريك الني صفتال نال سيهاي رَبِّ جَبَار قبار سُنيندا خوف يَهَلا إِس بالول ہے ستار غفار ہمیشہ رحم أمید جنابوں بادشهال تھیں تھیکھ منگادے تخت بہاوے گھاہی تجھ پرواہ نہیں گھر اُس دے دائم بے پروائی صدمٌ بُکمٌ ربن فرشتے کس طاقت وم مارے وَر أَسُ وے ير عاجز ہو كے وقعيندے بزرگ سارے بر وهشے نول بتھے دیندا بخشنہار خطانیاں ديتوس سخن زبانال اندر نخنال وچ صفائيال بمر درنول ذرکارن ہوندا جو اُس دَر تھیں مُویا ' اقے دا أس شان ودہایا جو أس یاسے الریا بادشهال دے شاہ اُس آھے منہ ملدے وچ خاکال او منبار كبايا او ينه حييال صافال پاكال مغرورال نول پکر نه کردا اوے وقت شابی معذوران نوں چکتے نامیں کر کے قبر خرابی

و ن الدين تهريد المسيد المسيد

جے کر خفگی کرے اُساں پر تک کے کتاب بُریاں بخشش کر کے مہریں آوے پھیر اوہدے دَر اُڑیاں ماد پیؤ دی ہے فرنانی جو بیٹا بنت کردا ماد پیؤ دی ہے فرنانی جو بیٹا بنت کردا فرزندگی دا یبار نہ رہندا گہن کویں ایہ مَردا

فرزندی دا پیار نه رہندا بہن تویں ایہ مرہ بنجن بھین بھرا نه ہوون راضی جس بھراؤں گھر آئے دا کرن نه آورکین اوہدیاں واؤں

دوست یار کسے دا بکدن آور بھاء نہ ہووے فیرا وہ مُکھ دکھاندا ناہیں یاری تھیں ہتھ وھوے

> نفر غلام کیے وا ہووے خدمت اندر دِھلا خاوند نُوں کد چنگا لگ وا چھوکے کر کر گلاً!

میر وزیر مصاحب شاہ دے طکموں باہر ہوون ۔ شاہ کھدیڑے غصہ کر کے ہور بھی نوکر روون۔

> واه وه صاحب بخشنهار تک تک ایر گنابال عزت رزق نه تحصتے ساڈ دیندا فیر پنابال

دوئے جہاناں اساناں نے میاں جووا فربے اوڑے
وچ سُمندر علم اوہدے دے بِک قطرے تھیں تھوڑے
کھانے یا بہائیوں چوکی ڈاہ زبین دا بَلاً!
جون دشن چنگے مندے دیندا نال ردھر کالًا!

ج اوہ قبر کماون لگ دا کون جو چھٹ وا رحمت اُس دی جگ وسائی بریک نعمت کئے وا

بندگی دی برواه نه اُس نُول گھاٹا نہیں گناہوں زُہد عبادت تاہیں ہوندے جال کھلے درگاہوں سدا سلامت راج اوسے دا اُس در شھ سلامی آدم جن ملائک ہر شے جیا بون تمامی مان کریندیاں مان تروڑے مسکیناں وا ساتھی کوه فافال وچ روزی دیندا شیم عال نول ماتھی لُطف کریندا کرم کنندہ ہر دیے کام سنوارے سجم خلقت داراکھا اوہو بھیت کچھانے سارے سبھ وڈیائی اُس نول لائق بے برواہ ہمیشہ کمنال تاج سعادت دیندا بکنال بداندیشه عیب میرے ہے نکآ دیندا ہنز کریندا جدول کرم دا واژا کردا کوئی نه رہندا باہر ہر عاجز یر رحمت کردا کرے تبول وعاکیں ون منظ لكم دان دوائ محرم دل دا ساكيل بَر كُونَى مختاج اوسے دا منكن بارا دردا ہر گز کیتی اُس دی اُتے اُنگل کوئی نہ وحردا دائم نیکوکاری خردا نیکی اُس نوں بھاوے بدیال بھی پھر بخش کندر دا جاں رحمت پر آوے سورج تارے أو تھ قطارے مشرق مغرب جاندے

### Marfat.com

خاک زمین دی ثابت رکھدا یاتی نے تھر باندے

عن زى الدين شهريد المسيد المسي

رَ هرتی بینڈ ڈولاندی آہی ایدهرا اودهر ہوکے حکمت نال لگائیوں محکم کوہ قافاں دے کوکے قطرے بک منی دے تائیں کہہ کچھ جوبن دیندا یانی اُتے صورت لکھے حکمت عجب کریندا اوس صورت وچ سیرت یاوے اہل بصیرت تکدے أتبيس لوك استمتهر بھائى قدر پچھان نہ سكدے وَنِّے دے وہے کعل مِکاندا جانن قیمت یاندے سادی شاخوں و کھے نکالے گل پھل رنگ رنگاندے سِیّاں اندر موتی کردا رکھ کے قطرہ یانی! عِکماں وپھول باہر آنے صورت بی بی رائی الگا میجها أس نول معلم نال جھییا بک ذره دانال بينال كشف قلوجي حي قيوم مقرة! كنّال بالمجول سُنخ والا تكدا ہے بن نينال بالبجه زبان كلام كريندا نال أس بهائى بهينال غالب امر مبارک أس دے ناں ہوباں نُول كيتا ہویاں نُوں نابُود کرلیی آب ہمیشہ جیتا · خاک ہویاں نُوں دوجی واری مُو کے زندے گری وج میران قیامت والے ہر کوئی لیکھا مجرسی سم جہان کو کیندا ایہو ہے تحقیق البی کیکن ممہند مبارک اُس دی کسے نہ لدھی آبی

صفت اوبدی نول قبم نہ پہتا ذاتی وہم نہ یاندے اِس ڈانے کئی بیڑے ڈتے تختہ ہویا نہ باندے اس مَيدان نه طِلِّے گھوڑا شينهه حيرت دا كيِّے خاص بہلے لا انتضى كہكے اس دوڑوں س رجے َ برجالَی تنہیں چلدی بھائی جھتے دی چرائی کن ڈورے جھ گونگی ہوندی جاں کوئی جا کہ آئی اِس مجلس وا محرم ہو کے پھیر نہ مُروا کوئی جو ایہہ مست پیالہ پیندا ہوش کھڑاندا سوئی اس خونی دریاؤں ڈر دے عقل فکر دیے سائس کس دی بیری باہر آئی پہنچ اجتہیں جائیں ہے کر تینوں طلب تحکم اس رہتے ٹر اُڑیا مُو آون دی رکھ نہ مکھی ایتھوں کوئی نہ مُریا نال ریاضت کریں صفائی سان فکر دی کہس توں مُت خوشبو دی کری طالب عهد الستوں بیر طلب دے گھڑ سن اوتھے اوڈیں کتب دیے بالوں اکوں کیر یقین لنگھای پڑدے یاڑ جنابوں ا یہہ دریا موہانے بابھوں <sup>لنگھ</sup>ن مول نہ ہوندا رُهرُ مردا يا ذبرُ البيهر الآب وسكلًا يوندا جہاں ملاح منایا ناہیں بیڑی چڑنے نہ اُس دی

#### Marfat.com

' راہوں پُرت ہے وج باراں مفت کری مسدی

عن زي الدين تهريد المسيد المسي

رستہ چھوڑ نبی دا ٹریاں کوئی نہ منزل بیگ دا ہے لکھ محنت ایویں کریئے کار کول نہ اُگ دا رستہ صاف نبی دے پچھے ہور نہ جانوں کوئی دستہ صاف نبی دے پچھے ہور نہ جانوں کوئی اوہو کرے شفاعت ساڈی تابئیں ملسی ڈھوئی (حضرت میاں محمد بخش میزید)



# مقبول طلق المقادم

واه کریم اُمت دا والی مِهر شفاعت کردا جرائیل جیبے جس جاکر نبیاں دا سر کردا

آوہ محبوب حبیب رباناں جامی روز محشر وا آپ بیتم بیتمال تابیل ہتھ سرے پر دھردا

یے لکھ واریں عظر گلابوں دھویئے بنت زباناں نام اُنہاں دے لائق تابیں کی تلمے وا کاناں

نعت أنبال دى لائق پاکى كدا سال نادا نال مين بليت ندى وي وايا باك كرے تن جانال مين

نال اشارت عمر کے کہا جس نے چن اسانی مسکروزاں تھیں جس پڑھایا کلمہ ذکر زبانی!

معجزیوں اُس بہت ودہائی تھوڑی سی مہمانی النگر تئتا سہر رجایا کیسے کاسے یانی!

مدر نشین دیوان حشر دا افسر و بی امال کل نبی مختاج انهاندے نفران وانگ غلامال

دُنیاں نے جَد ظاہر ہویا کھریا دین دماماں کوہ قافال نے سیس نمایا کوٹ کفار تماماں

تخت چبارے شاہی کئنے ڈھنھے گفر مُنارے چھیک دِنتے قرآن اوہدے نے ایکلے دفتر سارے

سَبَعُو نُور اُوسے دے نُوروں اُس دا نُور حضوروں اُس نول تخت عرش دا مِلیا موسے نوں کوہ طوروں

لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقُتُ الْكُونُ آیا ثان اُنہاندے جن انسان غلام فرشتے دویے جہاں اُنہاندے

نور مُحمد روش آہا آدم جدوں نہ ہویا اوّل آخر دوئے پاسے اُوہو مَل کھلویا

پاک جمال اوہدے نُوں سِکدے رُوح نبیّا سندے مُوراں مَلک اُنہاندی خاطر خدمت کارن بندے

ولی جہاں دی اُمت سندے نبیّال نال برابر اُمت اُس دی بنیا لوڑن مُرسل ہورا کابر

حسن بازار اوہرے سے بوسف بردے ہودکاندے ذوالقرنین سلیمان جیے خدمت گار کہاندے

عیے خاک اُنہاں دے دَردی رکھن تمیم کردا تائیں وست مبارک اُس دا شافی ہر ضرر دا

خال غلامی أس دی والا لایا پاک خلیلے جانی نوں قربانی کیتا مِهتر اساعیلے

موسط خفنر نقیب اُنہاندے اتبے بھجن راہی اوہ سلطان محمد والی مُرسل ہور سیاہی

دہ کی سدجہناں نوں ہویا نیڑے آ پیارا نعت اُنہاں دی کیہ مجھ لکھے شاعر او منہارا نعت اُنہاں دی کیہ مجھ لکھے شاعر او منہارا (حضرت میاں محمد بخش میں ایک اللہ اللہ میں بیشانیہ)





میاں اج دو رنگیاں دیکھیاں نیں نالے غم سانوں، نالے عید دی اے

علم دین دی ایس بہادری دی دید دی اے تے نالے شنید دی اے

جنت وچ رضواناں نے پیچھنا کیں کول خط اور ھے تے نال رسید وی اے

عشقِ لہر محمد سطے کو اوہ عاشق غازی مرد، وی اے نے شہید وی اے



باب1:

## بيان محبت

قرآن مجید میں سورہ المائدہ میں فرمانِ اللی ہوتا ہے:

"اے ایمان والو! تم میں ہے جو بھی حق تعالیٰ کے دین سے پھر
جائے تو اللہ تعالیٰ ایسی قوم کو لے آئے گا جو اللہ کومجوب رکھے گ اور اللہ ان کومجوب رکھے گا۔"

محبت کامفہوم کس شے کی جانب طبیعت کا مائل ہونا ہے اور اگر اس شے کی جانب ماکل ہونے میں طبیعت میں شدت یا کی جائے تو وہ ترقی کر کے'' محشق'' کہلاتا ہے۔

اہل لغت کہتے ہیں کہ محبت' حب' سے ماخوذ ہے اور حبہ کے معنی تخم کے ہیں جو زمین پر گرتا ہے لہذا خب کا نام محب رکھا گیا۔ چنانچہ اصل حیات ای ہیں ہے جس طرح اشجار و نبا تات میں ہے۔ حَب یعنی تخم ہے جس طرح میدان میں نئے کو بھیرا جاتا ہے اور پھرمٹی میں چھپا دیا جاتا ہے۔ بعدازاں اس پر پانی ڈالا جاتا ہے، سورج کی شعاعیں اس پر پڑتی ہیں، گرم و سردموسم سے اس کو واسطہ پردتا ہے لیکن زمانے کے تغیرات اس کو نہیں بدلتے یہاں تک کہ وہ پھل دیتا ہے ای طرح محبت کا نئے جب دل میں جگہ پالیتا ہے تو پھرکوئی شے اسے نہیں بدل سے محب کے دل میں جب مالک حقیقی میں جگہ پالیتا ہے تو پھراس کے دل میں جب مالک حقیقی کی محبت کا نئے جگہ پالیتا ہے تو پھراس کے دل میں محبوب کے کلام کے سواکوئی جگہ باتی کی محبت کا نئے جگہ پالیتا ہے تو پھراس کے دل میں محبوب کے کلام کے سواکوئی جگہ باتی

محبت کی دواقسام ہیں۔ایک جنس کی محبت دوسرے ہم جنس کے ساتھ اور الیی محبت نفس پرستی کہلاتی ہے اور ایسا طالب محبوب کی ذات کا عاشق اور اس پر فریفتہ ہوتا

عنازی الدین تہدید بیلیا کے ساتھ ہوتی ہے اور ایسی محبت اپنے محبوب کی کسی معبت اپنے محبوب کی کسی صفت پر سکون و قرار حاصل کرنے کا نام ہے تا کہ وہ اس خوبی سے سکون پائے اور انسیت حاصل کرنے کا نام ہے تا کہ وہ اس خوبی سے سکون پائے اور انسیت حاصل کرے۔

قرآن مجید میں سورہ البقرہ میں ارشادِ باری تعالیٰ ہوتا ہے۔

"کچھ لوگ ایسے ہیں جو اللہ کے سوا دوسروں کوشریک جانے
ہیں اور خدا کی محبت کی مانندان سے محبت کرتے ہیں لیکن ایمان
والے ایسے ہیں جو صرف اللہ سے ہی محبت کرتے ہیں۔"
چنانچہ اللہ عزوجیل سے محبت کرنے والوں کی بھی دو اقسام ہیں۔ اول وہ جنہوں نے اپنے اللہ عزوجیل کا انعام واحبان دیکھا اور اس کے دیکھنے کی وجہ سے اس سے محبت کے متقاضی ہوئے اور دوم وہ جو تمام احبانات و انعامات کو غلبہ محبت میں مقام تجاب تصور کرتے ہیں اور نعمتوں پر نظر کرنے کی بجائے ان کا طریقہ نعمت دینے مقام جو بیا اور یہ مقام نہایت ارفع واعلیٰ ہے۔
والے کی طرف ہوتا ہے اور یہ مقام نہایت ارفع واعلیٰ ہے۔
اُئی معدادت تین خصلتوں میں نظر آتی

دوسروں کے کلام کی بجائے محبوب کے کلام کو پہند کرتے ہیں۔

🛈 دوسروں کی ہم تشینی کی بجائے محبوب کی ہم نشینی کو پسند کرتے ہیں۔

کجوب کی رضا کو دوسروں کی برضا پرتر جے دیتے ہیں۔

آئمہ عظام بینیم فرماتے ہیں کہ عشق حقیقت میں پردہ داری کا نام ہے، راز کھول دینا، حلاوت ذکر کے باعث غلبہ وشوق طاری ہونا اور روح کا عاجز آناحتیٰ کہ

اگرجهم كالم بچھ حصداس كيفيت ميں كاب بھى ديا جائے تو در دمحسوس نہ ہو۔

محبت کے مفہوم و معنی میں مختلف آئمہ عظام بینیم کے مختلف اقوال ہیں۔ حضرت سمنون عینید کا قول ہے کہ محبت راہِ خدا کی اساس و بنیاد ہے اور اس پر تمام

الدن شهيد نين كالمالين شهيد نين كالمالين شهيد نين كالمالين شهيد نين كالمالين شهيد نين كالمالي كالمالي

احوال ومقامات اورمنازل کی بنا ہے اور حق تعالیٰ کی محبت میں زوال ممکن نہیں ہے۔

حضرت عمرو بن عثمان مکی میشد. فرماتے ہیں کہ اللہ عز وجل نے قلوب کو ان کے اجسام سے سات ہزار سال قبل بیدا فرمایا اور انہیں اینے قرب خاص میں رکھا۔ اس کے بعد محبت کے درجہ میں رکھا۔ پھران کے باطن کوان کے اجسام ہے سات ہزار سال قبل پیدا کیا اور انہیں وصل کے درجہ میں رکھا اور روزانہ تین سوساٹھ مرتبہ ظہورِ جمال ے باطن کو جمل بخشی اور تین سوساٹھ مرتبہ نظر کرامت ڈالی۔ پھر محبت کا کلمہ سنایا اور تین سوساٹھ مرتبہ دلوں پر انس ومحبت کے لطا نف ظاہر کئے یہاں تک کہ انہوں نے ساری کا نئات پر نظر ڈالی تو کسی مخلوق کواینے سے زیادہ صاحب کرامت بنہ پایا ای بناء پر ان میں فخر وغرور پیدا ہوا۔ اس وقت الله عزوجل نے ان سب کا امتحان لیا اور باطن کوجسم میں مقید کر کے روح کو دل میں محبوں کیا اور دل کوجسم میں رکھا۔ پھرعقل کوان میں شامل

کیا اور ابنیاء نظام کو بھیج کر آئبیں تھم دیا۔اس کے بعد وہ اینے مقام کی تلاش میں نکلا اور الله عز دجل نے اسبے نماز کا تکم دیا تا کہ جسم تو نماز میں ہواور دل محبت الہی میں غرق ہو۔

جان قربت كامقام حاصل كرياور باطن وصال حق سيسكون بإئے

حضرت حسین بن منصور حلاج میلید کے بارے میں منقول ہے کہ ان کو المفارہ دن تک قید میں رکھا کمیا۔ حضرت ابو بر شبلی میند ، آپ میند کے باس آئے اور آپ جیشتہ سے محبت کے بارے میں دریافت کیا: حضرت حسین بن منصور طلاح بینافذ نے فرمایا کہ آبن نہیں میں تہیں کل بناؤں گا۔ چنانچہ دوسرے دن آب میناند کو قید سے نکال کر فرد جرم عائد کرتے ہوئے قبل کرنے کا حکم دیا گیا۔ حضرت الوبكرشلي مينيد تشريف لائے تو آپ مينيد نے فرمایا كه اے ابوبكر (مينيد)! محبت کا آغاز جلنا اور انجام کل ہے۔

حضرمت ابوالقاسم قشيري ميلية فرمات بين كمحبت وه هيج جوايي تمام صفات كومحبوب كى طلب اوراس كى ذات كے اثبات ميں فناكر دے۔ يعنى صرف محبوب باتى

رہ جائے اور محبّ فانی ہو جائے اور محبوب کی بقاء کے لئے محبت کی غیرت کی اس حدِ تک نفی کرے کہ محبت کی غیرت کی اس حدِ تک نفی کرے کہ محبت کا فقط تصرف رہ جائے اور محبّ کے اوصاف کی فنا ذات محبوب کے اثبات کے سوا کچھ نہ رہے۔

سلطان الاولیاء حضرت بایزید بسطامی میسید کا فرمان ہے کہ محبت یہ ہے کہ اپنے زیادہ کو کم جانے اور محبوب کے کم کو زیادہ جانے ۔ یعنی اللہ عزوجل نے جو دنیاوی تعمین اے عطاکی ہیں ان کو کم جانا جائے اور اس کی کم روحانی نعمتوں کو زیادہ جانا جائے ۔ چنانچے قرآن مجید میں سورہ النساء میں ارشادِ باری تعالیٰ ہوتا ہے: جائے ۔ چنانچے قرآن مجبوب (مضائع اللہ اللہ میں ارشادِ باری تعالیٰ ہوتا ہے: محبوب (مضائع اللہ اللہ میں ارشادِ باری تعالیٰ تو بہت تھوڑی ہیں۔'

حضرت رابعہ بھری پینے ریاضت و عبادت و معرفت کے اعتبار سے متاز حیثیت رکھتیں تھیں۔ اپنے دور کی نامور قلندر تھیں۔ علم عبادت اور ریاضت میں آپ پینے اللہ عزوجل کا نام اولیاء کرام میں نہایت عقیدت و احترام سے لیا جاتا ہے۔ آپ پینے اللہ عزوجل کی عبادت میں ہمہ وقت مشغول رہتیں۔ اللہ عزوجل سے آپ پینے کی محبت کا یہ عالم تھا کہ دنیا کی کسی چیز کا لا لج آپ کے دل میں موجود نہیں تھا۔ آپ پینے صرف رضائے اللہ کی کی طالب تھیں۔ ایک مرتبہ بارگاہ اللی میں مناجات کرتے ہوئے کہا کہ اے اللہ! اگر میں تیری عبادت جہم کے خوف سے کرتی ہوں تو تو مجھے جہم میں پھینک دے اور اگر میں تیری عبادت جنت کی خاطر کرتی ہوں تو تو مجھے جنت سے محروم کردے لیکن اگر میں میں تیری عبادت جنت کی خاطر کرتی ہوں تو تو مجھے جنت سے محروم کردے لیکن اگر میں صرف تیری بی خاطر تیری عبادت کرتی ہوں تو تو مجھے اپنے دیدار سے محروم کردے لیکن اگر میں صرف تیری بی خاطر تیری عبادت کرتی ہوں تو تو مجھے اپنے دیدار سے محروم نے کرنا۔

سلطان الاولیاء حضرت بایزید بسطامی عیرانید کا فرمان ہے کہ سالک اس حقیقت کو جان ہے کہ سالک اس حقیقت کو جان لے کہ حقیق محبوب اللہ تعالی ہی ہے اور بیصفت کسی غیر کے لئے کسی بھی طور موزوں نہیں ہے اور اللہ عزوجل کی جانب سے سالک کو جو پہنچتا ہے وہ کم نہیں ہوسکا اور سالک کی جانب ہے جو اللہ عزوجل کی جانب پہنچتا ہے وہ بہت کم ہے گی الدین اور سالک کی جانب سے جو اللہ عزوجل کی جانب پہنچتا ہے وہ بہت کم ہے گی الدین

من زن الدن شهريد المستون الدن شهريد المستون الدن شهريد المستون الدن شهريد المستون المس

حضور سیّد ناغوث الاعظم حضرت سیّد ناعبدالقادر جیلانی جُیناتیا تحریر فرماتے ہیں کہ عاشق النی وہ ہے جواللہ تعالیٰ کے سامنے نہ تو اپنا کوئی ارادہ رکھے اور نہ ہی اس کی کوئی خواہش باتی رہے۔ عاشق کے لئے ماسوائے اللہ تعالیٰ کے مشاہدہ و وصال کے کچھ طلب نہ ہو اور وہ ہروقت صرف خالق حقیقی کا طلبگار رہے۔

حضرت میاں محمہ بخش جہائی فرماتے ہیں کہ عاشق اپنے محبوب کی تلاش میں شہروں اور ویرانوں میں بھٹکتا رہتا ہے بالآخر اسے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے محبوب حقیق کا ٹھکانہ تو اس کے دل کے اندر ہے۔ عاشق بظاہر میاا کچیلا ہوتا ہے مگر اس کے اندر آب حیات موجزن ہوتا ہے اور اس کے سوکھ لب اس کے پیاسا ہونے کی نشاندہی کر رہے ہوتے ہیں اور اس کی روح آب حیات کی ندی میں نہارہی ہوتی ہے۔

کتب سیر میں منقول ہے کہ حضرت ذوالنون مصری بیاتیہ مجدحرام میں داخل ہوئے اور اسطوانہ کے بینچ ایک نگا اور بیار پڑا نوجوان و یکھا۔ اس کے قلب حزین (ممکنین) ہے آئیں نکل رہی تھیں۔ حضرت ذوالنون مصری بیاتیہ فرماتے ہیں کہ میں نے قریب ہوکر اسے سلام کیا اور پوچھا: اے لڑکے تو کون ہے؟ اس نے جواب دیا: میں فریب عاشق ہوں۔ میں مجھ گیا جو کچھ وہ کہدرہا تھا اور فورا کہا کہ میں بھی تہماری طرح عاشق ہوں۔ اس نے رونا شروع کر دیا اور میں بھی اس کی وجہ سے رو پڑا۔ اس نے پوچھا: کیا تو بھی رورہا ہے؟ میں نے کہا: میں بھی تیری طرح ہوں۔ اس نے باآ واز بلندرونا شروع کر دیا۔ ایک بہت ہی بلند چنج ماری اورای وقت اس کی روح پرواز کرائی۔ میں اس پر کپڑا ڈال کر کفن لینے کے لئے وہاں سے نکلا۔ میں نے کفن برواز کرائی۔ میں اس پر کپڑا ڈال کر کفن لینے کے لئے وہاں سے نکلا۔ میں نے کفن فریدا اور جب واپس وہاں پہنچا تو وہ اپنی جگہ پرنہیں تھا۔ میں نے کہا: بحان اللہ۔ اور پھرایک غیبی آ واز کی جو کہدری تھی: اے ذوالنون! اس غریب کو دنیا میں شیطان نے تلاش کیا لیکن تیرا مال اسے نہ دکھ کا۔ رشوان (بہشت کا تکہبان) حذ جنت میں اسے تلاش کیا لیکن تیرا مال اسے نہ دکھ کا۔ رشوان (بہشت کا تکہبان) حذ جنت میں اسے تلاش کیا اس کو بھی نہ ملا۔ تو میں نے رشوان (بہشت کا تکہبان) حذ جنت میں اسے تلاش کیا اس کو بھی نہ ملا۔ تو میں نے رشوان (بہشت کا تکہبان) حذ جنت میں اسے تلاش کیا اس کو بھی نہ ملا۔ تو میں نے رشوان (بہشت کا تکہبان) حذ جنت میں اسے تلاش کیا اس کو بھی نہ ملا۔ تو میں نے رشوان (بہشت کا تکہبان) حذ جنت میں اسے تلاش کیا اس کو بھی نہ ملا۔ تو میں نے حنت میں اسے تلاش کیا اس کو بھی نہ ملا۔ تو میں

عرض کی: وہ کہاں ہے؟ ذوالنون مصری عین پیر فرماتے ہیں کہ میں نے غیبی آواز سی جو کہہ رہی تھی:

> ''بروی پہندیدہ جگہ میں عظیم قدرت والے بادشاہ کے پاس (بیٹھے) ہول گے۔''

سلطان الاولیاء حضرت بایزید بسطامی میسیای این عشق کے متعلق فرماتے ہیں میں نے جالیس برس تک عام انسانوں کی غذا کونہیں چکھا۔ اس کے بعد جب غور کیا تو ہرسمت بندگی اور خدائی نظر آئی۔ اس کے بعد تمیں سال اللہ عزوجل کی جتجو میں گزار دیئے۔ پھر میں نے اللہ کو طالب اور خود کو مطلوب پایا۔ اب تمیں سال سے یہ کیفیت ہے کہ جب بھی اللہ عزوجل کا نام زبان سے لینا چاہتا ہوں تو پہلے تین مرتبہ زبان کو اچھی طرح دھو لیتا ہوں۔

غنیمت دال اگر عشق مجازیست که از بهر حقیقی کار سازیست

سلطان العارفین حضرت سلطان باہو یونیالیہ فرماتے ہیں کہ ظاہری طالب یا عاشق وہ ہوتا ہے جس کو ہر شے ہیں صرف اور صرف اپنا محبوب ہی نظر آتا ہے اور اس عاشق وہ ہوتا ہے جو اپنا ہر معاملہ محبوب حقیقی کے علاوہ اسے پچھ نظر نہیں آتا اور حقیقی عاشق الہی وہ ہوتا ہے جو اپنا ہر معاملہ محبوب حقیقی سے سطے کرتا ہے اور وہ اپنے محبوب کے ہر فعل سے شادو خرم ہوتا ہے اور اس کا دل اس

خارى الدين شهيد المسيد المسيد

قدر صاف شیشہ کی مانند ہوتا ہے کہ اس میں اپنے محبوب کے جمال کا عکس بالکل روزِ روشن کی مانندنظر آتا ہے۔

حضرت مولا تا روم بمین په فرماتے ہیں که سوائے عاشقوں کے جسم و روح کے جو اینے محبوب کے گرد پروانہ وار رفض کناں ہوتے ہیں باقی و نیا میں گردش بغیر غرض کے نہیں ہوتی۔ یہ عاشق ذات کل کا ہوتا ہے اور یہ جزوی چیز کے عاشق نہیں ہوتے کیونکہ جو جزو کا عاشق ہوا وہ کل ہے دور ہو گیا۔ جب کوئی جزو کسی جزو کا عاشق ہوا تو اس کامعثوق جلد ہی ایپے کل کی طرف جلا جاتا ہے لیعنی ہر چیز کو فنا ہے اور سب کو اس حق کی طرف رجوع ہونا ہے مثلاً اس احمق کی داڑھی نے غیرحق کا غلام بنتا جاہا۔ کمزور کا سہارا لیا اس کئے ڈوبا اور بیرمجازی معشوق اس لائق نہیں ہیں کہ بیار کی تیار داری کر تکیں یا اپنے عاشق مالک کی خدمت کر تکیں ای لئے کہا گیا ہے کہ برا کام کرنا ہے تو بلند ہمتی ہے کام لے کر آزاد عورت کے ساتھ کرو اور چوری کرنی ہوتو تم از کم موتی کی چوری کرو۔ مجازی عشق کا انجام میہ ہے کہ کوئی معشوق غلام جب اینے مالک سے جاملاتو اس عاشق کی حالت زار رہے ہوتی ہے کہ اس کی جوانی پھول کی خوشبو کی طرح اڑ جاتی ہے اوروہ کانے کی طرح سو کھ جاتا ہے۔اس احمق کی مثال ایسی ہے جو شمع حقیقت کی روشنی د بوار پر دیکھیے اور جیران ہو جائے پھروہ اس د بوار کا عاشق ہو جائے کیونکہ اے اس میں نور کی مجلی نظر آئی۔اب اسے بیمعلوم نہیں کہ بیمجازی ہے اور سورج کا عکس ہے۔ جب بدروشن اینے اصل بعنی سورج سے جاملی اور دیوار سیاہ ہوگئی تو پھروہ احمق اینے مطلوب حقیقی سے دور ہو گیا جس ہے اس کی ساری محنت برباد ہو گئی۔ پس اگرتم کہو کہ چونکہ جزو کل سے ملا ہوا ہے تو عشق مجازی بھی عشق حقیق ہے تو پھر پھول کی بجائے کا نٹا کیوں نہیں کھا لیتے کیونکہ کانٹا بھی تو پھول ہے جڑا ہوا ہے۔ اب بیا کہ جزوتو بوری طرح کل ے متصل ہے مکر ملا ہوانہیں ہے اگر آلیا نہ ہوتا تو رسولوں کو مخلوق کی ہدایت کے لئے بھیجنا ب كار موتا جبكه رسول مخلوق كوحق بيد واصل كرانے كے لئے ہيں۔

ایک مرتبہ حضرت علیلی علیائلہ ایک ایسے نوجوان کے نزدیک سے گزرے جو باغ میں پانی لگارہا تھا اس نے آپ ہے کہا کہ بارگاہِ النی میں دعا فرمائے کہ اللہ رب العزت اینے نشق کا ایک ذرہ مجھے مرحمت فرما دے۔حضرت عبیلی عَلیٰلِنَاہِ نے فرمایا: ایک ذرہ تو بہت زیادہ ہےتم اس کو برداشت کرنے کی طافت نہیں رکھتے۔اس نے کہا: تو پھر نصف ذرہ ہی عطافر ما دے۔اس پر حضرت علیلی علیاتی سے پروردگارِ عالم ہے دعا مانگی: یا الله! اے اپنے عشق کا نصف ذرہ مرحمت فرما دے۔ بیدعا مانگنے کے بعد آپ وہاں ہے تشریف لے گئے۔ کافی عرصہ کے بعد ایک دن پھر ای راستہ ہے آپ کا گزر ہوا اور اس جوان کے بارے میں دریافت کیا تو لوگوں نے بتایا کہ وہ تو دیوانہ ہو گیا ہے اور بہاڑوں پر چلا گیا ہے۔حضرت علیلی علیاتی سنے پروردگار عالم سے دعا مانگی: یا اللہ! اس جوان ہے میرا سامنا کرا دے۔ پھر آپ نے دیکھا کہ وہ جوان پہاڑ کی ایک چوٹی پر کھڑا ہوکر آئان کی طرف دیکھے جا رہا ہے۔ آپ نے اسے سلام کیالیکن اس نے کوئی جواب نہ دیا۔ آپ نے اس سے فرمایا کہتم مجھے نہیں جانتے میں عیسی (علیائلم) ہوں۔ الله تعالى كى طرف مے حضرت عيسى علياتهم يروى نازل موئى كدا عيسى علياتهم)! جس کے دل میں میری محبت کا نصف ذرہ بھی موجود ہو وہ کس طرح انسانوں کی بات س سکتا ہے۔ جھے قتم ہے اپنی عزت و جلال کی! اگر اے آرے سے چیر کر دو مکڑے بھی کر دیا جائے تو اے احساس تک نہ ہو گا۔

عشق کی راہ میں بے شار مقامات آتے ہیں اور کئی مقامات ایسے بھی ہوتے ہیں جہاں عشق کمزور پڑ جاتا ہے اور ایمان مضبوط ہو جاتا ہے جبکہ کئی مقامات ایسے بھی ہوتے ہیں جہال عشق مضبوط اور ایمان کمزور ہو جاتا ہے اور اللہ کے اولیاء کی بیہ خاصیت ہوتے ہیں جہال عشق مضبوط اور ایمان کمزور ہو جاتا ہے اور اللہ کے اولیاء کی بیہ خاصیت ہو کہ وہ ایک لمحہ کے لئے بھی نفس امارہ کی دسترس میں نہیں جاتے کیونکہ اللہ عزوجل خود ان کے احوال کا نگہان ہوتا ہے۔

،ایک مرتبه حضرت ابو بکرشبلی میندیشی نے نیبی نداسی کے کب تک اسم ذات کے

عن زي الدن شهيد المسيد المسيد

ساتھ وابسۃ رہو گے۔ اگر طلب صادق ہے تو مسمی کی جبھو کرو۔ آپ بھرانیہ نے بید ندا سی تو عشق اللی میں ایسے غرق ہوئے کہ دریائے دجلہ میں چھلانگ لگا دی۔ دریا کی ایک موج نے آپ بھرانیہ کو اٹھا کر کنارے پر بھینک دیا۔ آپ بھرانیہ اس کیفیت کے ساتھ آگ میں کود پڑے لیکن آگ بھی گلزار ہوگئی۔ آپ بھرانیہ نے اس کیفیت میں کئی مرتبہ ابنی جان دینے کی کوشش کی لیکن کوئی بھی تدبیر کارگر نہ ہوئی۔

الله عزوجل جس ول میں اپی محبت بوھ دیتا ہے اس پر دوسری محبتیں خود بخود بی زائل ہو جاتی ہیں۔ محبت بوھ کرعشق کی صورت اختیار کر لیتی ہے اورعشق دل میں ہجر وفراق کی آگ کو بحر کا تا ہے۔ تمام خواہشات نفسانیہ کو روند ڈالٹا ہے اور عاشق فراق محبوب میں شب و روزگریہ و زاری کرتا ہے۔ یہاں تک کہ دل کا شیشہ صاف چھکئے لگتا ہے اور چر و مقصود نظر آجاتا ہے۔ وہ معرفت وعرفان کے ساتھ نئی زندگی پاتا ہے۔ سالک آغاز میں خود کو غیر خدا سمجھتا ہے اور حصولی عرفان کے بعد خود کو عین خدا سمجھتا ہے اور حصولی عرفان کے بعد خود کو عین خدا سمجھتا ہے۔ وہ معرفت و مراد اجلی فنا ہے اور مومن کو ملے بغیر راحت ہوت بڑب کر مرجا کیں۔ بلوغ اجل سے مراد اجلی فنا ہے اور مومن کو ملے بغیر راحت نفیب نہیں ہوتی۔ عاشقانِ اللی ہر وقت ہجر و فراق میں گریہ و زاری کرتے ہیں اس نفیب نہیں ہوتی۔ عاشقانِ اللی ہو کر ان کو اپنا انعامات اور قرب کی بشارت دیتا ہے لئے الله عزوجل ان پر مہر بان ہو کر ان کو اپنا انعامات اور قرب کی بشارت دیتا ہے کیاں تک کہ وقت معین آن پہنچنا ہے اور انہیں قرب اللی کی دولت نفیب ہو جاتی یہاں تک کہ وقت معین آن پہنچنا ہے اور انہیں قرب اللی کی دولت نفیب ہو جاتی ہے۔ حضور نبی کر یم بیان عالی شان ہے: ''مر نے سے پہلے مرجاؤ۔''

جب تک سالک اپنی ہتی ہے فانی نہ ہو۔ ذات حق تبارک وتعالی کے ساتھ باقی نہیں ہوسکتا۔ اللہ رب العزت تبارک وتعالی دولت وصال عاصل ہونے ہے پہلے عاشقوں کو قرب و وصال کی خوشخری اس لئے دیتا ہے کہ شاید شوقی اللی کے سبب ان ک محبت حد ہے گزرے اور ان کی قو تیں منقطع ہو جا کیں اور وہ ہلاک ہو جا کیں۔ محبت حد ہے گزرے اور ان کی قو تیں منقطع ہو جا کیں اور وہ ہلاک ہو جا کیں۔ حضرت شمعون محب میں نے جے بیت اللہ شریف ہے فارغ ہوئے تو

غ ازی کم الدین شهرید دنیانیا

آپ رُوَاللَّهُ اہل فید کے اصرار پر ان کے ہاں وعظ کے لئے تشریف لے گئے۔
آپ رُوَاللَٰہُ نے جب وعظ کیا تو اہل فید پر آپ رُواللہ کے وعظ کا پچھ اثر نہ ہوا۔
آپ رُواللہ نے جب یہ دیکھا تو آپ رُواللہ نے قندیلوں کو کاطب کر کے اپنا خطاب
شروع کر دیا اور فر مایا کہ اے قندیلو! میں تمہیں محبت کا مفہوم سمجھا تا ہوں اور جب
آپ رُواللہ نے محبت کا مفہوم بیان کرنا شروع کیا تو قندیلوں پر ایسی وجدانی کیفیت
طاری ہوئی کہ باہم فکرا کر پاش پاش ہو گئیں۔ آپ رُواللہ ایک مرتبہ محبت کا مفہوم بیان
کررہے تھے کہ ایک کبوتر آپ رُواللہ کی آغوش میں آکر اتر گیا۔ پھر وہ کبوتر زمین پر بیٹھ گیا اور اپنی چونج لبولہان کہ وہی کو دیا۔
بیٹھ گیا اور اپنی چونج سے زمین کو کھودنا شروع کر دیا یہاں تک کہ اس کی چونچ لبولہان
ہوگی اور اس نے وہیں دم توڑ دیا۔

سے عاشق کا حال تو یہ ہوتا ہے کہ وہ محبوب حقیقی کی خاطر اپنی جان کو بھی خاک میں ملا دیتا ہے اور اگر محبوب کی جانب سے تقاضا ہو کہ وہ اپنی قربانی پیش کر ہے تو وہ اپنا سر بھی محبوب کی خاطر کٹوا دیتا ہے۔ عاشق حقیقی اپنے محبوب حقیقی کے تقاضے پر بھی کسی بات پر حیل و جحت کا اظہار نہیں کرتا۔ چنانچہ اس کے اس فعل کی بدولت محبوب حقیقی اس سے راضی ہوجا تا ہے اور اسے اپنے دیدار وقرب سے نواز تا ہے۔

حضرت مولا نا روم بُوالدُ " متنوی مولا نا روم" میں فرماتے ہیں کہ عاش لوگ خوتی کے جام اس وقت پیتے ہیں جب وہ اپنے محبوب کے ہاتھوں قبل ہو جاتے ہیں۔ اصحاب رسول الله مطابیقہ نفس کی دعا بازیوں اور فریب کے بارے میں حضور نبی کریم مطابقہ سے دریافت کرتے تھے کیونکہ وہ اپنے نفس کے عیبوں کوختم کرنا چاہتے تھے اور وہ اور وہ جائے تھے کہ حضور نبی کریم مطابقہ انہیں ان کے عیوب سے آگاہ کریں اور وہ اپنے باطن کی اصلاح کریں اور نفس کے مکروفریب سے نی سکیں اور ان کے عشق میں اور ان کے عشق میں دنیا کے میلان کی وجہ سے کسی فتم کی کوئی کی نہ آنے پائے مجی الدین حضور سیّدنا غوث الاعظم حضرت سیّدنا عبدالقادر جیلانی بھرانی میں کے دنیا ہی

خن نی اللہ باقی رہ جاتا ہے۔ اور خلق کو دیکھ کر اس کی آنکھوں کو ٹھٹڈک جنت ہے کیونکہ وہ خلق کو اپنا محبوب دیکھتا ہے اور خلق کو دیکھ کر اس کی آنکھوں کو ٹھٹڈک بہنچتی ہے۔ جس ول میں عشق اللی ساجاتا ہے وہ دل غیراللہ کے خس و خاشاک ہے باک ہوجاتا ہے۔ سلطان عشق وقلب ہے ہر چیز کو باہر زکال دیتا ہے اور اس قلب میں صرف اللہ بی اللہ باقی رہ جاتا ہے۔

ارشادِ باری تعالی موتاہے:

"الله ان سے محبت کرتا ہے اور وہ الله سے محبت کرتے ہیں۔" عاشقوں کے دل عشق اللی کے باعث موم کی طرح نرم و ملائم ہوتے ہیں اور یمی وجہ ہے کہ ان کامحبوب جس طرف جا ہتا ہے ان کے دل کوموڑ دیتا ہے۔عشق اللی

ان جربہ ہے اور وہ جوب سرف چاہا ہے ان بے دن وسور دیتا ہے۔ اور کی تیش ہی اس قدر ہوتی ہے کہ عاشق کا دل بگھل جاتا ہے اور وہ خود کو مکمل طور پر محبوب کے حوالے اس طرح کرتا ہے جس طرح محبوب کے حوالے اس طرح کرتا ہے جس طرح

مردہ کوغسال کے حوالے کیا جاتا ہے کہ غسال جنس طرح جاہتا ہے مردے کو إدھر أدھر

موڑتارہتا ہے۔

ہر معثوق اپنے عاشق کے دل کی غیرت کرتا ہے وہ نہیں چاہتا کہ اس کے دل میں سوائے اپنے معثوق کے میں سوائے اپنے معثوق کے میں چیز کی بھی محبت ہو۔ اگر اس کی محبت اپنے معثوق کے سواکسی اور شے کے ساتھ بھی ہوتو معثوق اس شے کو ہلاک کر دیتا ہے اور معدوم کر دیتا ہے تا کہ عاشق کے دل میں صرف اپنے معثوق حقیق کی محبت باتی رہ جائے۔

عشق سے متعلق ایک جماعت کا نظریہ یہ ہے کہ بندہ کوخق تعالیٰ کاعشق ہو سکتا ہے کیکن حق تعالیٰ کوکسی سے عشق ہو یہ کہنا جائز نہیں ہے۔ اس جماعت کا یہ بھی قول ہے کہ مشق ایسی صفت ہے جوا ہے محبوب سے روکا گیا ہو اور بندہ کوحق تعالی سے روکا گیا ہو اور بندہ کوحق تعالی سے روکا گیا ہو اور حق تعالی بندہ سے رکا ہوانہیں ہے اس لئے بندہ پر توعشق کا استعال جائز ہیں ہے۔ کہنے حق تعالیٰ براس کا استعال جائز نہیں ہے۔

حضرت فینخ ابوبکر کمانی میلید نے کم سن میں ہی ج کا ارادہ کیا اور والدہ ہے

اس کی اجازت طلب کی۔ والدہ نے اجازت دے دی تو آپ بُرِیانیہ ج کے لئے روانہ ہوگئے۔ دورانِ سفرآپ بُرِیانیہ کوشل کی حاجت پیش آئی چنا نچہ آپ بُرِیانیہ نے بیداری کے بعد یہ خیال کیا کہ میں والدہ سے چونکہ بغیر کی عہد و پیاں کے نکل گھڑا ہوا ہوں اس لئے آپ بُرِیانیہ گھر واپس لوٹ آئے۔ گھر پہنچ تو والدہ کو دروازہ میں گھڑے دیکھا۔ آپ بُرِیانیہ نے والدہ سے دریافت کیا کہ کیا آپ نے جھے اجازت نہ دی تھی؟ والدہ نے کہا کہ بے شک میں نے تہیں آجازت وی تھی لیکن تمہارے بغیر میرا ول نہیں قالدہ نے کہا کہ بے شک میں نے تہیں آجازت وی تھی لیکن تمہارے بغیر میرا ول نہیں گئا تھا اس لئے میں نے خود سے یہ عہد کیا کہ جب تک تم گھر واپس نہیں آ جاتے میں دروازے پر کھڑی ہو کہ واپس نہیں آ جاتے میں دروازے پر کھڑی ہو کہ تہارا انظار کرول گی۔ آپ بُریانیہ کو جب والدہ کے ایک ادادہ ترک کر دیا۔ والدہ کے وصال کے بعد دمزت شخ ابو بکر کانی بُریانیہ ایک مرتبہ پھر ج کے لئے روانہ ہوئے تو راستہ میں حضرت شخ ابو بکر کانی بُریانیہ کا گزر ایک قبر سے ہوا جس میں موجود مردہ بنس رہا تھا۔ حضرت شخ ابو بکر کانی بُریانیہ کا گزر ایک قبر سے ہوا جس میں موجود مردہ بنس رہا تھا۔ حضرت شخ خواب دیا ابو بکر کانی بُریانیہ نے سوال کیا کہ تو مرنے کے بعد کیوں بنتا ہے؟ مردہ نے جواب دیا ابو بکر کانی بُریانیہ نے سوال کیا کہ تو مرنے کے بعد کیوں بنتا ہے؟ مردہ نے جواب دیا کہ عشق خداوندی میں بہی کیفیت ہوا کرتی ہے۔

خواجہ خواجگان، سلطان الہند حضرت خواجہ معین الدین چشتی مُوَالَدُ نے عارفوں
کے ذکر کے سلسلہ میں فر مایا کہ عارف وہ شخص ہے جس پر عالم غیب سے ہر روز سو ہزار تخلیاں عکس فکن ہوں ۔ ایک ہی وقت میں کئی ہزار جلوے اور کئی ہزار کیفیتیں ظاہر ہو جا کیں۔ آپ مُوَالَدُ نے فر مایا کہ عارف تمام عالم کی خبر رکھتا ہے۔ محبت کی باریکیوں کی انجھی طرح تصریح وتشریح جانتا ہے۔ عارف وہ ہے جو ہر وقت عشق کے دریا میں تیرتا رہتا ہے۔ اسرار سرمدی اور انوار اللی کے موتی نکال کر لاتا ہے اور پر کھنے والے جو ہر یون کے سامنے پیش کرتا ہے۔ جو دیکھتا ہے وہ پہند کرتا ہے اور اس کے عارف مونے کی گوائی دیتا ہے۔ عارف کے دل پر عشق ہر وقت جوش مارتا رہتا ہے اس کی میہ مونے کی گوائی دیتا ہے۔ عارف کی یاد میں مستغرق رہتا ہے۔ کھڑا ہوتو دوست کی یاد

میں ، بیٹھا ہوتو دوست کے تصور میں، سوئے تو دوست کے خیال میں۔ حتی کہ عالم بیداری میں عظمت النی کے گرد طواف کرتا ہے اور وہ دم بھر کیلئے بھی دوست کی یاد ہے غافل نہیں رہتا۔

حضرت میاں محر بخش برائے ہیں کہ اگر کوئی عاشق بننے کا خواہش مند ہوتو اسے چاہئے کہ وہ محبوبِ حقیق کا دامن مضبوطی سے تھام لے اور محبوب اس سے جان کا بھی متقاضی ہوتو جان وینے سے بھی در لیغ نہ کر ہے۔ عاشق کو بھی ناامید نہ ہونا چاہئے اور جیسے جیسے اس کا عشق پروان چڑھتا جائے اس کی امید آئی ہی بڑھتی جانی چاہئے ۔ محبوب اس کو ہزار بار بھی دھتکارے مگر وہ پھر بھی اس کی امید کا دامن ہاتھ سے جانے ویے۔

اولیاءعظام بینین کی ایک جماعت کا تول ہے کہ اللہ عزوجل کی ذات کاعشق دونوں جہان میں درست نہیں البتہ ادراک ِ ذات کاعشق ممکن ہے مگرحق تعالیٰ کی ذات مدرک نہیں ہے مگرحق تعالیٰ کی ذات مدرک نہیں ہے لہٰذااس کی کسی صفت کے ساتھ ہی عشق ومحبت درست ہوسکتا ہے اس کی ذات کے ساتھ درست نہیں ہوسکتا ہے اس کی ذات کے ساتھ درست نہیں ہوسکتا۔

> آل کس که شناخت جال راچه کند فرزند و عیال و خانمال راچه کند

دیوانہ کی ہر دو جہائش بدی دیوانہ تو ہر دو جہائ راچہ کند دیوانہ تو ہر دو جہاں راچہ کند "جو تھے پہچان گیا ہے وہ اس جان کا کیا کرے گا۔ بیوی بچون اور گھر کا کیا کرے گا۔ تو نے اسے اپنا دیوانہ بنا کر دونوں جہان کا کیا دونوں جہان کا کیا کرے گا۔ تر دونوں جہان کا کیا کرے گا؟"

سلطان العارفین حضرت سلطان با ہو مُرات بیں کہ عشق کی حقیقت کو پالیا۔
پانا آسان نہیں ہے۔ جس نے عشق کی حقیقت کو پالیا اس نے ساری کا نئات کو پالیا۔
جس طرح مجازی عاشق کی آنکھیں ہر وقت خون سے رنگی ہوتی ہیں اور سرخ رنگ بے نور ہوتا ہے۔ اس کا چبرہ اجاڑ ہوتا ہے اور وہ ہر وقت خیالوں میں کھویا رہتا ہے۔ مجازی عاشق کے مقابلہ میں اللہ والوں کی یہی کیفیات قدرے فرق کے ساتھ موجود ہوتی عاشق کے مقابلہ میں اللہ والوں کی یہی کیفیات قدرے فرق کے ساتھ موجود ہوتی ہیں۔ اس کا دل بھی میں۔ مثلاً اس کی آنکھیں بھی سرخ مگر خاص چمک لئے ہوئے ہوتی ہیں۔ اس کا دل بھی کھویا رہتا ہے۔ مگر یار کی تلاش میں اور یہی عشق حقیق کی نشانی ہے۔
بیوں مولا نا روم مُرافیاتُ ہیں۔ ا

چونتو کردی فات پیری را قبول منطقیقهٔ مم خدا آمد وجم ذات رسول منطقیقهٔ

چنانچہ حضور نبی کریم مضر اللہ عزوجل خود حضور نبی کریم مضر اللہ عزوجل خود حضور نبی کریم مضر اللہ عزوجات کرتا کے دل و جان ہے ایمان لا ہے کیونکہ اللہ عزوجل خود حضور نبی کریم مضر اللہ اللہ اللہ اللہ عزوجات کرتا ہے جہت کرتا ہوگیا وہ منزل مقصود کو پا گیا۔ اسے مالکہ حقیق کی محبت بھی مل گئی اور وہ مالکہ حقیق سے اپنے عشق کے دعویٰ میں سچا ہے۔ مالکہ حقیق کی محبت بھی مل گئی اور وہ مالکہ حقیق سے اپنے عشق کے دعویٰ میں سچا ہے۔ عقیدہ حضور نبی کریم مضر کی ایمان میں ایمان میں ہے کہ اولا ہولا بے عالم حقیقت محمدی مضر کے بیان میں میں اللہ حقیقت محمدی مضر کے بیان میں میں اللہ کی بیان میں میں کی اور محمدی مضر کی اللہ میں اللہ کی اللہ اللہ کی اللہ کا میان میں کے اور کلام پاک یعنی قرآن مجید مضور نبی کی مضر کی مضر کی مضر کی مضر کی مضر کی مضر کے اور کلام پاک یعنی قرآن مجید مضر کے اور کلام پاک یعنی قرآن مجید مضور کی مضر کے اور کلام پاک یعنی قرآن مجید مضرور نبی کریم مضر کی مضر کی مضر کی مضر کی مضر کے اور کلام پاک یعنی قرآن محمد مضر کی مضر کر کے اور کلام پاک یعنی قرآن محمد مضر کی مضر کی مضر کی مضر کی مضر کی مضر کر کی مضر کی

کو سچا مانے۔ پس جیسے تو حید اللی ہے ای طرح تو حید محمدی مطابقی ہے اور ہر چیز کا ظہور نور محمدی مطابقی ہے کے ظہور کے سبب ہے۔

حضرت سمنون محب بینانیہ فرماتے ہیں کہ محبوبانِ خدا تو دنیا و آخرت کی شرافت کے ساتھ واصل بحق ہوئے ہیں کونکہ حضور نبی کریم میں کی فرمایا کہ آ دمی بروزِمحشراس کے ساتھ ہوگا جس سے اسے زیادہ محبت ہوگی۔

قربنوں نے بھی اٹھائے ہیں نگاہوں سے تجاب دور بوں سے بھی دلوں کا فاصلہ کچھ کم ہوا دل وہی دل ہے جو سوزِ عشق سے ہو بے قرار دل وہی دل ہے جو سوزِ عشق سے ہو ہے قرار سر وہی سر ہے جو تیرے آستال پر خم ہوا



باب2:

# تحريكات نفرت وتنك نظري

المحداء عیسوی کی جنگ آزادی یا غدر سے لے کر ۱۹۵۷ء عیسوی تک کا عرصہ تاریخ برصغیر میں بہت ہی سخت وصله شکن خوزیزیوں کا مجموعہ اور روح فرسا ہے مسلمانوں کے لئے بیہ دور سخت ترین مصائب و مشکلات کا دور تھا' ان کا ستارہ آزادی و فرب چکا تھا اور اغیار کے ساتھ ساتھ ابنوں کے کارناموں نے رہی سہی ہمت بھی توڑ دی تھی ندموم ارادوں کے تحت دی تھی ندموم ارادوں کے تحت دی تھی ندموم ارادوں کے تحت شروع کی تھیں مسلمان کی بدتمتی اور بدیختی سے ابنوں ہی کے ہاتھوں پروان چڑھ کرتنا ور درخت بنیں اور مسلمانوں کے جذبات کو انتہائی حد تک تھیں پہنچانے کا باعث بنیں۔

#### نظریاتی جنگ کا آغاز۔

جنگ آزادی ہارنے کے بعد مسلمانوں کے لئے ایک ایسی جنگ کا آغاز ہوا جو جغرافیائی سرحدوں کی بجائے نظریاتی بنیادوں پر لڑنا پڑی عیسائیت اور اسلام کی روز اول سے چلی آئی آویزش نے نیا رخ اختیار کیا اور ہندووں نے اپنی مکارانہ ذہنیت سے اس سے بھر پور فائدہ اٹھایا اور ہندوعیسائی اتحاد سے یہ بات ناگریز نظر آنے لگی کہ کہیں ہسیانیہ کی طرح برصغیر سے بھی مسلمانوں کا نام ونشان نہ منے جائے لیکن شاید کہیں ہسیانیہ کی طرح برصغیر سے بھی مسلمانوں کا نام ونشان نہ منے جائے لیکن شاید مقدرت کو یہ منظور نہ تھا اور نہ صرف عیسائی بلکہ ہندو بھی اپنے ندموم عزائم میں کامیاب نہ ہو سکے اور انہیں مجوراً مسلمانوں کو بھی آزادی دینا پڑی کیونکہ ان کی تمام تر وہنی مادی ساسی معاشرتی کوششیں ناکام ہو گئیں تھیں۔

نی این الدین تہدید ہے۔ اسلام کی سربلندی کے بارے میں کسی مغربی مفکر نے کیا خوب کہا ہے کہ۔ ایک تبصرہ:-

''گومختلف ادوار میں مختلف میدانوں پرمسلمانوں نے دوبدولڑائی میں منہ کھائی اس کے تذکر ہے بھی ملتے ہیں کہ رزم گاہوں میں کئی باران کے قدم اکھڑ گئے گا۔
ان تمام شکستوں ناکامیوں اور بسپانیوں کے باوجود اسلام ہمیشہ سربلند و فتح یاب رہا دین اسلام کسی وقت اور کہیں بھی ناکامی سے دوجار نہیں ہوا بلکہ تعجب اس بات پر ہو ہے کہ زخم خوردہ مسلمانوں میں بیداری کی لہر' حکمرانی و جہانبانی کی خواہش اور انقلاب کی جرائت بھی فلفہ دین کے سبب ہی بیدا ہوئی' میں نہیں جانتا کہ مسلمانوں نے کہ وقت اسلام کو بچایا ہو بلکہ اسلام نے ہی بیدا ہوئی' میں نہیں جانتا کہ مسلمانوں نے کہ یہ اسلام کو بچایا ہو بلکہ اسلام نے ہی میشہ محفوظ رکھا۔''

عیسائی استعار کی ذہنیت کا اندازہ اس امرے لگایا جاسکتا ہے کہ ایسٹ انڈ کمپنی کے ڈائر بکٹران نے اپنی مرکزیت قائم کرنے کے فوراً بعد اپنا ایک اجلاس بلا جس بیس مجلس کے صدرمسٹر نیکلؤ نے برطانوی پارلیمنٹ میں خطاب کرتے ہوئے کہا۔
''قدرت نے ہندوستان کی وسیع سلطنت انگلتان کو اس لئے تفویض کی ہے کہ خداوند سے کا جھنڈا ہندوستان کے ایک سرے سے لے کر دوسرے سرے تک فاتحانہ لہرائے ہوشت کو چاہیئے کہ وہ اپنی قوت صرف کر دے تا کہ تمام ہندوستانیوں کو عیسائی بنانے کا کام جاری رکھنے میں کی وجہ سے کوئی تعویق نہ ہو سکے۔''

اسی بناء پرانگریزوں نے ہندوستان میں عیسائی مشز یوں کا جال بچھایا اور اس جال ہے ذریعہ ہندوؤں کی مجلی ذاتوں (اچھوت ٔ سانی ٔ کاڑے اور چوہڑوں) کو عیسائی بنانے میں کامیاب ہو مجنے جبکہ مسلمانوں کے غریب اور مزدور پیشہ طبقوں میں انہیں سخت ناکامی کا سامنا کرنا پڑا' البنہ بعض آزاد پرست امراء کا طبقہ ان کے جال میں کھینس کرعیسائیت قبول کرنے پرمجبور ہو گیا اور اس طرح وہی طبقہ مسلمانوں کو ان کے جال میں کھینس کرعیسائیت قبول کرنے پرمجبور ہو گیا اور اس طرح وہی طبقہ مسلمانوں کو ان کے

#### عن زي الدين شهريد المالية الدين شهريد المالية المالية

عقائد کی بنیادوں سے اکھیڑنے کے کام میں ہراول دستہ بنا۔

### تصيوسوفيكل سوسائلي آف امريكه: -

دوسری طرف ایک عیسائی سوسائی جس کا تعلق امریکہ سے تھا اور جو انتہائی تنگ نظر اور اسلام دغمن تھی اور جس کا کام ماسوائے اسلام کے دنیا کے تمام مقامی فرہوں کو تقویت و پروان چڑھانا تھا' اس کو بھی برصغیر میں کام کرنے کی اجازت ال گئ اس سوسائی کا نام تھیوسوفیکل سوسائی تھا۔ سوسائی کے زیر اہتمام چھپنے والے رسالول میں ایک ایک حرف زہر ہے بھر پور ہوتا اور ہر لفظ میں چھپی ہوئی آگ خرمن دل کو جلا دین اس سوسائی نے ہر وہ حربہ برصغیر میں استعال کیا جو اس کے سازشی ذہن کی بیداوارتھا' اس نے بہال کے ہندووں کو یکجا کرنے اور مسلمانوں کے خلاف بھڑکانے بیداوارتھا' اس نے بہال کے ہندووں کو یکجا کرنے اور مسلمانوں کے خلاف بھڑکانے ہوئی آگ برتیل ڈال کر چنگاریوں کوشعلہ فٹال بنایا۔

## هندوانه تحريكي

#### آرىيساج:-

اس تحریک کابانی مجرات کا ایک برہمن "مول شکر" تھا جو بعد میں سوای دیا ندر سرسوتی کہلانے لگا' وہ ابتدائی عمر میں بت پرتی کے خلاف ہوگیا تھا' اس کی وجدایک غیر مصدقہ روایت کے مطابق بیتھی کہ ایک مرتبہ اس کی اس موضوع پر بحث کسی مولوی سے ہوئی تھی جس سے اس کے نظریات میں تبدیلی آئی تھی اور اس نے اس تحریک کوبھی "ہندو مت کی اصلاح" کی تحریک سے موسوم کیا اور اپنے آپ کو ایک ریفارمرکی حیثیت سے ہندووں کے سامنے پیش کیا تاکہ ہندووں کو تو ہم پرشی اور دیگر خلاف فعل رسومات سے روکا جائے اور انہیں مبلغین اسلام کی بلغار سے روکا جائے نیز نے تعلیم

یا فتہ طبقے کی عقلیت پیندی کوسراہا جائے کیونکہ وہ ان عقائد کے خلاف تھا۔

تھیوسوئیکل سوسائل نے اس تحریک کواپنے مقصد کے لئے مفید جانا اور اس کے بروان چڑھانے میں مالی و ذہنی تعاون مہیا کیا اور اس تحریک کے زیر اہتمام جابجا ہندو ذہنیت کے مظاہرے شروع ہو گئے اور اس تحریک کوجلا بخشنے میں اس کے ایک لیڈر ینکم چندر چڑجی کا شاطرانہ ذہن تھا۔ یہ بنگالی مصنف تھا۔

ای شخص نے اپنا پہلا ناول''اند ناتھ'' ۱۸۸۲عیسوی میں شاکع کروایا جس میں ہندوؤں کی متعقبانہ ذہنیت کی روش کا بھر پور استعال سامنے آیا' اس ناول کے ذریعہاس نے کالی ماتا کے بچوں کو بیرترغیب دی کہ اپنے وطن کو ناپاک مسلمانوں سے فالی کروائیں۔

ال طرح اس ناول کا خاتمہ اس طرح ہوتا ہے کہ دھرتی ماتا کے بیکے
مسلمانوں کے گاؤں اور محلے لوٹ لیتے ہیں اور جب دھرتی ماتا کو ملیجہ لوگوں سے بیاک
کرلیا جاتا ہے تو جنگ بند ہو جاتی ہے اس کے بعد وہ ہندوؤں کو انگریزوں سے تعاون کا
عظم دیتا ہے تا کہ وہ انگریزوں کی مدد سے دھرتی کو پاک صاف کر کے ان کی حکومت کو
قائم کر سکے یہی وہ ناول ہے جس میں "بندے ماترم" گایا گیا جس کو بعد میں
ہندوستان کا قومی ترانہ بنانے کی سعی کو مسلمانوں نے بھد مشکل روکا۔ بنگلہ دیش کے
ہندوستان کا قومی ترانہ بنانے کی سعی کو مسلمانوں نے بھد مشکل روکا۔ بنگلہ دیش کے
قدیم پرانا" سنہرا برگال" کا بھی یہی مصنف ہے۔

### بال گنگادهرتحریک:-

اس کا بانی بال منگا دھرتلک ہے جو ۱۸۵۱عیسوی میں مہاراشر کے ایک برہمن خاندان میں بیدا ہوا'اس کی پالیسی مندومت کے احیاء کی جارحانہ پالیسی تھی' وہ بھوت گیتا کی تعلیمات کا برچارک تھا اور سیواجی کو تو می ہیرا جانتا تھا اس نے بھوت میتا اور سیواجی کو تو می ہیرا جانتا تھا اس نے بھوت میتا اور سیواجی کی زندگی سے یہ اصول اخذ کئے کہ دشمن کوختم کرنے کے لئے وہ تمام

غن زی کم الدین شهرید در پیشد کی در پیشد کی الدین شهرید در پیشد کی در

بے استعال کے جائیں جو دھوکہ دہی پر مشمل ہوں اس کا کارنامہ مسلمانوں کے اف نفرت پھیلانا اور گائے کی حفاظت کی انجمنیں قائم کرنا تھا اس بنیاد پر گؤکش ول کے استیصال و احتساب کے لئے اس نے اخارش اور لاکھی کلب قائم کئے اس رح گئیتی میلوں کا انعقاد کیا اور اس طرح کے میلوں میں مسلمانوں پر جملہ ان کاقتل عام کا مال لوٹنامعمول قرار دیا گیا۔

#### ریک شدهی:-

ال تحریک کی ابتداء آربہ ساج کے زیر اثر ہوئی تا کہ برصغیر کے تمام غیر وول کو ہندو بنایا جائے اور اس مقصد کے لئے گائے کا پیشاب گوبر دبی وولا وال من میں ملا کر کھلایا جاتاتھا اور اس آمیزہ کو بیٹے رتن کا نام دیا گیا ہے اس کو پروان عانے کا سہرا سوامی شردھانند کے سر ہے۔ ۱۹۲۰عیسوی کے تحت اس تحریک نے سانے کا سہرا سوامی شردھانند کے سر ہے۔ ۱۹۲۰عیسوی کے تحت اس تحریک اور شائر مو نجے جیسا مجھا ہوا سات اختیار کی اور یہ ہندوؤں کی سیاسی تحریک کا حصہ بنی اور ڈاکٹر مو نجے جیسا مجھا ہوا ست دان اس کا براہ راست گران مقرر ہوالیکن ہندوؤں کی بدشمتی سے یہ تحریک عظم رپورنتان کے پیدا کرنے میں ناکام رہی۔

#### ھٹن تحریک:-مست

اس کا آغاز ۱۹۲۳ عیسوی میں ہوا اس کا اصل قائد ڈاکٹر مونے تھا'اس کے بن ہندوؤں ہیں اور مسلمان ہندوؤں بن ہندوؤں ہیں اور مسلمان ہندوؤں کے ہندوشان میں مسلمان اور ۲۲۰ ملین ہندوؤں ہیں اور مسلمان ہندوؤں کے لئے شدید خطرہ ہیں'اگر ان کی رفتاراس طرح بڑھتی گئی تو ساڑھے چارسوسال میں ستان میں ایک بھی ہندو نہ رہے گا'اس لئے ہندوؤں کو اپنا دفاع کرنے کے لئے ہونا چاہیئے'اس کے تحت ایسے مراکز قائم کئے گئے جہاں ہندونو جوانوں کو ورزش و یا کہ ہر ممکنہ یا سے علاوہ جوڑو کرائے' لاٹھیوں اور خبروں کا استعال سکھایا جاتا تھا تا کہ ہر ممکنہ یقے سے مسلمانوں کا خاتمہ کر سکے۔

تقتیم ہند کے قاتلانہ دور میں ای تنظیم کا بہت بڑا ہاتھ رہا ہے کیونکہ ہندوستان کے نزدیک مقاصد کی تکمیل کا واحد طریقہ تشدد تھا۔

بقول ڈاکٹرمونے! '' تم اس وقت تک مسلمانوں کو ہندو بنانے میں کامیاب سریسی سریسی سریسی کا میاب

نہیں ہو کتے جب تک کہ تم ثابت نہ کرسکو کہ تہمارے جسموں میں جان ہے۔'
اس تحریک کو پروان چڑھانے کے لئے پردیال سنگھ نے اہم کردارادا کیا'اس کے بزدیک اس کی تفکیل کا مقصد آزاد ہندوریاست کا قیام' ہندو روایات کا اجراء' ہندو قومی لیڈروں کا احترام' ہندوؤں کے مقدس مقامات سے محبت اور ہندوؤں کی تقافت سے نگاؤتھا' نیز مسلمانوں کو غیر ملکی حملہ آور' ڈاکو' جرائم پیشہ اور ضرر رساں مخلوق قرار دیا گیا' مخترا ہے کہ اس تحریک کا اصل مقصد مسلمانوں کو ڈرا دھم کا کر ہندو بنانا تھا' اگر بیداؤ کارگر ثابت نہ ہوتو انہیں بردر شمشیر تہ نیخ کرنا تھا۔ شدھی کے تحت تحریر و کتابت کے کارگر ثابت نہ ہوتو انہیں بردر شمشیر تہ نیخ کرنا تھا۔ شدھی کے تحت تحریر و کتابت کے کارگر ثابت نہ ہوتو انہیں بردر شمشیر تہ نیخ کرنا تھا۔ شدھی کے تحت تحریر و کتابت کے

ذر بعیمسلمانان ہند کو ورغلانا اور انہیں گمراہ کر کے ان کا خاتمہ کرنا تھا۔ تحریک گستاخی رسول اللہ منظم کیائے: -

شدهی تحریک کے زیر اہتمام یہ سازش سوپی گئی کہ تحریر و تقریر کے ذریعہ مسلمانوں میں قرآن پاک اور حضور رسول پاک میں پیشنز کے بارے ہیں مسلمانوں کے قلوب ہیں شکوک و شہبات بیدا کیا جا کیں اور اس شدت سے بیکام کیا جائے کہ مسلمان اپنے اصلی عقیدہ سے ممل طور پر دلبرداشتہ ہو کر اپنے مسلمان ہونے سے باغی ہوجائے تاکہ ابعد ہیں اسام اپنے جال ہیں بھنسا کر با قاعدہ ہندو بنایا جا سکے اور اس طرح برصغیر سے اسلام کا خاتمہ کیا جا سکے ای سلملہ کی ایک مربوط کڑی کا گریس کے اجلاس ۱۹۲۲ ہیسوی کی وہ قرار داد ہے جس کے متن کے مطابق ۔ "سوئنز بھارت میں گاؤگشی قانونا ممنوع ہوگئ" مربوط کر ایک اٹھ گھڑا ہوا اور ملک کے مختلف اس قرار داد کے تحت ایک طوفان برتمیزی اٹھ گھڑا ہوا اور ملک کے مختلف شہروں اور قصبات سے محراہ کن رسائل اور داتہ زار کتب کا آغاز ہوا اور ان میں انتہائی سے بودہ اور ناشائستہ زبان استعال ہونے گئی' ان سب کی اشاعت کے مراکز میں سے بودہ اور ناشائستہ زبان استعال ہونے گئی' ان سب کی اشاعت کے مراکز میں سے

چندایک ملکانهٔ متھر ا' بھرتپور' گوڑ گانوال' گوبندگڑھ' ہے پور' کشن گڑھ' مضافات اجمیر' قصور' نزکانهٔ منڈی بہاؤالدین' لا ہور' کراچی' کلکته اور آگرہ ہتھے۔

الاستون میں آریہ ساج کے بانی سوامی دیا ند سرسوتی کی صد سالہ تقریبات منائی گئ اس میں ہندوستان بھر سے ہندولیڈر جمع ہوئے اور اس میں ایک قرار داد منظور کی گئی کہ اسلام اور داعی اسلام کے خلاف شکوک وشبہات اور زہر یلے لئر پچر کے ذریعے سیدھے سا بھے مسلمانوں کواپنے جال میں پھنسا کر ہندو بنایا جائے اور انہیں بتایا جائے کہ تمہارے آبا واجداد ہندو سے اور اسلام دیار غیر سے زبردی کا آیا ہوا فدہب ہے اور یہ ہر لحاظ سے بھگوان کی ناراضگی کا باعث ہے اور تمہاری فلاح اس میں ہوا فدہب ہو اور اسلام دیار غیر سے زبردی کا آیا ہوا فدہب ہے اور یہ ہر لحاظ سے بھگوان کی ناراضگی کا باعث ہے اور تہاری فلاح اس میں ہے کہتم دوبارہ ہندو بن کر رام اور بھگوان کے پرچارک بن جاؤ۔ اس قرار داد نے اس طوفان بدتمیزی کو انتہا تک پہنچایا جس کے نتیجہ میں غالب اکثریت نومسلم اور ہندوؤں کے اکثریت علاقوں میں بسنے والے مسلمان اقلیت تھی۔

ابتداء میں صرف تحریر و تقریر سے کام لیا گیا' پھر دل آزار لٹر پچر کی اشاعت کا کام شروع کیا گیا اور پھر ابتدازاں تھلم کھلا طافت کا استعال شروع ہوا اور پھر آخری چارہ کے طور پر حضور رسول پاک مضریق کی شان رحمت میں گتا خانہ الفاظ مخش کلمات اور خیالی مناظر کا اشاعتی کام شروع ہوا' دوسری طرف برطانوی سامراج کے زیر اثر جھوٹے نبیوں کو پروان چڑھایا گیا اور ان کی در پردہ تھلم کھلا مدد کی جانے گئی۔

یہ کام اس قدر عروج پر پہنچا کہ ان کی زبانوں نے اخلاق وتدن کا ساتھ بھی چھوڑ دیا اور اس کی جگہ گالی گلوچ ' فخش اور غلیظ حرکات و الفاظ کا استعال شروع ہوگیا کہ زبان ایسے الفاظات کو دھراتے ہوئے لرزتی ہے اور دل سینہ سے باہر آجا تا ہے ہیہ بات یہاں تک بڑھی کہ غیرت ایمانی تڑپ اٹھی جس کے نتیج میں احساس محرومی مسلمانوں میں دم بدم بڑھنے لگا' دل و د ماغ آتش فشاں بننے سگ مجبان رسول اللہ مضافی منظم کی تڑپ حب اسے کوزہ سے باہر جھلکے گئی اور اپنے پیارے آقا حضرت محمصطفی مضافی منظم کی گئی کہ دست اسینے کوزہ سے باہر جھلکے گئی اور اپنے پیارے آقا حضرت محمصطفی منظم کی کار

عن زي الدين شهر يد المستوالية الم

۔ ناموں پر قربان ہونے کا جذبہ شعلہ فشاں بن کر کسی بھی وقت کھٹنے کو تیار رہنے لگا۔ ''بحوالہ آواز دوست''

مسلمانوں کی محرومیاں از حد بڑھ گئیں 'پھر ہندوفوج نے دو فیصلہ کن حملے کے ایک جان و مال پر اور دوسرا دین و ندہب پر فساد ہوزمرہ کا معمول بن گیا اور گاہ ہہ گاہ دل آزار کتابیں بھی شائع ہونے لگیں۔ انہیں حالات میں پاکستان کا مطالبہ زور پکڑنے دگا' جبکہ اس مطالبہ کی ہندوؤں کی طرف سے خالفت نے اپنا عروج پکڑا۔ ہندو مہاسجمااس معاطے میں سب سے زیادہ پیش پیش تھی۔ اس کے صدر سادر کرنے اپنا خطبہ مصدارت میں ہندوؤں پر واضح کیا کہ پاکستان ہندوؤں کے لئے خود کشی کے مشرادف ہے ہندوستان کی وحدت اگر قائم رہ عتی ہے تو ہندوؤں کی عسکری تنظیم کے بل بوتے پر اور انہی کے زور بازو پڑاس لئے اس تنظیم کی قوت کو اتنا بڑھا دو کہ مسلمان کے باس اپنے مطالبہ سے ہئے کے سواکوئی چارہ ندرہے' پاکستان کے زور بازو پڑاس لئے اس تنظیم کی قوت کو اتنا بڑھا دو کہ مسلمان کے ہرؤمسلم کو دوبارہ ہندو بنالیا جائے اور باقی مسلمان کی شدھی کر دی جائے' اگر میکام ہوگیا تو پھر پاکستان کا مطالبہ کرنے والا ہی کوئی باقی ندرہے گا۔' ( کیم جوری ۱۹۲۳)

سنگھٹن شدھی ترکی نے اب ایک نیا انداز اختیار کیا اور جگہ جگہ مسلمانوں کو شدھ کرنے کی رسم کا ڈھونگ رجانا شروع کیا اور اس کے ساتھ ہی قرآن پاک کے اوراق کو جلانے کا کام شروع کر دیا اس کے علاوہ قرآن پاک کو (نعوذ باللہ) ریا کارگ اور منافقت کا مجموعہ اور قابل ضبط کرنے کا مطالبہ حکومت وقت ہے شروع کر دیا اس کے علاوہ حضور رسول پاک مطابح نے کا دات مبارکہ اور نفوس پاک پر قیق حملے شروع کر دیا میں دینے۔ (بحوالدون نامہ انتلاب سال کے علاوہ حضور رسول پاک مطابح کی ذات مبارکہ اور نفوس پاک پر قیق حملے شروع کر دیا تھے۔ (بحوالدون نامہ انتلاب ۱۹۳۳)

طوفانِ ہرزہ سرائی کیٰ انتہاء:-

ای زمانہ میں ''رمجیلا رسول''نامی کتاب کے ناشرراج پال نے مزید دو کتب اس سلسلہ میں شائع کیس جن میں قرآن پاک او رحضور رسول پاک مطابقتی کی ذات

عن زی الدین شہید بیلید مبارکہ پر کل رکیک اور شرم ناک حملے کئے گئے ان میں سے ایک کتاب کا نام 'بلیدان چتر اولی' تھا اور دوسری کا نام' چودھویں کا چاند' تھا۔ دوسری طرف انگریز سامراج بھی

چتراولی'' نھااور دوسری کا نام''چودھویں کا جاند'' تھا۔ دوسری طرف انگریز سامراج بھی ہندوؤں سے کسی صورت ہیچھے نہ تھا' اس نے بھی اس ضمن میں اپنی مسائی ظاہراً و پوشیدہ جاری رکھی۔

"Story of Muhammad" کاب الدن سے ایک کتاب "Story of Muhammad" بیرپ (محمد کی کہانی) از مصنفہ الدُتھ ہینڈ کی شائع ہوئی جس کولندن کی ایک فرم جارج ہیرپ اینڈ کمپنی نے شائع کیا اور جس میں صفور رسول کریم میں ہینے کی پانچ خیالی تصاویر بھی شائع کیس 'ان تصاویر کو ایک بد بحنت مصور ایم ایم ولیم نے اس عور ت اور اپنی تصورات کی روثنی میں انتہائی بھونڈ کے طریقے سے بنایا تھا' تا کہ مسلمانوں کے جذبات برا بھیختہ کئے جا سکیں' یہ تصاویر مختلف حالتوں ایام طفولیت' واقعہ محراج اور فنج مکہ وغیرہ کے بارے میں تھیں' اس کتاب کا انداز بیان انتہائی شرمناک اور خبات کا اعلیٰ نمونہ تھا جس سے مسلمانوں کے جذبات برا بھیختہ ہوئے اور آربیا ہی خبات کا اعلیٰ نمونہ تھا جس سے مسلمانوں کے جذبات برا بھیختہ ہوئے اور آربیا ہی کے جذبات کو نہ صرف تسکین ملی بلکہ انہوں نے اس کو ایک تحفہ رام جانا اور اس کی سے تحریک پاس خبات کو نہ صرف تسکین ملی بلکہ انہوں نے نہ موم اراد سے پورے ہوسکیں۔ اس سے تحریک پارٹ بر مانے میں دو بحفلٹ ''انیہ ویں صدی کا مہرش'' اور '' کفر تو ڈو سے سلام تو ڈ' شائع ہوئے جن کا ایک ایک لفظ زہر آلود اور مسلمانوں کے قلوب پر سانے واللے تھا۔

دوسری طرف ہندو اخبارات و رسائل بے انتہا شرم ناک اور شرائگیز تحریریں ماپنے بیس ایک دوسرے سے سبقت لے جانے بیس مصروف سے ان بین ' بے گدی' بن چاندنی اور ٹائمنر آف انڈیا بالحضوص پیش پیش سے اس کے لئے ایک ہی مثال کافی ہاور وہ مارچ ۱۹۳۱ء میسوی کا شارہ ٹائمنر آف انڈیا ہے۔ ہاور وہ مارچ ۱۹۳۵ء کی بڑھتے ہوئے ''رنگیلا رسول'' کے بعد مارچ ۱۹۳۵ء کی

عن رقی الدین جمید رہے۔

ابتداء کے ساتھ ہی ایک قدم اور آگے بردھایا اور دیدار رسول نای کتاب لا ہور سے شائع کی گئ اس کتاب کا سرورق انتہائی شرم ناک تھا اور ایک فاحشہ عورت کو انتہائی نظے انداز میں حضور رسول کریم ہے ہے گئے کی خیالی شبیہ کے ساتھ دکھایا گیا تھا اور اس کتاب کی انداز میں حضور رسول کریم ہے ہے گئے کی خیالی شبیہ کے ساتھ دکھایا گیا تھا اور اس کتاب کی رونمائی سمارچ ۱۹۳۵ عیسوی کو ایک تقریب میں ہوئی جس پر مسلمانوں میں ازحد انظراب بیدا ہوا اور ممکن تھا کہ مسلمانوں کا اجتجاج ہندومسلم فساد کا باعث بن جاتا اور فائور میں طوفان خون ریزی اٹھ کھڑا ہوتا کہ آریہ ساجی ناشر کتاب دہشت کا شکار ہوگیا اور ۲ مارچ ۱۹۳۵ عیسوی کو اس کی طرف سے تحریری معذرت نامہ اخبارات میں اس خبر اور ۲ مارچ ۱۹۳۵ عیسوی کو اس کی طرف سے تحریری معذرت نامہ اخبارات میں اس خبر کے ساتھ شائع ہوا۔

''کتاب'' دیدارِ رسول' کے ناشر نے پرسوں ۴ مارچ ۱۹۳۵ عیسوی کو بعداز دو پہر حاجی محمد دین سنگ فروش کی دکان بیرون لو ہاری گیٹ پر بہت ہے مسلمان معززین کے سامنے اپنی معذرت کا اظہار کرتے ہوئے کتاب کے سرورق پر ایک فازاری عورت کی تصویر کی اشاعت پر اظہارافسوس کیا اور تحریری معافی مانگی۔'' معافی نامہ کی تحریراس طرح ہے۔

''بیں نے کتاب ندکور کے سرورق کوا تار کر جلا دیا ہے کتاب'' دیدار رسول''
کے شرمناک سرورق کے متعلق میں جس قدر بھی معذرت خواہاہ ہوں کم ہے میں پر ماتما
کو عاضر ناظر جان کر کہتا ہوں کہ میں نے بیہ مہا پاپ جان ہو جھ کر نہیں کیا' میں محسوس
کرتا ہوں کہ جھ سے ایک نا قابل عفو غلطی ہوئی ہے' میں اس کے لئے تمام مسلمانوں
سے بخر دو انکساری کے ساتھ معافی مانگنا ہوں کہ وہ میری اس خطا کو بھول جا کیں' میں
نے معیوب اور معترضہ ٹائنل فی الفور جلوا دیے ہیں اور آئندہ ایی غلطی کا مرتکب نہ ہوں
گا' میں جملہ مسلمانوں سے خلوص دل کے ساتھ معافی کا خواستگار ہوں۔''

منجانب بھائی تارا چند چھیر بک سیلز لوہاری درواز ہ کا ہور (ازروز نامہ انقلاب مورور ۲ مارچ ۱۹۳۵ء)

اس طرح بیسلسله بائے شررگیزی و دل آزار دمبرم بردهتا ہی چلا گیا اور کئی رسائل ہندو کی جانب سے شائع ہوئے جن میں تہذیب الاسلام' آریہ مسافر جالندھز' آریہ مسافر بہڑائے' آریہ پتر بریلی' ملیکش توڑ' جڑپٹ اور ترک اسلام از دھرم پال (درحقیقت ایک منافق مسلمان) وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

ان کے مقابلے میں جوابا کی مسلمان علاء وق پرستوں نے بھی کتابیں شائع کین اور پر زور دلائل سے ہندوؤں کے اعتراضات کا نہ صرف جواب دیا بلکہ یہ بات ثابت کی کہ قرآن پاک کی حقانیت کیا ہے اور عظمت و ناموں رسول اللہ مطابق کیا ہے؟ ان میں قابل ذکر کتب حق پرکاش بجواب سیتارتھ پرکاش از مولانا ابوالوفا ثناء اللہ امرتسری حقائق حق الدین مراد آبادی ترک امرتسری حقائق حق الدین مراد آبادی ترک اسلام بجواب ترک السلام الہامی کتاب مقدس رسول بجواب رنگیلا رسول کتاب الرحمن اصول آریۂ جہادویڈ بیراچین کالی صدوث ویڈ الہام القرآن انعظیم سوامی دیا تند کاعلم و اصول آریۂ جہادویڈ بیراچین کالی صدوث ویڈ الہام القرآن انعظیم سوامی دیا تند کاعلم و عقل دکر ہیں ان کے علاوہ ب شار سائل علاقائی زبانوں کے بھی قابل ذکر ہیں۔

## مساعیان آربیساج شنگھٹن تحریک (شدهی تحریک):-

اس تحریک کو پروان چڑھانے اور قابل نفرت موادمہیا کرنے اور مسلمانوں کی دل آزاری کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کو ہندو بنانے کے لئے جن ہندو بنتاؤں نے کوششیں کی ان کی تعدادتو نہ معلوم کس قدر ہے بہر حال قدرے اختصار کے ساتھ چند مشہور نام حسب ذیل ہیں۔

سوامی دیا تندسرسوتی و الدمنشی رام عرف سوامی شردها تند مهاشے راجیال چن الله دام و این دراجیال کی الله دام و الله بالدمل لاله بنس راج بندت گورودت لاله راجیوت رائے و اکثر رام میندت کو بال چلیل سنگه کی مرام ماسٹر آتما رام بیندٹ کریالال لاله وزیر چند سوامی درشنا نند میندگ

۱۹۹۹ء میں شری متی آرہ پرتی ندھی جھانے مسلمانوں کے خلاف اس مہم کو جاری رکھتے ہوئے پہلی ندموم کوشش کی اور رسوائے زمانہ کتاب'' سیارتھ پرکاش'' چھائی' جس میں اسلام وشنی کا بھر پورخی ادا کرتے ہوئے اس کتاب کے چودھویں باب (دوبارہ تحقیق ندہب اسلام) میں صفحہ ۵۰۷ سے ۱۸۷ تک قر آئی سورتوں کے بارے میں شدید ہرزہ سرائی سے کام لیا اور اپنے اندھے بن کا بھر پور مظاہرہ کیا۔ اس کے ناقص العقل مصنف نے ذرا برابر بھی اس بات کی کوشش نہیں کی کہ کم از کم اسلام کے آفاتی پیغام کو اس کے اصل پیرائے میں جانا جائے' بلکہ افرنگی اور متعصب اسلام کے آفاتی پیغام کو اس کے اصل پیرائے میں جانا جائے' بلکہ افرنگی اور متعصب ہندوؤں کے ایماء پر اسلام کے خلاف نہایت سوچے سمجھے طریقے سے لا یعنی اور ہندوؤں کی افرنگ کو بالخصوص گراہ خدموم باتوں کا زہر بھر کر مسلمانوں کو بالعموم اور ہندوؤں و افرنگ کو بالخصوص گراہ کی کوشش کی۔

#### روح روال:-

اس کتاب کا روح روال اس کا ناشر تھا جس نے بیٹھان رکھی تھی کہ جان اور مال کا جس قدر چاہے نقصان ہو جائے اس نے اسلام دشمنی سے اپنا ہا تھ نہیں ہٹانا اور اپنے فرکلی آ قاؤل کی خوشنودی کے لئے ہر وہ قدم اٹھانا ہے جس سے مسلمانوں کو نہ صرف ہمیشہ کے لئے ذلت سے دوچار رہنا پڑے بلکہ ہر ممکن طریقے سے برصغیر ہند سے مسلمانوں کا خاتمہ کر دیا جائے اس سلسلہ میں اس نے اس کتاب کے پہلے ایڈیشن سے مسلمانوں کا خاتمہ کر دیا جائے اس سلسلہ میں اس نے اس کتاب کے پہلے ایڈیشن کی قیمت دو روپے فی کتاب رکھی جو بعد میں گھٹا کر ڈیڑھ روپیہ اور پھر کم نومبر کی قیمت چودہ آنے کر دی اور جے مزید کم کر کے صرف دس آنے مقرد کر دی۔

#### 

مندومسلم انتحاد مسلم انتحاد

اس کتاب کی اشاعت نے ہندومسلم اتحاد کے مفاد پرستانہ جذبہ کو بے حد نقصان پہنچایا اور اس سے دونوں فریقوں کے درمیان مزیدگر ہیں بندھ گئیں اور مستقبل میں اشحاد کی تمام کوششوں کو شدید نقصان پہنچا' اس سلسلہ کو بردھانے میں افرنگی نے بھی اس استحاد کی تمام کوششوں کو شموں کو نہ صرف سراہا بلکہ ان کی حوصلہ افزائی این مفاد کی خاطر ہندوؤں کی ان کوششوں کو نہ صرف سراہا بلکہ ان کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے انہیں ایسی تحریروں کی اشاعت کی کھلی چھٹی دینے کے علاوہ ان کے محریور شخفظ کا وعدہ بھی کیا اور اس طرح انگریز ہندوؤں کا دست راست بن گیا۔



باب3:

# ائكر بزول كى سياسى جالبازياں

جنگ آزادی ۱۸۵۷ء میں مسلمانوں کی شکست فاش کے بعد ایک ایسا سال ہے جب انگریزوں کی دغا بازی اور مکار فطرت کے ہاتھوں مسلمان اپنی سیاس شان و شکوکت سے ہاتھ دھو بیٹھے اور اس برصغیر کا مقدر اپنوں کے ہاتھوں سے نکل کر فرنگیوں کے ہاتھوں میں منتقل ہوا اور وہ پورے ہندوستان کے سیاہ وسفید کے ایسے مالک ہے کہ انہوں نے ساری تاریخ ہندکوئی بدل کررکھ دیا۔

اگریز فرنگ کے سامنے اس دور میں دو تو میں ہندد اور مسلمان تھیں جو عرصہ دراز سے سیای لحاظ سے ایک دوسر سے کے ساتھ برسر پریکار تھیں، گواس دور میں سکھا یک اقلیتی حیثیت رکھتے تھے لیکن پھر بھی وہ سیای اعتبار سے مضبوط تھے، ایسے میں ہندوؤں نے انہیں ایپ ساتھ ملانے کا پروگرام بنایا اور انہیں خوا تین کے ذریعے شادی کے رشتے میں پرولیا اور اس طرح حتی الوسع کوشش کی کہ سکھوں کا علیحدہ سیای تشخص ختم ہو جائے اور وہ پوری طرح ہندو بلان کے زیر اثر محکوم رہیں اور مسلمان دشنی میں ان کے حریف بننے کی بجائے حلیف بن کر فرنگی کا ساتھ دیں اور مسلمانوں کا اس برصغیر سے حریف بننے کی بجائے حلیف بن کر فرنگی کا ساتھ دیں اور مسلمانوں کا اس برصغیر سے دیوالیہ کر کے نکال سکیں ، اس کے علاوہ انہوں نے ہندو اقلیت شودروں کو بھی اپنی گرفت میں رکھا۔

فرنگیول کےعزائم:-

اس سیاسی مختکش کے حقیقی تناظر کو محسوس کرتے ہوئے فرنگیوں نے اس برصغیر پر لیے عرصے کے لئے اپنی حکومت چلانے کا مستقل پروگرام بنایا، چونکہ انہوں

نے مسلمانوں سے اقتدار چھینا تھا ،ای لئے انہوں نے مسلمانوں پر ہندوؤں کو ترجیح دی اور انہیں اپنی چھڑی تلے بناہ دی اور نت نئی مراعات سے نوازا، انہیں دفاتر میں اعلیٰ سے اعلیٰ جگہیں دیں جس سے انہوں نے تعلیم ، تجارت اور صنعت کاری میں خوب ترقی کی اور سرکاری دفاتر میں اپنی برتری میں بے بناہ اضافہ کیا اور اس طرح مسلمانوں کو پیچھے جھوڑتے ہوئے ہندو طبقے نے غلبہ حاصل کرلیا۔

ای غلبہ کے زیرا تر ہندوسرکشی اختیار کرتے ہوئے ہر مذموم سے مذموم حربہ مسلمانوں کے خلاف برتے گئے۔ انگریزوں نے ان کا کھل کرساتھ دیا اور مسلمانوں کی تہذیبی ،تغلیمی درسگاہوں کو برباد کر کے انہیں ہر لحاظ سے تکومی کے شکنج میں جکڑنے کی کوشش کی۔ دوسری طرف مسلمانوں نے اپنے تحفظ کے لئے اپنی اصلاح کی جانب توجہ بالکل نہ کی ، بلکہ ذہنی تحفظ کے جال میں پھنس کر دمبدم بردل ہو گئے اور اس جرائت رندانہ سے جو ان کاعظیم الثان ورثہ تھا، اس سے مکمل ہاتھ دھو بیٹھے اور اپ کلچر کی تباہی اپنے ہی ہاتھوں کروا بیٹھے اور ایک بھنگی چرسی کی مانند اپنے ہی تباہ شدہ کلچر کے مجاور بن کر حقیقت فطرت سے نہ صرف منہ موڑ بیٹھے، بلکہ ذلیلانہ حد تک اغیار کی ہر غلط پالیسی کر حقیقت فطرت سے نہ صرف منہ موڑ بیٹھے، بلکہ ذلیلانہ حد تک اغیار کی ہر غلط پالیسی کر مقیقت فطرت سے نہ صرف منہ موڑ بیٹھے، بلکہ ذلیلانہ حد تک اغیار کی ہر غلط پالیسی کر مقیقت فطرت سے نہ صرف منہ موڑ بیٹھے، بلکہ ذلیلانہ حد تک اغیار کی ہر غلط پالیسی کر مقیقت فطرت سے نہ صرف منہ موڑ بیٹھے، بلکہ ذلیلانہ حد تک اغیار کی ہر غلط پالیسی کر مقیقت فطرت سے نہ صرف منہ موڑ بیٹھے، بلکہ ذلیلانہ حد تک اغیار کی ہر غلط پالیسی کر مقیقت فطرت سے نہ صرف منہ موڑ بیٹھے، بلکہ ذلیلانہ حد تک اغیار کی ہر غلط پالیسی کر مقیقت فطرت سے نہ صرف منہ موڑ بیٹھے، بلکہ ذلیلانہ حد تک اغیار کی ہر غلط پالیسی پر ہاں میں ہاں ملانے گے اور مزید ذلتوں کے گڑہ ہوں میں گرتے چلے گئے۔

ایسے میں انگریزوں نے ہروہ کوشش کی جس سے مسلمانوں کا فدہبی، سیاسی، جغرافیا کی تشخیص تاریخی لحاظ سے بالکل پامال ہو جائے۔ انہیں مسلسل تشدد کا نشانہ بنایا گیا اورمسلمان رمایا کا جینا حرام کردیا گیا۔

دوسری طرف فرنگیول کی شہ پر ہندوؤں نے اس سے بھی چار قدم آگے کی جانب اپنا ہاتھ بڑھایا اور مسلمانوں پر ہر لحاظ سے قافیہ تنگ کرنے میں فرنگ کا پورا پورا ساتھ دیا، نیز اپنی ہزار سالہ غلامی کے دور کا بدلہ لینے کے لئے مسلمانوں پر ہمہ اقسام کی پابندیوں کا اجراء کروایا، سرکاری دفاتر کے دروازے ان پر بند کروائے۔ تجارت اور صنعت وحرفت کے میدان پر قضہ جمایا تجارتی منڈیاں اینے قضہ میں لیں اور اس طرح

عن زی الدین شهرید بیسید

مسلمانوں کے لئے زندگی مشکل سے مشکل تربنادی۔

فرنگیول کی غلامی:-

ہندوؤں نے فرنگی آ قاؤں کی شہ پر یباں تک اپنا تسلط جمایا کہ سلمانوں کے لئے محض ذات وخواری کے علاوہ کچھ بھی مقصود نہ رہا اور وہ بھوک و افلاس کے صحرا میں بھٹنے گئے۔ ہرگلی محلے میں ہندوؤں کی دوکا نیں چینے گئیں اور سلمانوں کو ان کی مرضی تلے جینا پڑا، سلمانوں کے بلے صرف چھوٹے جھوٹے محبت مزدوری والے کام ہی رہ گئے ،ای دور میں جب ہندوفر گئی گئ جوڑ سلمانوں کو کچنے میں مصروف تھا سلمان اپنی نادانی کے ہاتھوں فرنگی کا غلام بنا، فوج اور پولیس کی ملازمتوں میں اپنا سر اور جان کھیا رہا تھا اور اس کے اقتدار کی مضبوطی کے لئے ہر وہ قدم اٹھا رہا تھا جس سے اس کے آقاؤں کی حیثیت اقتدار دمبدم مشحکم ہوتی چلی جائے اور بدلے میں صرف دو وقت کے لقموں پر قناعت کرنی پڑے، دونوں عالمی جنگوں میں سلمانوں کے اس کردار کی حیثیت موجود میں جس سے فرنگی اقتدار دنیا میں سب سے کامیاب سلطنت میں واضح مثالیں موجود میں جس سے فرنگی اقتدار دنیا میں سب سے کامیاب سلطنت میں معتبدل ہوا اور فرنگی کا یونین جیک دنیا کی سلطنوں میں سب سے زیادہ سر بلندہوا۔



باب 4:

## اسلام کی آ ویزش اور عیسائیت

جنگ آزادی ہارنے کے بعد مسلمانوں کے لئے ایک الیی جنگ کا آغاز ہوا جو جغرافیا کی سرحدوں کی بجائے نظریاتی بنیادوں پرلڑنا پڑی۔

عیسائیت اور اسلام کی روز اول سے چلی آئی آویزش نے نیا رخ اختیار کیا اور ہندو عیسائی اور ہندو عیسائی اور ہندو عیسائی افتاد سے یہ بات ناگریز نظرآنے لگی کہ کہیں ہیانیہ کی طرح برصغیر ہے بھی مسلمانوں کا اتحاد سے یہ بات ناگریز نظرآنے لگی کہ کہیں ہیانیہ کی طرح برصغیر سے بھی مسلمانوں کا نام ونشان ندمٹ جائے لیکن شاید قدرت کو یہ منظور نہ تھا اور نہ صرف عیسائی بلکہ ہندو بھی اپنے ندموم عزائم میں کامیاب نہ ہو سکے اور انہیں مجبوراً مسلمانوں کو بھی آزادی دینا پڑی کیونکہ ان کی تمام تر ذہنی ، مادی ، سیاسی ، معاشرتی کوششیں ناکام ہو گئیں تھیں۔

اسلام کی سربلندی کے بارے میں کسی مغربی کا تبصرہ سنہری حروف سے لکھنے ا

''گومختلف ادوار میں مختلف میدانوں پر مسلمانوں نے دوبدولڑائی میں منہ کی کھائی اس کے تذکر ہے بھی ملتے ہیں کہ رزم گاہوں میں کئی باران کے قدم اکھڑ گئے گر ان تمام شکستوں، ناکامیوں اور بسپانیوں کے باوجود اسلام ہمیشہ سربلند و فتح یاب رہا۔ دین اسلام کسی وقت اور کہیں بھی ناکامی سے دوجار نہیں ہوا بلکہ تعجب اس بات پر ہوتا ہے کہ زخم خوردہ مسلمانوں میں بیداری کی لہر، حکمرانی و جہانبانی کی خواہش اور انقلاب کی جرائت بھی فلسفہ دین کے سبب ہی بیدا ہوئی، میں نہیں جانتا کہ مسلمانوں نے کسی کی جرائت بھی فلسفہ دین سے سبب ہی بیدا ہوئی، میں نہیں جانتا کہ مسلمانوں نے کسی

عن زی الدین شهرید البین البین شهرید البین

وقت اسلام کو بچایا ہو بلکہ اسلام نے ہی اینے پیروکاروں کو وقت کی آندھیوں ، تریف کی یلغاروں اور مجم کے تھپٹروں سے ہمیشہ محفوظ رکھا۔''

#### بإركيمنك ي مسررتيككز كاخطاب:-

مسٹر نیکلز نے جو ایسٹ انڈیا کمپنی کے چیئر مین تھے۔ ۱۸۵۷، میں ہندوستان پرایسٹ انڈیا کمپنی کے مکمل قبضے کے بعد برطانوی پارلیمنٹ ہے اس طرح خطاب کیا!" قدرت نے ہندوستان کی وسیع سلطنت انگلتان کواس لئے تفویش کی ہے کہ خداوند مسلح کا حجنڈا ہندوستان کے ایک سرے سے لے کر دوسرے سرے تک فاتحانہ لہرائے، ہرخف کو چاہئے کہ وہ اپنی قوت صرف کر دے تا کہ تمام ہندوستانیوں کو عیسائی بنانے کا کام جاری رکھنے میں کی وجہ ہے کوئی رکاوٹ کھڑی نہ ہو سکے۔"

### عيسائي مشنريون كا قيام:-

۱۸۵۷ء میں پارلیمنٹ برطانیہ کے حکم پرمسٹر نیسکلز نے ایسٹ انڈیا کمپنی میں ایک کمپٹی قائم کی جس کا کام برصغیر میں عیسائی مشنر بوں کا جال بچھانا تھا تا کہ اس کے تخت برصغیر سے اسلام کا نام ونشان مثایا جا سکے اور مسلمانوں کو عیسائی بنا کر اپنی دائی حکومت قائم کی جاسکے۔

ای بناء پر انگریزوں نے ہندوستان میں عیسائی مشزیوں کا جال بچھایا اوراس جال کے ذریعہ ہندوؤں کی مخل ذاتوں کو عیسائی بنانے میں کامیاب ہو گئے جبکہ مسلمانوں کے غریب اور مزدور پیشہ طبقوں میں انہیں سخت ناکامی کا سامنا کرنا پڑا، البتہ بعض آزاد برست امراء کا طبقہ ان کے جال میں پھنس کر عیسائیت قبول کرنے پر مجبور ہو میں اور اس طرح وہی طبقہ مسلمانوں کو ان کے عقائد کی بنیا دوں سے اکھیڑنے کے کام میں ہراول دستہ بنا۔

#### تصيوسوفيكل سوسائلي:-

دوسری طرف ایک عیسائی سوسائی جس کا تعلق امریکہ سے تھا اور جو انتہائی تنگ نظر اور اسلام وثمن تھی اور جس کا کام ماسوائے اسلام کے دنیا کے تمام مقامی نظر اور اسلام ویمن تھی اور جس کا کام ماسوائے اسلام کے دنیا کے تمام مقامی ندہبول کو تقویت و پروان چڑ ھانا تھا، اس کو بھی برصغیر میں کام کرنے کی اجازت مل گئی، اس سوسائی کا نام تھیوسوفیکل سوسائی تھا۔

سوسائی کے زیر اہتمام چھنے والے رسالوں میں ایک ایک حرف زہر سے جرپور ہوتا اور ہر لفظ میں چھبی ہوئی آگ خرمن دل کو جلا دیت، اس سوسائی نے ہر وہ حربہ برصغیر میں استعال کیا جو اس کے سازشی ذہن کی بیداوار تھا، اس نے یہاں کے ہندوؤں کو یکجا کرنے اور مسلمانوں کے خلاف بھڑکانے کے لئے عملاً سر پرتی کی اور ہر موقع پر بھاری مالی امداد بھی مہیا کی اور اس طرح سکتی ہوئی آگ پر تیل ڈال کر چنگاریوں کوشعلہ فیٹاں بنایا۔



باب5:

## مندووك كوكهلي جيهتي

جب انگریز مشنریز اپنے کام میں ناکام ہو گئیں تو اس دور میں انگریزوں اور ہندوؤں کے مطلی جھٹی دی گئی کہ وہ ہندوؤں کے درمیان ایک خفیہ معاہدہ ہوا جس کے تحت ہندوؤں کو کھلی جھٹی دی گئی کہ وہ مسلمانوں کا برصغیر سے مکمل خاتمہ کرنے اور ان کو دوبارہ ہندو بنانے کا فریضہ انجام دیں۔اس مقصد کے حصول کے لئے ان کو کھلی جھٹی دی گئی اور کہا گیا کہ بظاہر تو انگریز حکومت قانون کے تحت قدم اٹھائے گی لیکن بباطن ان کا مکمل ساتھ دیتے ہوئے انہیں حکومت قانون کے تحت مندرجہ ذیل ہوئی کی سہولیات مہم پہنچائے گی۔ اس معاہدہ کے تحت ہندوؤں نے مندرجہ ذیل تحریک کی سہولیات مہم پہنچائے گی۔ اس معاہدہ کے تحت ہندوؤں نے مندرجہ ذیل تحریکات کا آغاز کیا جو ابتداء میں معمولی نوعیت کی تھیں لیکن بعد میں ان تحریکات سے تحریکات کا آغاز کیا جو ابتداء میں معمولی نوعیت کی تھیں لیکن بعد میں ان تحریکات سے بیاہ فسادات وجود میں آئے کہ تاریخ کے صفات بھی کانی اٹھتے ہیں۔

ذیل میں ان تحریکات کو مختصر طور پر بیان کیا جا رہا ہے جو ہندوؤں کی گندی ذہنیت اور انگریزوں کی طرف ہے تھلی چھوٹ کی پیدادار تھیں۔

#### تحریک آربیساج:-

اس تحریک کا بانی مجرات کا ایک برہمن "مول شکر" تھا جو بعد میں سوامی دیا ندمرسوتی کہلانے لگا۔ مول شکر ابتدائی عمر میں بت پرس کے خلاف ہوگیا تھا۔ اس کی وجہ ایک فیرمصدقہ روایت کے مطابق میتی کہ ایک مرتبہ اس کی اس موضوع پر بحث کسی مولوی سے ہوئی تھی جس سے اس کے نظریات میں تبدیلی آئی تھی اور اس نے اس تحریک کو بھی "بندومت کی اصلاح" کی تحریک سے موسوم کیا اور اپنے آپ کو ایک ریفارمرکی حیثیت سے ہندووں کے سامنے چش کیا تاکہ ہندووں کو تو ہم پرس اور دیگر

خلاف فعل رسومات سے روکا جائے اور انہیں مبلغین اسلام کی یلغار سے روکا جاسکے نیز نے تعلیم یا فتہ طبقے کی عقلیت پہندی کوسراہا جائے کیونکہ وہ ان عقا کد کے خلاف تھا۔

تھیوسوفیکل سوسائی نے اس تحریک کو اپنے مقصد کے لئے مفید جانا اور اس تحریک کے زیر اہتمام جابجا مندو ذہنیت کے مظاہر سے شروع ہوگئے۔اس تحریک کوجلا بخشنے ہیں اس تحریک کے ایک مندو ذہنیت کے مظاہر سے شروع ہوگئے۔اس تحریک کوجلا بخشنے ہیں اس تحریک کے ایک لیڈر نہنکم چندر چیٹر جی لیڈر نہنکم چندر چیٹر جی ایک مندر چیٹر جی ایک بنام مندر چیٹر جی ایک بنگالی مصنف تھا۔اس شخص نے اپنا پہلا ناول ''اند ناتھ' ۱۸۸۲ عیسوی میں شالع ایک بنگالی مصنف تھا۔اس شخص نے اپنا پہلا ناول ''اند ناتھ' کم ایسے آیا۔اس کروایا جس میں ہندووں کی متعصبانہ ذہنیت کی روش کا بھر پور استعال سامنے آیا۔اس ناول کے ذریعہ اُس نے کائی ما تا کے بچوں کو یہ ترغیب دی کہ اپنے وطن کو ناپاک مسلمانوں سے خالی کروائیس۔

اس ناول کا خاتمہ اس طرح ہوتا ہے کہ دھرتی ماتا کے بیچے مسلمانوں کے گاؤں اور محلے لوٹ لیتے ہیں اور جب دھرتی ماتا کو ناپاک لوگوں سے پاک کرلیا جاتا ہے تو جنگ بند ہو جاتی ہے۔ اس کے بعد وہ ہندوؤں کو انگریزوں سے تعاون کا تھم دیتا ہے تا کہ وہ انگریزوں کی مدد سے دھرتی کو پاک صاف کر کے ان کی حکومت کو قائم کر سکے۔

یمی وہ ناول ہے جس میں 'بندے ماتر م' گایا گیا جس کو بعد میں ہندوستان کا قومی ترانہ بنانے کی سعی کو مسلمانوں نے بصد مشکل روکا۔ بنگلہ دلیش کے قدیم پرانا ''سنہرا بنگال'' کا مصنف بھی یہی شخص تھا۔

### تحریک بال گزگادهر:-

اس تحریک کا بانی ''بال گنگا دھرتلک'' ہے جو ۱۸۵۱عیسوی میں مہاراشر کے ایک برہمن خاندان میں پیدا ہوا۔ اس کی پالیسی ہندومت کے احیاء کی جارحانہ پالیسی مقلی ۔ وہ بھگوت گیتا کی تعلیمات کا پرچارک تھا اور سیوا جی کوقو می ہیرا جانتا تھا۔ بال گنگا دھرنے بھگوت گیتا کی تعلیمات کا پرچارک تھا اور سیوا جی کوقو می ہیرا جانتا تھا۔ بال گنگا دھرنے بھگوت گیتا اور سیوا جی کی زندگی سے بیاصول اخذ کئے کہ دہمن کوختم کرنے کے دھرنے بھگوت گیتا اور سیوا جی کی زندگی سے بیاصول اخذ کئے کہ دہمن کوختم کرنے کے

ن زی الدین شهرید به بینیا

کئے وہ تمام حربے استعال کئے جائیں جو دھوکہ دہی برمشمنل ہوں۔بال گنگا دھر کا کارنامہ مسلمانوں کے خلاف نفرت کھیلانا اور گائے کی حفاظت کی انجمنیں قائم کرنا تھا۔
ای بنیاد پرمسلمانوں کے استحصال واختساب کے لئے اس نے اخارش اور لاکھی کلب قائم کئے۔ای طرح بال گنگا دھر نے کنپتی میلوں کا انعقاد کیا اور اس طرح کے میلوں میں مسلمانوں پرحملہ اور ان کا قائم کے اگرار دیا گیا۔

تحريك شكھڻن:-

اس تحریک کا آغاز ۱۹۲۳ء میں ہوا۔ اس کا اصل قائد'' ڈاکٹر مونے'' تھا۔ ڈاکٹر مونے کے مطابق ہندوستان میں و کملین مسلمان اور ۲۲۰ ملین ہندوآباد ہیں اور مسلمان ہندووں کے لئے شدید خطرہ ہیں۔ اگر ان کی رفتارای طرح بڑھتی گئی تو ساڑھے چارسو سال میں ہندوستان میں ایک بھی ہندو نہ رہے گا۔ اس لئے ہندووں کو اپنا دفاع کرنے کے لئے مسلح ہونا چاہے۔ اس تحریک کے تحت ایسے مراکز قائم کئے گئے جہاں ہندو نوجوانوں کو ورزش وکشی کے علاوہ جوڈوکرائے ، لاٹھیوں اور خنجروں کا استعال سکھایا جاتا تھا تا کہ ہر مکن طریقے سے مسلمانوں کا خاتمہ کرسکے۔

تقیم ہند کے قاتلانہ دور میں ای تنظیم کا بہت بڑا ہاتھ رہا ہے کیونکہ ہندوستان کے نزد کی مقاصد کی تکیل کا واحد طریقہ تشددتھا۔ بقول ڈاکٹر مونج!" تم اس وقت تک مسلمانوں کو ہندو بنانے میں کامیاب نہیں ہو سکتے جب تک کہتم ثابت نہ کرسکو کہتمہارے جسموں میں جان ہے۔"

اس تحریک کو بروان چڑھانے کے لئے بردیال سکھ نے اہم کردار ادا کیا۔
بردیال سکھ کے نزدیک اس کی نشکیل کا مقصد آزاد ہندو ریاست کا قیام، ہندوانہ
روایات کا اجراء کرنا، ہندو تو می لیڈروں کا احترام، ہندوؤں کے مقدس مقابات سے
محبت اور ہندوؤں کی ثقافت سے نگاؤ تھا۔ نیزمسلمانوں کو غیرمککی حملہ آور، ڈاکو، جرائم

### من زي الدين شهريد المستالة المستادي المستادي المستادي المستادين ال

پیشه اور ضرر رسال مخلوق قرار دیا گیا۔ مختصراً میہ که اس تحریک کا اصل مقصد مسلمانوں کو ڈرا دھمکا کر ہندو بنانا تھا۔ اگر بیدداؤ کارگر ثابت نہ ہوتو اُنہیں بزورشمشیر تہ تیج کرنا تھا۔

### تحریک شدهی:-

اس تحریک کی ابتداء آر میہ ساج کے زیر اثر ہوئی تا کہ برصغیر کے تمام غیر ہندوؤں کو ہندو بنایا جائے اور اس مقصد کے لئے گائے کا پیشاب، گوبر، دہی، دودھ اور مکھن میں ملا کر کھلایا جاتا تھا اور اس آمیزہ کو پنج رتن کا نام دیا گیا ہے۔

ال تحریک کو پردان پڑھانے کا سہرا''سوای شردھاننہ'' کے سر ہے۔ ۱۹۲۰ء میں اس تحریک نے شدت اختیار کی اور یہ ہندوؤں کی سیاسی تحریک کا حصہ بنی اور ڈاکٹر مونج جیسا مجھا ہوا سیاست دان اس کا براہ راست نگران مقرر ہوائیکن ہندوؤں کی برقتمتی ہے یہ تحریک این بھر پورنتائج بیدا کرنے میں ناکام رہی۔ شدھی تحریک کا مقصد تھا کہ تحریر و کتابت کے ذریعہ مسلمانانِ ہندکو ورغلانا اور آئییں گراہ کرکے ان کا خاتمہ کرنا تھا۔

### ایک خطرناک سازش: -

شدهی تحریک کے ذریر اجتمام بیر سازش سوچی گئی کہ تحریر و تقریر کے ذریعہ مسلمانوں میں قرآن پاک اور حضور رسول پاک مطابق کے بارے میں مسلمانوں کے قلوب میں شکوک و شہبات پیدا کیا جا کیں اور اس شدت سے بیرکام کیا جائے کہ مسلمان اپنے اصلی عقیدہ سے مکمل طور پر ولبرداشتہ ہوکر اپنے مسلمان ہونے سے باغی ہو جائے تاکہ بعد میں اسے اپنے جال میں پھنسا کر با قاعدہ ہندو بنایا جاسکے اور اس طرح برصغیر سے اسلام کا خاتمہ کیا جاسکے۔

ای سلسله کی ایک مربوط کڑی کانگریس کے اجلاس منعقدہ ۱۹۲۲ء کی وہ قرار داد ہے جس کامتن تھا کہ' بھارت میں گاؤکشی قانو نا ممنوع ہوگئی۔''
اس قرار داد کے تحت ایک طوفان برتمیزی اٹھ کھڑا ہوا اور ملک کے مختلف

شہروں اور قصبات ہے گمراہ کن رسائل إور کتب کی اشاعت کا آغاز ہوا جن میں انتہائی ہے ہودہ اور ناشائستہ زبان استعال ہونے لگی۔

جال بجيانا:-

۱۹۳۵ء میں آریہ اج کے بانی "سوامی دیا نند سرسوتی" کی صد سالہ تقریبات منائی گئیں۔ اس میں ہندوستان بھر سے ہندولیڈر جمع ہوئے اور انہوں نے مل کر ایک قرارداد منظور کی جس کامتن تھا!

"اسلام اور دائی اسلام کے خلاف شکوک و شبہات اور زہر لیے لٹریجر کے ذریعے سیدھے سادھے مسلمانوں کو اپنے جال بیں پھنسا کر ہندو بنایا جائے اور انہیں بتایا جائے کہ تمہارے آباؤ اجداد ہندو نتھے اور اسلام دیار غیر سے زبردی کا آیا ہوا شہب ہے اور یہ ہر لحاظ سے بھگوان کی ناراضگی کا باعث ہے اور تمہاری فلاح اس بیں ہے کہتم دوبارہ ہندو بن کر رام اور بھگوان کے پرچارک بن جاؤ۔"

ابنداء میں اس قرارداد کے تحت صرف تحریر و تقریر سے کام لیا گیا۔ پھر دل آزار لٹریچر کی اشاعت کا کام شروع کیا گیا۔ بعدازاں تھلم کھلا طاقت کا استعال شروع ہوا۔ پھر آخری چارہ کے طور پر اس قرارداد کے تحت حضور رسول پاک میں بھاتہ کی شان میں گستا خانہ الفاظ ، فخش کلمات اور خیالی مناظر کا اشاعتی کام شروع کیا گیا اور دوسری طرف فریجی سامراج کے زیرا شرجھو نے نبیوں کو پروان چڑھایا گیا اور اُن کی در پردہ تھلم کھلا مدد کی جانے گئی۔

سیکام اس قدر عروج پر پہنچا کہ ان کی زبانوں نے اخلاق وتدن کا ساتھ بھی چھوڑ دیا اور اس کی جگہ گائی گلوج بخش اور غلیظ حرکات والفاظ کا استعمال شروع ہوگیا کہ زبان ایسے الفاظ ات کو دھراتے ہوئے کرزتی ہے اور دل سینہ سے باہر آ جاتا ہے۔ یہ بات یہاں تک بوشی کہ غیرت ایمانی تڑب اٹھی جس کے نتیج میں احساس محروی مسلمانوں میں دن بدن بڑو ھنے لگا۔ دل و د ماغ آتش فشاں بنتے گھے۔ محبان رسول اللہ

سے کی تڑپ حب اپنے کوزہ سے باہر چھلکنے لگی اور اپنے بیارے آقا حضرت سیدنا محد مصطفیٰ سے بیارے آقا حضرت سیدنا محد مصطفیٰ سے بیارے آقا حضرت سیدنا محد مصطفیٰ سے بیار کی ناموں پر قربان ہونے کا جذبہ شعلہ فشاں بن کر کسی بھی وقت بھٹنے کو تیار رہنے لگا۔

محرومیوں کا بڑھنا:-

مسلمانوں کی محرومیاں اس قدر بردھ گئیں کہ پھر ہندوفوج نے دو فیصلہ کن حملے کئے آیک جان و مال پر اور دوسرا دین و مذہب پر۔ فسادات روزمرہ کا معمول بن گئے اور گاہے دل آزار کتابیں بھی شائع ہونے لگیں۔

مطالبه بأكستان:-

انہیں حالات میں پاکتان کا مطالبہ زور پکڑنے لگا۔ جبکہ اس مطالبہ کی ہندووں کی طرف سے نخالفت نے اپنا عروج پکڑا۔ ہندومہا سجااس معاملے میں سب نے زیادہ پیش پیش تھی۔ اس کے صدر سادر کرنے اپنے خطبہ صدارت میں ہندووں پر واضح کیا کہ'' پاکتان ہندووں کے لئے خودکشی کے مترادف ہے۔ ہندوستان کی وحدت اگر قائم رہ سکتی ہے تو ہندووں کی عسکری تظیموں کے بل ہوتے پر اور انہی کے زور بازو پر۔ اس لئے اس تنظیم کی قوت کو اتنا بڑھا دو کہ مسلمان کے پاس اپنے مطالبہ سے ہٹنے کے سواکوئی چارہ باقی نہ رہے۔ پاکتان کا حراج اور باقی مسلمان کی شرھی کر دی جائے۔ اگر میہ کام ہوگیا تو پھر پاکتان کا مطالبہ کرنے والاکوئی بھی باقی نہ رہے گا۔''

رسم شرهی :-

شدھی تحریک نے اب ایک نیا انداز اختیار کیا اور جگہ جگہ مسلمانوں کوشدھ کرنے کی رسم کا ڈھونگ رجانا شروع کیا اور اس کے ساتھ ہی قرآن پاک کے اوراق کو

ای زمانہ میں ''رگیلا رسول' نامی کتاب کے ناشر''راج پال' نے مزید دو کتب اس سلسلہ میں شائع کیں جن میں قرآن پاک اور حضور رسول پاک سے بھتے کی کتب اس سلسلہ میں شائع کیں جن میں قرآن پاک اور حضور رسول پاک سے بھتے کا ذات مبارکہ پر کئی شرم ناک حملے کئے گئے۔ ان میں سے ایک کتاب کا نام'' بلید ان چراولی، تھا اور دوسری کا نام'' چودھویں کا جاند' تھا۔

بيانِ كتاب "محمد كى كهانى":-

دوسری طرف انگریز سامراج بھی ہندوؤں ہے کسی صورت بیجھے نہ تھے۔اس سلسلے میں وہ بھی اپنی کوششوں میں لگے ہوئے تھے کہ کسی طرح مسلمانوں کو دین اسلام سے متنفرو ہاغی کیا جائے۔

(محمد المحمد) 'Story of Muhammad'' الیک کتاب 'Story of Muhammad'' (محمد کی کہانی) شائع ہوئی جس کی مصفنہ ''ایڈتھ بینڈ' تھی۔ اس کتاب کولندن کی ایک فرم جارت ہیرپ اینڈ کمینی نے شائع کیا اور جس میں حضور رسول کریم ہے ہے ہے کہ خیالی تصاویر بھی شائع کی گئیں۔ ان تصاویر کو ایک بد بخت مصور ''ایم ایم ولیم' نے اس ور ت اور اپنے تصورات کی روشن میں انتہائی بھونڈ ے طریقے ہے بنایا تھا تا کہ مسلمانوں کے جذبات مجروح کئے جا سکیس۔ یہ تصاویر مختلف حالتوں ایام طفولیت، واقع برمعراج اور فنخ مکہ وغیرہ کے بارے میں بنائی گئی تھیں۔

اس کتاب کا انداز بیان انتهائی شرمناک ادر خباشت کا اعلیٰ نمونہ تھا جس سے مسلمانوں کے جذبات کو نہ صرف تسکین ملی بلکہ

انہوں نے اس کو ایک رام کا تخد جانا اور اس کی تشہیر کی بھی حتیٰ الوسع کوشش کی تا کہ ان کے مذموم ارادے پورے ہو سکیس۔اس حرکت سے تحریک پاکر اس زمانے میں دو پمفلٹ "انیسویں صدی کا مہرشی'' اور'' کفر تو ٹر واسلام تو ٹر'' شائع ہوئے جن کا ایک ایک لفظ زہر آلود اور مسلمانوں کے قلوب پر تیروں کی بارش برسانے والا تھا۔

#### شرمناک جسارت:-مسیسیسیسیسیسی

دوسری طرف ہندو اخبارات و رسائل بے انتہا شرم ناک اور شرانگیز تحریریں چھاپنے میں مصروف تھے، ان میں ' بے چھاپنے میں مصروف تھے، ان میں ' بے گدی' موج جاندنی اور ٹائمنر آف انڈیا بالخصوص پیش پیش تھے۔ ان حرکات کی مثال کے لئے ٹائمنر آف انڈیا کا سمارچ ۱۹۳۱ء کا شارہ ہی کافی ہے۔

### کتاب ''ویدازِ رسول'':۔

اس تحریک نے آگے بڑھتے ہوئے "رنگیلا رسول" کے بعد مارچ 1900ء کی ابتداء کے ساتھ ہی آیک قدم اور آگے بڑھایا اور" دیدارِ رسول" نامی کتاب لا ہور سے شائع کی گئا۔ اس کتاب کا سرورق انتہائی شرم ناک تھا اور آیک فاحشہ عورت کو انتہائی ننگے انداز میں حضور رسول کریم میضور تھا کی تھے۔ میں حضور رسول کریم میضور تھا کی خیالی تصویر کے ساتھ دکھایا گیا تھا۔

اس کتاب کی رونمائی ۴ مارچ ۱۹۳۵ء کو ایک تقریب میں ہوئی جس پر مسلمانوں میں اضطرابی کیفیت پیدا ہوگئ حتی کہ ممکن تھا کہ مسلمانوں کا احتجاج ہندومسلم فساد کا باعث بن جاتا اور لا ہور میں طوفان خون ریزی اٹھ کھڑا ہوتا کہ'' آرہے ہاجی ناشر'' دہشت کا شکار ہو گیا اور ۲ مارچ ۱۹۳۵ء کو اس کی طرف سے تحریری معذرت نامہ اخبارات میں اس خبر کے ساتھ شائع ہوا!

''کتاب'' و بدارِ رسول'' کے ناشر نے پرسوں ۴ مارچ ۱۹۳۵ء کو بعداز دو پہر حاجی محمد دین سنگ فروش کی دکان بیرون لوہاری گیٹ پر بہت سے مسلمان معززین کے

سامنے اپنی معذرت کا اظہار کرتے ہوئے کتاب کے سرورق پر ایک بازاری عورت کی تصویر کی اشاعت پر اظہارافسوس کیا اورتحریری معافی مانگی۔''

معافی نامه:-

''میں نے ندکورہ کتاب کے مرورق کواتار کر جلا دیا ہے۔ کتاب ''دیدارِ رسول'' کے شرمناک سرورق کے متعلق میں جس قدر بھی معذرت خواہاہ ہوں کم ہے میں پر ماتما کو حاضر ناظر جان کر کہتا ہوں کہ میں نے بیر مہاپاپ جان ہو جھ کر نہیں کیا۔ میں محسول کرتا ہوں کہ جھ سے ایک نا قابل تلانی غلطی سرز د ہوئی ہے۔ میں اس کے لئے تمام مسلمانوں سے بجز واکساری کے ساتھ معانی مانگتا ہوں کہ وہ میری اس خطا کو معاف فرما دیں۔ میں نے معیوب اور معترضہ نائل فی الفور جلوا دیے ہیں اور آئندہ الی غلطی کا مرتکب نہ ہوں گا۔ میں جملہ مسلمانوں سے خلوص دل کے ساتھ معانی کا خواستگار ہوں۔'اس طرح مسلمانوں کی دل آزاری کا بیسلملہ نت بدن بڑھتا ہی چلا گیا اور ہندو تنظیموں کی طرف سے کئی رسائل شائع ہوئے جن میں تہذیب الاسلام، آرے مسافر جاندھر،آریہ مسافرمیگزین،آریہ پتر پر یکی، ترک اسلام از دھرم پال وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ جاندھر،آریہ مسافرمیگزین،آریہ پتر پر یکی، ترک اسلام از دھرم پال وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ مسلمانوں کی جوانی کاروائی:۔

ہندوؤں کی ان شرمناک جسارتوں کے مقالبے میں کئی مسلمان علائے حق نے بھی کتابیں شائع کیں جن میں ہندوؤں کے اعتراضات کا جواب دیا گیا تھا اور قرآن پاک کی حقانیت اور عظمت رسول اللہ میں پہندہ بیان کی گئی تھی۔

شدھی تحریک کے چند ٹالمورشرکاء:-

شدهی تحریک کو پروان چڑھانے اور قابل نفرت مواد مہیا کرنے اور مسلمانوں کی دل آزاری کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کو ہندو بنانے کے لئے جن ہندو رہنماؤں نے کوششیں کی ان کی تعداد تو بہت زیادہ ہے۔ تاہم قدرے اختصار کے ساتھ چند ایک

مشهور نام حسب ذیل ہیں!

سوای دیانند سرسوتی، لاله منشی رام عرف سوای شردهانند، مهاشے راجپال، چرن داس، نقو رام، لاله پاله مل، لاله بنس راج، پنڈت گورودت، لاله راجپوت رائے، ڈاکٹر رام گوپال، چلچل سنگھ، کیکھر ام، ماسٹر آتما رام، پنڈٹ کر پالال، لاله وزیر چند، سوای درشنانند، پنڈت چندر برکاش، ڈاکٹر مونجے، پنڈت کالی چرن وغیرہ وغیرہ۔''

### کتاب ''ستیارتھ پرکاش'':-

۱۹۹۹ء میں شری متی آربہ پرتی ندھی سجھانے مسلمانوں کے خلاف اس مہم کو جاری رکھتے ہوئے پہلی مذموم کوشش کی اور رسوائے زمانہ کتاب'' ستیارتھ پرکاش'' چھا پی۔ اس کتاب میں اسلام دشنی کا بھر پور تن اوا کرتے ہوئے کتاب میں قرآنی سورتوں کے بارے میں شدید ہرزہ سرائی سے کام لیا گیا اور اپنے اندھے بن کا بھر پور مظاہرہ کیا گیا۔ اس کتاب کے ناقص العقل مصنف نے ذرا برابر بھی اس بات کی کوشش نہیں کی کہ کم از کم اسلام کے آفاقی پیغام کو اُس کے اصل پیرائے میں جانا جائے بلکہ فرنگی اور متعصب ہندوؤں کی ایماء پر اسلام کے خلاف نہایت سوچے سمجھ طریقے سے مذموم باتوں کا زہر بھر کر مسلمانوں کو بالعموم اور ہندوؤں وفرنگیوں کو بالحضوص گمراہ کرنے کی کوشش کی گئی۔

اس کتاب کا روح روال اس کتاب کا ناشر ہی تھا جس نے بی تھان رکھی تھی کہ جان اور مال کا جس قدر چاہے نقصان ہو جائے لیکن اسلام وشمنی سے اپنا ہاتھ نہیں ہٹانا اور اپنے فرنگی آقاول کی خوشنودی کے لئے ہروہ قدم اٹھانا ہے جس سے مسلمانوں کو نہ صرف ہمیشہ کے لئے ذالت سے دو چار رہنا پڑے بلکہ ہرممکن طریقے سے برصغیر پاک و ہند سے مسلمانوں کا خاتمہ کر دیا جائے۔ اس سلسلہ میں کتاب کے پہلے ایڈیشن کی قیمت دورو پے رکھی گئے۔ جو کہ بعد میں کم ہوکر ڈیڑھ روپیہ اور پھر کیم نومبر ۱۹۲۷ء کو اس کے ساتویں ایڈیشن کی قیمت چودہ آنے کر دی۔

باب6

# حضرت غازى علم الدين شهبيد عبشكيه

اسم گرامی:-

آپ بین کا اسم گرامی غازی علم الدین شہید بین کی آپ بین کے والد ماجد کا اسم گرامی غازی علم الدین شہید بین کے والد ماجد کا اسم گرامی طالع مند ہے۔ والد ماجد کا اسم گرامی طالع مند ہے۔ بیدائش: –

غازی علم الدین شہید جیانیہ ۱۹۰۸ء کو لا ہور شہر میں پیدا ہوئے۔ آپ جینیہ کے آباؤ اجداد سکھ فدہب کے پیردکار تھے۔ آپ جینیہ کے آباؤ اجداد میں بابالہنا سکھ نے مغل فرمانروا جہانگیر کے دور میں اس دفت کے ادلیاء اللہ کی صحبت سے متاثر ہوکر اسلام قبول کیا۔

بابالهنا مجینی کا زیادہ وقت اولیاء اللہ کی خدمت میں گزرتا تھا جن کی صحبت میں سرہ کروہ خود بھی ولی بن مسلم تھے۔ بابالهنا نہیں کئے جب اسلام قبول کیا تو اُن کو گھر والوں کی طرف ہے تخت نقید کا نشانہ بنایا گیا اور اُنہیں شخت ہے تخت او بیتل ہی جاتی اُن کو گھر اُر جھوڑ کر ہجرت اِللّا خرا کی وقت ایسا آیا جب وہ ان او یتوں سے تنگ آ کر گھر بار چھوڑ کر ہجرت میں مجبور ہو مجنے۔

بابالہنا بہت بھرت کر کے موضع پڑانہ میں آکر آباد ہوئے۔ موضع پڑانہ، برکی بڑیارہ پاکستان و ہندوستان کے بارڈر پر واقع ہے۔ آپ بہتانیہ کا وصال موضع پڑانہ بھی بڑانہ ہوں۔ آپ بہتانیہ کا مرار موضع پڑانہ بھی ہوا۔ آپ بہتانیہ کا مزار موضع پڑانہ میں ''بابا لہنو'' کے نام سے مشہور ہے۔ آج بھی

ہزاروں لوگ آپ بیش کے مزار پر عاضر ہو کرعقیدت کے نذرانے پیش کرتے ہیں۔
بابا لہنو کے دو فرزند تھے جن سے اُن کا سلسلہ نسب چلا۔ ان میں سے بڑے
بیٹے کی نسل آج بھی برکی ہڈیارہ کے علاقہ میں آباد ہے۔ جب کہ آپ بیتالیہ کے
جھوٹے بیٹے کی نسل لا ہورشہر میں آباد ہے۔

# شجره نسب غازى علم الدين شهيد عيث إليه:

غازی علم الدین شهید بیشند کاشجره نسب ذیل نبه! "علم الدین ولد طالع مند ولد عبدالرحیم ولد جوایا برخوددار ولد عبدالله ولد عیسیٰی ولد برخواردار ولد بایا نهنو\_"

#### والدين: -----

غازی علم الدین شہید بیتات کے والد ماجد کا نام طالع مند تھا۔ طالع مند ایک نہایت ہی شریف النفس انسان تھے۔ طالع مند پیشے کے لحاظ سے نجار تھے اور ایک تجربہ کارنجار ہونے کی دجہ محلے کے لوگ بھی دوسرے نجاروں پر آپ ہی کو ترجے دیتے تھے۔ طالع مند کی دیجہ سے اُن کی مالی تھے۔ طالع مند کی دیانت داری اور ایمان داری اور کام سے لگن کی دجہ سے اُن کی مالی طالت پہلے سے بہت زیادہ بہتر ہوگئ تھی۔ طالع مند کی مہارت کا جوت وہ شرفیکیٹ تھا جو اُنہوں نے اا ۱۹ ء میں میرعثان علی خان نظام حیدر آباد دکن کے ایک بنگلے واقع دبلی میں کئری کا کام اس مہارت سے کیا تھا کہ نظام دکن نے آپ کو تعریفی اسناد اور انعام و میں کرام سے نوازا۔

طالع مند جب جوانی کی حدودوں کو پھلائگنے لگے تو اُن کے بزرگوں نے محسوں کیا کہ اب طالع منداس قابل ہو چکے ہیں کہ گزر اوقات با آسانی کر سکتے ہیں المحسوں کیا کہ اب طالع منداس قابل ہو چکے ہیں کہ گزر اوقات با آسانی کر سکتے ہیں المنا اللہ مند اللہ کی شادی کر دی جائے۔ لہذا گھر والوں نے اپنی ہی برادری میں مزد کی رشتے اروں کے ہاں نبست طے کر دی۔ بینبست دوسال تک رہی اور ۱۹۰۵ء میں طالع مند

شادی کے ایک سال بعد اللہ تعالیٰ نے طالع مند کو ایک جاند ہے بیٹے ہے نوازاجس کا نام اُنبوں نے دین محدر کھا۔

طالع منداس ذمہ داری کے احساس کے ساتھ اور زیادہ محنت اور تکن ہے کام كرنے لگے۔ جب وہ تھے ہوئے كام ہے واپس آتے تو گھر ميں بيچ كى آواز س كر اُن كا ول خوش ہوجاتا ہے۔طالع مندكام سے دالسي ير دين محمہ كے لئے بچھ نہ پچھ لے كر جاتے۔ دين محمد كو والدكى نسبت والدہ سے زيادہ أنسيت تقى اوريبى وجه تقى كه وہ باوجود طالع مند کی خواہش کے اُن کے پاس نہیں جایا کرتے تھے۔

آباتی مکان:

عاشق رسول مظام عنازى علم الدين شهيد مينيد كيانية كية بائي مكان يرجاني ك لئے آپ لا ہور کے ربلوے اسٹیشن کھڑے ہوں یا بادامی باغ، بھانی چوک میں ہوں یا کشمی چوک میں، کسی سے بھی بوجھ لیجئے کہ قندیمی لا ہور کے مشہور بازار کشمیری بازار کے بارے میں۔ تشمیری بازار رنگ محل چوک سے سیدھا دہلی گیٹ تک بھیلا ہوا ہے۔ رنگ تکل چوک میں ایاز کا مزار واقع ہے۔ایاز سلطان محمود غزنوی کے خادم تھے اور ایاز اپنے تقوی اور قہم و فراست کی وجہ ہے مشہور تھے۔ ایاز اور سلطان محمود غزنوی کے بارے میں علامہ اقبال بینائی کا میشعر بہت مشہور ہے۔

> ایک ہی صف میں کھڑے ہیں محمود و ایاز نه کوئی بنده رما نه کوئی بنده نواز

ائمی ایاز کے مزار سامنے برتنوں والا ایک بازار ہے جو کیسرا بازار کے نام سے مشہور ہے۔ اس بازار میں داخل ہو کر دائیں جانب ایک جھوٹی سی کلی میں مر جائیں۔ میکی بازار کا جسہ ہے اور کسی زمانہ میں اس بازار کا نام بازار سرفروشاں ہوتا تھا جب كمموجوده نام اس بازاركا سريال والا بازار يهدمريال والا بازارمشهور بونے كى

وجہ یہ ہے کہ ۱۹۲۹ء تک بیہ بازار بھیٹر بکریوں کی سرفروشی کی وجہ سے مشہور تھا۔

یہ بازار شرقا غربا بھیلا ہوا ہے، یہ بازار اپنی لوکیشن کی وجہ سے بے حد جاذب نظر ہے اس بازار کے دو حصّے مختلف سمتوں میں نکلتے ہیں۔ ایک حصّہ بازار تیزابیاں کہلاتا ہے جو کشمیری بازار کے شروع میں ہی بائیں طرف نکلتا ہے اور اس سے ملتا ہے جبکہ دوسرا سرااس بازار سے جا ملتا ہے جو مجد وزیر خان کے قبلے کی سمت والی دیوار کے ساتھ کشمیری بازار میں جا نکلتا ہے۔ ان دونوں بازاروں کے درمیان داہنی طرف ایک محلّہ ہے جو تکیہ سادھواں کہلاتا ہے جس میں مشہور مجد ساھواں موجود ہے، ای محبد کے مغرب کی طرف گئے شہیداں ہے جہاں پیر غفار شاہ صاحب مرحوم و مغفور کا مزار قابل مغرب کی طرف گئے شہیداں ہے جہاں پیر غفار شاہ صاحب مرحوم و مغفور کا مزار قابل زیارت ہے، اس بازار کے مغربی کنارے پرشالی جانب شاہ صاحب کے مین مقابل وہ کیاں ہے جس میں غازی علم الدین شہید رحتہ اللہ علیہ نے جنم لیا اور دنیائے لامکال مکان ہے جس میں غازی علم الدین شہید رحتہ اللہ علیہ نے جنم لیا اور دنیائے لامکال سے اس دنیائے رنگ و ہو میں تشریف لاکر آئکھ کھولی۔

بائیں جانب گلی کے اندر آج بھی غازی علم الدین شہید ٹریٹائیڈ کا مکان ہے۔ بیمحلّہ کو چہ جا بک سواراں کے نام ہے مشہور ومعروف ہے۔

#### ولادت بإسعادت:

وہ جمعرات کا روش دن تھا جب گمنام طالع مند کے گھر میں وہ ستارہ روش ہوا جس نے طالع مند کو گمنائی کے اندھیروں سے نکال کر اُجالوں میں پہنچا دیا۔ طالع مند کام پر جانے کے لئے تیار تھے۔ اُنہیں بتایا کہ اُن کی زوجہ کی طبیعت ناساز ہے اور زیجگی کا مرحلہ بھی کسی وقت در پیش ہوسکتا ہے۔ یہ خبر سنتے ہی طالع مند قدر سے خوش بھی تھے۔ بالآخروہ گھڑی آن پینچی تھے۔ بالآخروہ گھڑی آن پینچی جس گھڑی نے اُن کو وہ عزت عطاکی جس کے خواہاں لوگ صدیوں تک رہتے ہیں پھر جس گھڑی نے اُن کو وہ عزت عطاکی جس کے خواہاں لوگ صدیوں تک رہتے ہیں پھر محمی نصیب نہیں ہو پاتی۔ طالع مند کے گھر ایک بیٹے کی پیدائش ہے۔ رشتہ داروں اور محلّہ داروں کا ایک جوم تھا جو اُن کو مہارک باد دینے کے لئے موجود تھا۔ طالع مند ہے خر

ہنتے ہی فوراً مٹھائی لے آئے اور سب کا منہ میٹھا کرانے لگے۔

بیجے کا نام علم الدین رکھا گیا جو بڑا ہوکر غازی علم الدین شہید ہوئی ہے نام سے مشہور ہوا۔ غازی علم الدین شہید ہوئی ہوئی قعدہ ۱۳۲۱ھ بمطابق ہم دیمبر ۱۹۰۸ء کو بازار سریانوالہ، اندرون کشمیری گیٹ پیدا ہوئے۔ طالع مند پہلے دن اتے مصروف رہے کہ اُنہیں بیچے کی شکل دیکھنے کا بھی موقع نہل سکا۔ جب اگلے دن اُنہوں نے بیچے کو گود میں اٹھایا تو بے اختیار چو منے لگے۔

طالع مند فطر تأشریف الطبع انسان تھے۔ طالع مند کو کھی ہی پی خواہ ش نہ رہی تھی کہ وہ راتوں رات امیر ہو جائیں۔ وہ اپنی مختری زندگی میں نہایت خوش و خرم سے الله مندمحلّہ چا بک سوارال، بازار سریا نوالہ میں اپنے اہل خانہ کے ہمراہ امن و سکون کی زندگی بسر کر رہے تھے۔ چونکہ اُس دور میں دولت مندوں کی زیادہ عزت افزائی ہوتی تھی اور ہر شخص کی خواہش ہوتی تھی کہ اُس کی اولا دبھی دولت کے پیچھے بڑے۔ لیکن طالع مندکی آرزوان سب ہے ہٹ کرتھی۔ اُن کی خواہش تھی کہ اُس کی اولا دبھی دولت کے پیچھے پڑے ہوکر اُن جیسامحنتی اور دیانت دار کاریگر ہے ، اپنا گھر بسائے اور اچھا نام پائے۔ براہ ہوکر اُن جیسامحنتی اور دیانت دار کاریگر ہے ، اپنا گھر بسائے اور اچھا نام پائے۔ لیکن اُن کی سوچ ہے ہٹ کر وہ تقدیر اللی کے اس فیصلے سے بہ خبر تھے کہ اللہ تعالی نے اُن کو زمین پر نعمت خداوندی سے سرفراز فر ما دیا تھا۔ طالع مند اور اُن کے عزیز و اُقارب اور محلّہ چا بک سوارال کو وہ مقام ملئے والا تھا جس کی خواہش ہر ایک کے ول اقارب اور محلّہ چا بک سوارال کو وہ مقام ملئے والا تھا جس کی خواہش ہر ایک کے ول میں ہوتی ہے۔ علم اللہ بین نے طالع مند اور اپنے محلّہ کو تاریخ میں درخشاں ستارہ بنا کر میں ہوتی ہے۔ علم اللہ بین نے طالع مند اور اپنے محلّہ کو تاریخ میں درخشاں ستارہ بنا کر میں۔

### حلیهمبارک:-<u>-</u>

على الدين شهريد المسيد المسيد

آئکھیں جھیل کی مانند گہری تھیں جن میں اکثر اوقات سرخ ڈورے فروزاں رہتے تھے۔ مردم سیاہ دراز' ہونٹ باریک اور گردن ایک پروقار انداز سے اٹھی ہوئی تھی۔ چہرے کی ساخت قدرے کتابی' خوبی و کمال کا مرقع' لہجے میں ملائمت اور بلاکی مٹھاس تھی۔

غازی علم الدین شہید بینیہ کو دیکھنے والے کا جی جاہتا تھا کہ بلاکسی توقف کے مسلسل دیکھنا ہی جلا جائے اور سننے والوں کی بیخواہش کہوتی ہ وہ ہمہ تن گوش سننے رہیں۔ ہرایک بیک زبان پکار اٹھنا کہ نقاش فطرت نے اپنا ایک حسین شاہکار پیدا کر کے اس کا نئات رنگ و بو میں بھیج دیا ہے۔ آپ بینائیہ کو ورزش کا بے حد شوق تھا۔ آپ بینائیہ کی جسمانی نشو ونما روز افزوں تھی اور اس عمر میں بھی آپ بینائیہ کا سرا پاعمر سے کہیں زیادہ تنومند اور خوبصورت نظراتا۔

ایبا کہاں بہار میں رنگینیوں کا جوش شامل کسی کا خون تمنیا ضرور تھا



باب7:

# بجين كے غيرمعمولي واقعات

حضرت غازی علم الدین شہید عمینی کا بجین عام بچوں سے مختلف تھا۔ آپ عمین کے بجین میں سمجھ ایسے واقعات کا ظہور بھی ہوا جو تاریخ کا حصہ بنے۔

### قادياني كي ہلاكت:-

جس سال غازی علم الدین شہید عمین اندی اندی اندی سال مرزا غلام احمد قادیانی سال مرزا غلام احمد قادیانی مذاب اور نبوت کے جعلی دعویدار کی ہلاکت ہوئی اور آبپ عمین کی پیدائش پر اللہ تعالیٰ نے اُس کو واصل جہنم کیا۔

### مدیبندمنوره میں ربلوے کا آغاز:-

غازی علم الدین شہید عضائیہ جب بیدا ہوئے تو اُسی سال ہی مدینہ منورہ میں حجاز ریلو ہے سروس کا آغاز ہوا۔ ریلو ہے سروس کے آغاز سے ہی عازمین حجام کرام کو سفر کی سہولت حاصل ہوگئی۔

### فرانسيسيون كوشكست فاش:-

غازی علم الدین شہید مین ایک پیدائش کے ساتھ ہی فرانسیسی جو کہ مسلمانوں کے خلاف مراکش میں جنگ اللہ کے جاتھ ہوکہ و کہ مسلمانوں کے خلاف مراکش میں جنگ ازرے تھے فنکست فاش ہوکر وہاں سے بھا گئے پر مجبور ہو مسلمے۔

اس کے علاوہ اس سال افغانستان میں نے تعلیمی نصاب کا بھی آغاز ہوا۔

عن أى الدين شهيد بيت كالمالدين كالمالدين شهيد بيت كالمالدين كا

خوش نصيب:-

غازی علم الدین شہید بین اللہ کے بین کا ایک اور واقعہ یہ ہے کہ ایک روزکسی فقیر نے اُن کے گھر کے دروازے پر آ کر دستک دی اور صدا لگائی۔ آپ بینائی کی والدہ آپ بینائی کی دروازہ پر آ کی تاکہ حسب استطاعت اُس فقیر کی مدد کر ۔ آپ بینائی کو گود میں لئے دروازہ پر آ کیں تاکہ حسب استطاعت اُس فقیر کی مدد کر ۔ سکیس۔فقیر کی نگاہ غازی علم الدین شہید بینائی پر پڑی تو آپ بینائی کی والدہ سے کہا!

میس فقیر کی نگاہ غازی علم الدین شہید بینائی پر پڑی تو آپ بینائی کی والدہ سے کہا!

"تیرا بیٹا بہت خوش نصیب ہے اور اللہ تعالی نے تم پر اپنا احسان فرمایا ہے۔ "

آپ مُرِیناً کی والدہ نے اُس فقیر کوکوئی جواب نہیں دیا۔ فقیر نے غازی علم الدین شہید مُرینا کے بکڑلیا اور چومنے لگا۔ پھرفقیر نے آپ مُریناتیک کی والدہ سے کہا! "بیٹا! اس کوسنر کیڑے یہنایا کرو۔"

جب اُس شام طالع مندگر واپس آئے تو عازی علم الدین شہید میشد کی والدہ نے سارا ماجرا گوش گرار کر دیا اور بتایا کہ اُس فقیر نے کہا کہ اس نیچ کوسز کپڑے بہنایا کرو۔ طالع مند نے علم الدین کو گود میں پکڑ لیا اور بے اختیار چومنے لگے۔

انگے روز طالع مند نے کام سے واپس آتے ہوئے سبز رنگ کے کپڑے خریدے اور غازی علم الدین شہید میشاند کے والدہ کو لاکر دیا۔ والدہ نے کپڑے کر میں کو بہنا دیئے۔



# تعليم وتربيت وعادات وخضائل

غازی علم الدین شہید میں ہے۔ چھ برس کے ہوئے تو آپ میں ہے والد نے محلے کی ایک مسجد میں قرآن پاک کی تعلیم کے لئے داخل کرا دیا۔ تین سال تک دہاں تعلیم کے لئے داخل کرا دیا۔ تین سال تک دہاں تعلیم عاصل کرنے کے بعد اکبری گیٹ کے اندر واقع بازار نو ہریاں میں بابا کالو کے پاس پڑھنے کے لئے داخل کروا دیا گیا۔

غازی علم الدین شہید عمینیا کی طبیعت اضطراری تھی اور شاید یہی وجہ ہے کہ وہ تعلیم حاصل نہ کر سکے جب کہ وہ تعلیم حاصل نہ کر سکے جب کہ اُن کے بھائی دین محمسلسل تعلیم حاصل کرتے رہے۔ تمن سال کی تعلیم میں آپ عمینیا کو صرف حردف کی پہچان ہوئی تھی۔

تعلیم حاصل نہ کرنے کی وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ قدرت نے آپ میسائے کو کسی اور کام کے لئے جن رکھا تھا اور ایک ایسا جو ہر مخفی کر رکھا تھا جس سے وقتی طور پر والدین اور دیگر لوگ ہے ۔ جب یہ جو ہر وقت آنے پر آشکار ہوا تو کوئی بھی اس کی تاب نہ لا سکا اور یہ وہ جو ہر تھا جس کا بدل اس کا کنات میں کوئی چیز ہیں تھی۔

جب غازی علم الدین شہید جمینیہ کے والد نے دیکھا کہ ان کا رجمال تعلیم کی طرف نہیں ہے تو اُنہوں نے علم الدین کو اپنے والا بعنی نجار کا ہنر سکھانا شروع کر دیا اور اس بات کا اظہار کیا کہ علم الدین میری طرح ایک اچھا نجار بن جائے۔ ای وجہ سے انہیں بھائی گیٹ کے رہائش نظام الدین کا شاگر دینا دیا گیا جہاں چند ماہ میں ہی غازی علم الدین شہید جمینہ نے کام سکھ لیا۔

اس كام ميں مهارت غازى علم الدين شهيد عين الله في الدطالع منداور

بھائی محمہ دین سے حاصل کی۔ غازی علم الدین شہید عمید عمید نے سب سے پہلا کام شخ نیاز محمہ کی کوشی پر کیا اور داد حاصل کی۔ اس طرح تین سال گزر گئے اور غازی علم الدین شہید عمید اور بھائی کے ساتھ دوکان چلانے لگے۔

طالع مندال دوران گاہے بگاہے انبالہ، کوہاٹ اور دوسرے دوردراز مقامات پر بھی جا کر کام کیا کرتے تھے اور جب غازی علم الدین شہید عمید تریزائنڈ نے کام سکے لیا تو آپ مرتانڈ بھی والدمحترم کے ساتھ اکثر و بیشتر کام کی غرض سے دوردراز کا سفر اختیار کرتے رہے:

محمد مین کے بارے میں باپ کا خیال تھا کہ وہ پڑھ لکھ کر کوئی سرکاری ملازمت اختیار کرلیں۔ بالآخر اُن کا بیخواب شرمند ہُ تعبیر ہوا اور محمد دین ریلوے میں ملازم ہو گئے اور جلد ہی اپنی ذہانت کا مظاہرہ کرنے لگے۔ محمد بین بہت ذبین اور ہوشیار شخص سے۔ تمام اہل خانہ اور عزیز و اقارب محمد بین کی عزت کرتے ہے۔ محمد دین اور حضرت غازی علم الدین شہید میں ایس بھی بے حد بیارتھا جس کو دیکھ کر لوگ رشک کرتے ہے۔

#### غادات وخصائل: \_ -----

غازی علم الدین شہید رُمُناللہ فطرتا نہایت سیدھے سادھے، صاف گوئی میں مفرد تھے۔
نمایاں خوبی کے حامل، کذب و فریب سے قطعاً نا آشا، عادات و خضائل میں منفرد تھے۔
اجنبی گھر اور اجنبی لوگوں سے کھانے پینے سے اجتناب ان کی فطرت میں شامل تھا البت کسی حد تک بھی بھارکی ہوئل کورونق ضرور بخشتے لیکن ہوٹل کے کھانوں کو ناپیند فرماتے سے۔ البتہ گھر کی روگی سوگی روٹی اور والدہ کے ہاتھ کی بچی ہوئی دیگر اشیاء براے رغبت سے کھاتے تھے۔ اگر بھی گھر سے باہر کہیں روٹی کھانے کا موقعہ ملتا تو روگی سوگی بھی بیسی بھی میسر آتی بھدشکر کھالیتے ،ورنہ یانی بی کر گزارہ کرتے تھے۔

## الدين شهيد نيسية المستادي المس

جب غازی علم الدین شہید مینائی کی عمر بیس سال کی ہوئی تو آپ ہوئی تو ایک خوالات کے لحاظ ایک خوبصورت نمونہ نقاش فطرت جوانی کا روپ پایا۔ اٹھتی جوانی، خدوخال کے لحاظ سے خوبرواور شکیل نو جوان، سٹرول جسم، رنگ سرخ وسفید، پیشانی چوڑی، بال سیاہ اور گھنگھریا لے، آئکھیں جبیل کی مانند گہری تھیں جن میں اکثر اوقات سرخ ڈورے فروزال رہتے تھے۔ مردم سیاہ دراز، ہونٹ باریک اور گردن ایک پُر وقارانداز ہے اٹھی موئی تھی۔ جبرے کی ساخت قدرے کتابی، خوبی و کمال کا مرقع، ایج میں ملائمت اور بلا کی مٹھاس تھی۔

آپ مینید کو دیکھنے والے کا جی چاہتا تھا کہ بلاکسی توقف کے مسلسل دیکھتا ہی جاہتا تھا کہ بلاکسی توقف کے مسلسل دیکھتا ہی جلا جائے اور سننے والوں کی بید خواہش کہوتی ہ وہ ہمہ تن گوش سنتے رہیں۔ ہر ایک بیک زبان پکار اٹھتا کہ نقاش فطرت نے اپنا ایک حسین شاہکار پیدا کر کے اس کا نئات رنگ و ہو ہیں بھیج دیا ہے۔

تیرے بدن کا ہر جز اک شعر خوبصورت

لیکن سے تیری آئکھیں پورا کلام جیسے
آپ مینیات کو ورزش کا بے حدشوق تھا۔ آپ مینیات کی جسمانی نشو ونما روز
افزول تھی اور اس عمر میں بھی آپ مینیات کا سرا پا عمر سے کہیں زیادہ تنومند اور خوبصورت نظر آتا۔

ایبا کہاں بہار میں رنگینیوں کا جوش شامل کسی کا خون تمنا سرور تھا



باب9:

## متفرق واقعات

### روحانی فیوض حاصل ہونا: -

عازی علم الدین شہید میں بید میں بلوغت کو پہنچے تو آپ میں نے سب
عزائلہ نے سب
سے پہلا سفر اپنے والد میاں طالع مند کے ساتھ ملتان اور خانیوال کا کیا اور وہاں پر
واقع بزرگان دین کے مزارات کی زیارت سے مستفید ہوئے اور روحانی فیوض و برکات
حاصل کیں۔

آپ رہے ہے والد میاں طالع مند لاہور کے نواحی قصبہ لکھن شریف میں واقع مزار پراکٹر تشریف کے والد میاں طالع مند لاہور کے نواحی قصبہ لکھن شاجن کا واقع مزار پراکٹر تشریف لیے جاتے تھے۔ جہاں خواجہ محمد بخش ولی کامل کامکن تھا جن کا شارز مانے کے جید عالم دین، بلند پایی مفسر اور بزرگوں میں ہوتا تھا اور جن کی مقاطیسی روحانی شخصیت ہر ایک کو اپنی جانب کھینچی تھی اور روحانی جذب وسلوک سے متعارف کر واکر روحانی فیض سے بہرہ مند فر ماتی تھی۔

چونکہ طالع مندا کثر وہاں اپنی خاص عقیدت کی بناء پر حاضر ہوتا رہتا تھا ،اس لئے وہ غازی علم الدین شہید عین ہے۔ لئے وہ غازی علم الدین شہید عین اللہ کو بھی دو تین مرتبہ لے گئے۔

بقول پیردشکیرنام!

"حضرت غازی علم الدین شہید عمینی اللہ نے اپنے والد کے ہمراہ انبالہ کا بھی سفر کیا اور وہاں پر کام کرنے کے علاوہ کئی شخصیات سے روحانی فیض بھی حاصل کیا۔"

### عشق كا جذبه:-

سے ۱۹۲۸ء کے شروع کے دن تھے جب غازی علم الدین شہید بینات کے کم س کیتیج شوکت دین کا انقال ہوگیا۔ آپ بینات گھر والول کے ہمراہ بینیج کو دفانے کے لئے قبرستان میانی صاحب لا ہور گئے۔ قبرستان سے واپسی پر آپ بینات کو راستہ میں ایک عظیم الشان جنازہ ملا۔ یہ جنازہ گڑھی شاہولا ہور کے مشہور صوفی بزرگ اور اُس دور کے تابغہ روزگار ولی حفرت مولوی تاج الدین بینات کا تھا۔ اس جنازہ میں ہزاروں لوگ شریک تھے۔ جنازہ میں مجیب می عشقیہ کیفیت طاری تھی اور یہ جنازہ، جنازہ گاہ کی طرف روال دوال تھا۔ اس جنازے میں اوگوں کی والہانہ عقیدت اور محبت دیکھ کر آپ طرف روال دوال تھا۔ اس جنازے میں ایک نتھا تیج پیدا ہوا اور اس جنازے سے متاثر ہو کر آپ بیناتھ کے خوالے کے منہ سے میاختہ انکا!

'' کاش! زندگی ہوتو الی اور موت ہوتو الی جس ہے پچھ تھیجت اور عبرت حاصل ہو۔''

یہ وہ لمحات اور وہ الفاظ سے جنہوں نے غازی علم الدین شہید مرین کے زندگی کو ایک نیازی علم الدین شہید مرینانڈ کی زندگی کو ایک نیاز رخ دیا اور انہی الفاظ نے حقیقت کا روپ دھارتے ہوئے ٹابت کر دیا کہ واقعی موت ہوتو ایسی کہ روز محشر تک قلوب انسانی ہے اُس کانقش ندمٹ سکے۔

### خواب کی حقیقت:۔

محمد دین کو غازی علم الدین شہیر میں اللہ سے بے حدمحت تھی اور وہ اُن کے بغیررہ بھی نہیں سکتے تھے۔ غازی علم الدین شہید میں اللہ کی ذراسی تکلیف بھی اُن کو بے بغیررہ بھی نہیں سکتے تھے۔ غازی علم الدین شہید میں دیت تھے۔ جیس کر دیت تھے۔ جیس کر دیت تھے۔ جیس کر دیت تھے۔ عازی علم دین شہید میں ایس کے میراہ سیالکوٹ کام کے سلسلہ میں غازی علم دین شہید میں اللہ ایس کے ہمراہ سیالکوٹ کام کے سلسلہ میں

علی میں ہوت ہے ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہے ہیں ہوت ہے ہے۔ مراہ سیا ہوت ہے ہے ہسمارہ میں ہوت ہے ہے ہسمارہ میں کہ کے مسلم میں موسئے متصافر ایسے میں محمد دین کی بیاج بینی دیدنی تھی۔ انہوں نے غازی علم الدین

شہید عمین کے بارے میں ایک بھیا تک خواب دیکھا جس سے وہ ہربڑا کر اٹھ بیٹھے اور ان کی اس کھرا ہو اس کے اینا خواب اور ان کی اس گھرا ہٹ بر سارا خاندان اُن کے گرد اکٹھا ہو گیا۔ انہوں نے اپنا خواب بیان کیا!

''میں نے علم دین کو کام کرتے ہوئے سٹرھیوں سے گر کر زخمی ہوتے دیکھا ہے اور اس وجہ سے میرا دل سخت پریشانی میں مبتلا ہو گیا ہے۔''

محمد دین کی بات سے گھروالے پریشان ہو گئے۔ای اثناء گھروالوں کوکسی ، نے خط لکھنے کا مشورہ دیا تا کہ خیریت معلوم ہو سکے اور کسی نے اس کوخواب و خیال پریشان قرار دیا لیکن محمد دین کو کسی بل چین شہ آیا اور وہ مال سے اجازت لے کر سیالکوٹ چلے گئے۔

سیالکون پہنے کر محمد دین نے اُس جگہ کا رخ کیا جہاں کا پتہ اُن کے پاک موجود تھا لیکن والد طالع مند اور بھائی علم دین وہاں نظر نہ آئے تو محمد دین نے اُن بررگوں سے باپ اور بھائی کے بارے میں دریافت کیا۔ جس پر وہاں موجود ایک بزرگ جن کا نام اختر مرزاتھانے انہیں بتایا کہ

''اُن کا کام بند پڑا ہے اورطالع منداب بہاں کام نہیں کرتے بلکہ ای محلّہ میں ان کے کسی جانے والے کے پاس تھہرے ہوئے بیں اوران کا کام کررہے ہیں۔''

اس پرمحد دین مزید پریثان ہو گیا اور اختر مرزا کے مجبور کرنے پرصرف اتنا

'' کافی دنوں ہے اُن کا کوئی خط<sup>نہیں</sup> آیا ابن لئے میں خیریت دریافت کرنے آیا ہوں۔''

اختر مرزانے بتایا کہ طالع مند کچھون بیار رہے ہیں کیکن اب ٹھیک ہیں۔

بہرحال محمد دین اة ن کے ہمراہ اس جگہ روانہ ہوئے جہاں غازی علم الدین شہید جہائیہ اپنے باپ کے ساتھ تھہرے ہوئے تھے۔

گذے تالے کے سامنے والی گلی سے ہوتے ہوئے وہ ایک تنگ ی گلی میں داخل ہوئے اور دائیں طرف کے تیسرے مکان کے دروازے پر دستک دی۔ کچھ دیر بعد دروازہ کھلا تو سامنے طالع مند نظرآئے۔ قدرے اندھیرے کی وجہ سے طالع مند نظرآئے۔ قدرے اندھیرے کی وجہ سے طالع مند نے انہیں بہچان نہ سکے لیکن محمد دین باپ کو دیکھتے ہی اُن سے لیٹ گئے۔ طالع مند نے شفقت سے محمد دین کی بیشت پر ہاتھ بھیرا اور پیشانی کا بوسدلیا اور پھر انہیں اندر لے شفقت سے محمد دین کی بیشت بر ہاتھ بھیرا اور پیشانی کا بوسدلیا اور پھر انہیں اندر لے شفقت میں کی خبریت کی اطلاع دی۔

گھر کے اندر داخل ہوئے تو سامنے چار پائی پر ہی غازی علم دین شہید میں شہید میں شہید میں شہید میں شہید میں غازی علم الدین شہید میں غازی علم الدین شہید میں نازی علم الدین شہید میں نازی علم الدین شہید میں ہوئے کی مدھم روشنی میں غازی علم الدین شہید میں ہوئے اور جلدی سے اٹھ کر شدت جذبات سے بھائی سے لیٹ گئے اور اس طرح کافی دیر تک دونوں بھائی باہم بغل میرر ہے۔ کچھ دیر بعد الگ ہوئے اور بیٹھ گئے۔

غازی علم الدین شہید میں التھ کے ہاتھ پر پی بندھی ہوئی تھی محمد دین کے . استفسار پر انہوں نے بتایا کہ گزشتہ روز کام کے دوران ان کے ہاتھ پر تیشہ لگ گیا تھا اور ہاتھ زخمی ہو گیا تھا۔

> محمد دین نے جب استفسار کیا کہ کیا زخم زیادہ محمرا تونہیں آیا؟ طالع مند نے جواب دیا!

' د منہیں! اللہ تعالیٰ نے بچالیا، فکر کرنے کی کوئی بات نہیں ہے۔ جلد ہی ٹھیک ہوجائے گا۔''

اور اس طرح رات مسئے تک دونوں بھائی بانوں میںمصروف رہے اور اسکلے روز گھرواپس آکران کی خیریت کی اطلاع والدہ کو دی۔

اس دوران غازی علم دین شہید عمیناتی ہفتہ بھر کام نہ کر سکے اور ایک ہفتہ بعد ہاتھ کے درست ہونے پراپنے کام میں مصروف ہوئے۔

محمد دین نے لا ہور سے دو خط بھی لکھے جس میں لا ہور جلد آنے کی درخواست کی چونکہ کام ختم ہونے کو تھا۔ اس لئے ادھر سے کوئی جواب نہیں ملا۔ سترہ روز اس بات کوگرز ریکے نتھے اُدھر ابھی کام ختم نہ ہوا تھا کہ انہیں ایک اور کام کی پیش کش ملی لیکن طالع مند نہ مانے اور سیالکوٹ سے لا ہور آگئے۔

گھرواپس بہنج کرغازی علم دین شہید عمینی والدہ سے سلے اور پھر بھائی کے بارے میں پینہ کیا تو بتا چلا کہ وہ اسپنے کام سے شام کو گھر واپس آتے ہیں۔ رات کو جب محمد دین گھر واپس آئے تو بھائی غازی علم دین شہید عمین کے دیکھ کر ان کی خوشی دید نی تھی۔

تربیت کااڑ: –

غازی علم الدین شہید میرانی کا گھر پرانی وضع کا تھا جہاں وہ والدین کے زیر سایہ تربیت پارہے ہے۔ گھر سے انہوں نے عزت اور شرافت کا سبق لیا۔ بہیں سے دیانت داری کی خو پائی۔ گھر ہی درس گاہ تھہری چونکہ کتابی علم تو نہیں ملالیکن اُس کی دیانت داری کی خو بائی۔ گھر ہی درس گاہ تھہری چونکہ کتابی علم تو نہیں ملالیکن اُس کی روح جذب کی۔ اُس کی غایت جانی بہجانی۔ علم تو ان کے نام کا حصتہ تھا وہ اعلیٰ در ہے کا انسان بن رہے ہے۔ علم تو نور ہے جب یہ بندے کے اندرون کو روش کرے تو وہ نورانی ہوجاتا ہے۔

علم کے بارے میں کئی نے کیا خوب کہا ہے۔
علم رابہ تن زنی مارے بود
علم را بر دل زنی یارے بود
بر عرب علم را بر دل زنی یارے بود

آپ مین اللہ کھر کے شریفانہ ماحول میں ڈھل گئے۔ والد کی صحبت مین رہ کر معلوم ہوا کہ بندہ وہ ہے جو دوسروں کے کام آئے۔ باپ کی زیر تربیت بیہ بات اپنی

عن زي الدين شهيد بينيد کي الدين شهيد بينيد

زندگی کا جزولازم کھرائی اور ایٹار واحسان کو زندگی کا بنیادی عضر قرار دے دیا۔ غازی علم الدین شہید بہت ہرائی سے خلوص سے پیش آنے گئے کیونکہ اس کا صلہ اُنہیں کسی نہ کسی شکل میں مل ہی جاتا ہے۔ دماغ پر بچین کے بہت سے ایسے واقعات نقش شے جنہوں نے اُن کی آئندہ زندگی اور کردار سازی میں اہم کام سرانجام دیا اور زندگی کو ایسے رخ پرموڑا جس نے آگے چل کران کو''غازی اور شہید'' دونون القاب سے بیک وقت سرفراز فرمایا۔

### بهائی محددین کی محبت:-

غازی علم الدین شہید بیات کے بھائی محمد دین کو آپ بیات کے ساتھ بہت محبت تھی اور وہ ان کے بغیر رہ بھی نہیں سکتے تھے۔ غازی علم الدین شہید برات کی ذرا کی تکلیف بھی ان کو بے چین کر دین تھی اور ان کی عدم موجودگی کو وہ بہت زیادہ محسوں کرتے تھے۔ غازی علم دین شہید برات اپنے اپ کے ہمراہ سیاللوٹ کام کے سلسلہ میں گئے ہوئے تھے والیے بیل محمد دین کی بے چینی دیدنی تھی۔ انہوں نے غازی علم الدین شہید برات کے بارے بیل ایک بھیا تک خواب دیکھا جس سے وہ ہر براا کر اٹھ بیٹھے اور ان کی اس گھراہٹ پر سارا فائدان ان کے گرد آکھا ہوگیا۔ انہوں نے ابنا خواب بیان کیا کہ بیس نے علم دین (برات کی اس کے برائی ہوئے سے کہ دین کی برائی کو کام کرتے ہوئے سیر حیوں سے گرکر زمی ہوتے دیکھا ہو گیا۔ انہوں نے ابنا زمی ہوتے دیکھا ہو اور اس وجہ سے میرا دل بخت پر بیٹانی میں بتا ہو گیا ہے۔ محمد دین زمی ہوتے دیکھا ہو گیا ہے۔ محمد دین کی بات سے گھر والے پریٹان ہو گئے۔ اس اثناء گھر والوں کو کی ۔ نے خط کلھنے کا مشورہ دیا تا کہ خیریت معلوم ہو سکے اور کسی نے اس کوخواب و خیال پریٹان قرار دیا لیکن محمد دین کو کسی کی بات سے گھر والے کر سیالاوٹ چلے گئے۔

سیالکوٹ بانچ کرمحر دین نے اس جگہ کا رخ کیا جہاں کا بہت ان کے پاس موجود تھالیکن والد طالع مند اور بھائی علم دین وہاں نظر نہ آئے تو محد دین نے ان

بزرگ بن کا نام اخر مرزا تھانے انہیں بتایا کہ ان کا کام بند پڑا ہے اورطالع مند اب
یررگ بن کا نام اخر مرزا تھانے انہیں بتایا کہ ان کا کام بند پڑا ہے اورطالع مند اب
یبال کام نہیں کرتے بلکہ ای محلّہ میں ان کے کی جانے والے کے پاس تھہرے ہوئے
میں اور ان کا کام کر رہے ہیں۔ اس پرمحمہ دین مزید پریٹان ہو گیا اور اخر مرزا کے مجبور
میں اور ان کا کام کر رہے ہیں۔ اس پرمحمہ دین مزید پریٹان ہو گیا اور اخر مرزا کے مجبور
کرنے پرصرف اتنا کہا کہ کافی دنوں سے ان کا کوئی خطنہیں آیا اس لئے میں خیریت
دریافت کرنے آیا ہوں۔

اختر مرزانے بتایا کہ طالع مند پھے دن بیار رہے ہیں لین اب ٹھیک ہیں ہر حال محمد دین ان کے ہمراہ اس جگہ روانہ ہوئے جہاں غازی علم الدین شہید مُنید مُنید اللہ بہر حال محمد دین ان کے ہمراہ اس جگہ روانہ ہوئے جہاں غازی علم الدین شہید مُنید مُنیت ہوئے دو ایک باپ کے ساتھ شہرے مکان کے ہوئے وہ ایک تنگ می گل میں واخل ہوئے اور دا کیں طرف کے تیسرے مکان کے دروازہ کھلا تو سامنے طالع مند نظر آئے۔ اندھرا ہونے کی وجہ سے طالع مند انہیں پہچان نہ سکے لیکن مُحمد دین باپ کو دیکھے ہی ان سے ہونے کی وجہ سے طالع مند انہیں پہچان نہ سکے لیکن مُحمد دین باپ کو دیکھے ہی ان سے اور پھر انہیں اندر لے گئے اور گھر کا حال احوال پوچھا جس پر محمد دین نے سب کی خیریت کی اطلاع دی۔ گھر کے اندر واخل ہوئے تو سامنے چار پائی پر ہی عازی علم دین فیریت کی اطلاع دی۔ گھر کے اندر واخل ہوئے تو سامنے چار پائی پر ہی عازی علم دین شہید مُؤانی ہے تھے۔ دینے کی مدھم روشی میں عازی علم الدین شہید مُؤانی نے بھائی شہید مُؤانی ہے تھے۔ دینے کی مدھم روشی میں عازی علم الدین شہید مُؤانی نے بھائی شہید مُؤانی سے بھائی دین کو دیکھا تو خوشی سے اچھل پڑے اور جلدی سے اٹھ کر شدت جذبات سے بھائی ایک دوبرے اور جھے دیر بعد سے لیٹ گئے اور اس طرح کائی دیر تک دونوں بھائی با ہم بغل گررہے اور پھے دیر بعد سے لیٹ گئے اور اس طرح کائی دیر تک دونوں بھائی با ہم بغل گررہے اور پھے دیر بعد ایک دوبرے سے علیحدہ ہوکر بیٹھ گئے۔

غازی علم الدین شہید مرین کے ہاتھ پر پئی بندھی ہوئی تھی دین کے استفسار پر انہوں نے بتایا کہ گزشتہ روز کام کے دوران ان کے ہاتھ پر بیشہ لگ گیا تھا اور ہاتھ زخی ہوگیا تھا۔محمد دین نے جب استفسار کیا کہ کیا زخم زیادہ گہرا تو نہیں آیا؟

على الدين شهب المنظمة الدين شهب المنظمة المنظم

طالع مندنے جواب دیا کہ بیں! اللہ تعالیٰ نے بیالیا ، فکر کرنے کی کوئی بات نہیں ہے۔ جلد ہی ٹھیک ہو جائے گا اور اس طرح رات گئے تک دونوں بھائی باتوں میں مصروف رہے اور ایکلے روز گھر واپس آ کر ان کی خیریت کی اطلاع والدہ کو دی۔ اس دوران غازی علم دین شہیر عبشایہ ہفتہ بھر کام نہ کر سکے اور ایک ہفتہ بعد ہاتھ کے درست ہونے

براسینے کام میں مصروف ہوئے۔

محمد دمین نے لا ہور پہنچنے کے بعد بھی دو خط لکھے جس میں انہیں لا ہور جلد آنے کی درخواست کی۔ کام ختم ہونے کے نز دیک تھا اس لئے ادھرے کوئی جواب نہیں مال ستره روز اس بات کوگزر کیے تھے اوھرابھی کام ختم نہ ہوا تھا کہ انہیں ایک اور کام کی بیش کش ملی کئین طالع مند نه مانے اور سیالکوٹ سے لا ہور آ گئے۔ گھر واپس پہنچ کر غازی علم دین شہید بیشتہ والدہ ہے ملے اور پھر بھائی کے بارے میں پہتہ کیا تو پتا جلا کہ وہ اپنے کام سے شام کو گھر واپس آتے ہیں۔رات کو جب محد دین گھر واپس آئے تو بهائی غازی علم دین شهید عی<u>ن</u>یه کو دیکه کران کی خوشی دیدنی تھی۔

طالع مندنے لا ہور واپس آنے کے بعد اپنے بھائی ہے مشورہ کرتے ہوئے ان ہے کہا کہ اب محمد دین کا تھر بسانے کا وقت آن پہنچا ہے اس لئے تم اس کے لئے کوئی احپھا سا رشتہ تلاش کرو تا کہ میں جلد از جلد اس فرض کو ادا کرسکوں۔ غازی علم الدين شہيد مين اور آب مين كى والدہ كو جب محد دين كى شادى كے بارے ميں معلوم ہوا تو ان کی خوشی دیدنی تھی۔ کیچھ دنوں بعد محمد دین کا رشتہ ان کے رشتہ داروں میں طے ہو گیا۔ چند دلوں بعد شادی ہوئی اور محمد دین رشنہ از دواج میں منسلک ہو گئے۔

غازى علم الدين شهيد ومنالله كوماك مين:-

كم جنورى ١٩٢٨ ء كوطالع مند جب كوباث جانے تكے تواہ مراه غازى علم الدين شہيد عينية الذي كي ملے محت جہال انہول نے ايك مكان كرائے برليا اور شهر ميں كام كرنے لكے۔ چونكه طالع مند أكثر وہال آتے رہتے ہے، اس كے ان كو وہال كام

غي زي الدين شهيد بنيانية

کرنے کے سلسلے میں اور ضروریات زندگی پورا کرنے میں بھی کوئی دفت پیش نہیں آئی۔
طالع مند نے جو مکان کا کرایہ پر حاصل کیا تھا اُس کا مالک اکبر خان اچھا
انسان تھا۔ شروع شروع میں اُس کا رویہ صرف واجبی سا تھا لیکن آہتہ آہتہ وہ طالع
مند کے قریب ہوتا گیا اور جب طالع مندرات کوکام سے واپس آتے تو اُن کے پاس آ
کر بیٹھ جاتا۔ اکبر خان طالع مند اور غازی علم الدین شہید عَرَالَة کی شَرَافَت اور دیا نت
داری کا قائل ہوگیا تھا اور اس کا ذکر اینے ملنے والوں سے بھی کرتا رہتا تھا۔

ایک روز طالع مند اور غازی علم الدین شہید مینید ایک محلّہ میں رہائش پذیر روشن خان کے گھر کام کے لئے گئے ہوئے تھے کہ وہاں اُنہیں پنۃ چلا کہ اکبر خان کا اپنے بھائی سے جھڑا ہوگیا اور اور اس جھڑے ہوئے میں اُس کا بھائی شدید زخمی ہوگیا ہے۔ بھائی کی رپورٹ پر پولیس اکبر خان کو پکڑ کر لے گئی ہے۔ طالع مند نے روشن خان سے کہا کہ میں گھر جا رہا ہول۔ روشن خان کے دریافت کرنے پر طالع مند نے اکبر خان کی گرفتاری کی ساری بات بتا دی۔ روشن خان نے کہا!

''تمہاری اُس کے ساتھ کیا رشتہ داری ہے جو کام چھوڑ کر جارہے ہو؟'' طالع مندنے کہا!

''میں اُس کا کرائے دار ہوں اور وہ میرامحن ہے۔ اگر خوشی کے المحات میں وہ ہمیں نہیں بھولتا تو پھر اُس کی مصیبت کی گھڑی میں میں کی کاری میں میں کی کاری کی کاری میں میں کیوں اُس کو بھلا دوں؟''

پھرطالع مندروش خان کی اجازت کے بغیر اور خلاف تو تع کام چھوڑ کر چلے گئے۔ اس دوران غازی علم الدین شہید رئے اللہ والد کی اجازت سے کام کرتے رہے۔ رشن خان طالع مند کے اس خلوص سے متاثر ہو کر اُن کے پیچھے پیچھے اکبر خان کے گھر گیا اور اُس کے گھر والوں کو ہرممکن تعاون کی یقین دہانی کرائی۔

روشن خان کی کوششوں اور طالع مند کی پُرخلوص نبیت کی وجہ ہے اکبرخان کو

دوسرے دن ہی بولیس نے چھوڑ دیا۔

اکبرخان توسوچ بھی نہسکتا تھا کہ طالع منداُن کے لئے اتنا بچھ کریں گے۔ طالع منداس واقعہ کے ایک سال تک کوہاٹ میں رہے اور اکبرخان نے اس دوران اُن سے مکان کا کرایہ لینے ہے صاف انکار کر دیا۔ طالع مند اُس کو اصرار کرتے تو وہ انکار کر دیتا اور پہلے ہے بھی زیادہ اُن کا خیال رکھنے کی کوشش کرتا۔

طالع منداور غازی علم الدین شہید نمینی علی دن گھر سے دور رہے ہتھ اُن کا رابطہ گھر والوں سے خط و کتابت کے ذریعے رہتا تھا۔ جب دونوں باپ بیٹا گھر پہنچ تو گھر والوں کی خوشی دیدنی ہوگئی۔ گھر میں اس طرح چہل پہل تھی جیسے اُن کے لئے عید کا دن ہو۔

### غازى علم الدين شهيد عينية كي شادي كي تياريان: -

کوہاٹ سے واپسی پر طالع مند کی خواہش تھی کہ اب وہ غازی علم الدین شہید میں ہوئے ہیں غازی علم الدین شہید میں ہوئے کا گھر بھی بسا دیں۔ چنانچہ اس خواہش کے بتیجے میں غازی علم الدین شہید میں ہوئے کا رشتہ اُن کے مامول کی بٹی سے طے پا گیا۔ طالع مندا پے آپ کونہایت ہی خوش قسمت تصور کرتے ہے کہ اپنے دونوں بیٹوں کی شادیاں اپنی ہی زندگی میں دیکھنے کا موقع مل رہا تھا۔

غازی علم الدین شہید مین ان سب باتوں سے بے خبر اپنے آپ بیل مکن رہے تھے۔ انہیں اس وقت تک بیابی نہ پنہ تھا کہ ملک کے حالات کیا ہیں اور گندی ذہنیت کے مالک داج پال بد بخت نے حضور نبی کریم سے بھی شان میں گتا خی کرتے دہنیت کے مالک داج پال بد بخت نے حضور نبی کریم سے بھی شان میں گتا خی کرتے ہوئے کتاب ''رحمیلا رسول' تحریر کی ہے۔ غازی علم الدین شہید میں ان وقت ملکی صور تحال کی نسبت اپنے کام میں مشغول سے اور اپنے اردگرد کے حالات سے بالکل بخر تھے۔



باب10:

# مذہبی طوفان کا آغاز

عازی علم الدین شہید رہے البرکیا سیای صورتحال تھی اور ملک کس سیای انسان تھے۔ اس زمانے میں گھر سے باہر کیا سیای صورتحال تھی اور ملک کس سیای طوفان سے گزررہا تھا، اس بارے میں عازی علم الدین شہید رہے اللہ کمل بخبر تھے۔ انہیں تو یہ بھی علم نہ تھا کہ ہندو کی بدطینت فطرت کیا رنگ لائی ہے اور انہائی گندی فہنیت کے حامل ایک شخص راجپال نے اپنی شیطانی ذہنیت اور ہٹ دھری کا گھناؤنا مظاہرہ کرتے ہوئے نبی آخر الزمان جناب احمد مجتبے حضرت محمصطفی میں شیکی شان اقدی کے فلاف ایک دل آزار کتاب 'رنگیلا رسول' شاکع کر کے کروڑوں مسلمانوں کے جذبات بری طرح مجروح کردیے ہیں۔

لئے بغل میں چھڑی دبائے بیٹھے تھے اور اس شمن میں شیطان صفت گندی ذہنیت کے مالک راجیال نے نفرتوں اور کراہتوں کا ایک نیا لا متناہی طوفان کھڑا کر دیا تھا۔ اس طوفان برتمیزی کی لیسٹ میں ہندوؤں کے بمجھ دار اور سیانے لوگ بھی آگئے تھے اور وہ دو حصول میں بٹ گئے تھے۔ ان میں سے خالص مسلم دیمن عناصر کیجا ہو گئے تھے جبکہ عمل و انصاف کے چاہنے والے اور ہندومسلم اتحاد کے حامی دوسری طرف ہو گئے تھے۔ البتہ ایسے لوگوں کی تعداد آئے میں نمک کے برابرتھی اس لئے ان کی اٹھنے والی آواز کی مثال نقار خانے میں طوطی جیسی تھی۔

ان حالات میں جب غازی علم الدین شہید مینیے کو اصل صور تحال کا کسی حد تک ادراک ہوا تو اس کے اندر چھے ہوئے مسلمان نے انگرائی کی اور دل میں طوفانوں کے بادل منڈانے گئے۔ ان کی پرسکون زندگی میں اٹھان پیدا ہوا۔ جس نے ان کی تمام سوچوں کامحور ہی بدل دیا۔ شاید بیان کی گھر بلوطبیعت کا فاصلہ تھا اور قدرت مجمی شاید اس کے گھرانے کو سرفراز فرمانا چاہتی تھی۔ اس لئے اُن کے اندر زندگی کے اس موڑ پرایک نے گرداب نے جنم لیا۔ طوفانوں نے ایک نے انداز سے ان کی زندگی کے اس موڑ پرایک نے گرداب نے جنم لیا۔ طوفانوں نے ایک نے انداز سے ان کی زندگی کے تصور کونتی سوچ سے جمکنار کیا اور اس سمت میں اپنے سے زیادہ شدت سے اُن کی زندگی کوکمل طور پر بدل کر رکھ دیا۔

تناب<sup>د</sup> 'رنگبلا رسول':-

" " رکیلا رسول" نامی کتاب دراصل سوامی دیا نند کے ایک چیلے مہاشا کرش ایم یٹر" پرتاب کا ہور نے آئھی جس میں اس ننگ انسانیت نے حضور رسالت مآب میں گئی انسانیت نے حضور رسالت مآب میں گئی ہے ہوئے گئی ہے ہارے میں بے شار دل آزار با تیں آئھیں اور ایسی ایسی نازیبا با تیں آئھیں کہ جن کے پڑھنے سے نہ صرف مسلمان بلکہ ہر باشعور غیرت مند غیر مسلم بھی کم از کم بید و عاضرور کرے کہ اس میں قرآن کریم ضرور کرے کہ اس میں قرآن کریم

کی آیات اور احادیث قدی کی انتہائی غلط تاویلات پیش کی گئیں۔

چونکہ اُسے اس بات کا بخو بی ادراک تھا کہ مسلمان ایمان کے معاملے میں ایک سنگ کی مانند کھڑے اور ہیچے ہوتے ہیں اور اس کتاب میں جو شرمناک باتیں لکھیں ہیں اُن سے مسلمانوں کے دلوں کے اندرایک انتہائی لامتناہی تندو تیز طوفان اٹھ کھڑا ہوگیا۔

اس کے راجیال نے اس کتاب کے منظر عام پر آنے کے بعد اٹھنے والے طوفان سے بیخے کے لئے اپنی بجائے ''پروفیسر پنڈت چمیو تی لال ایم الے' کا فرضی نام بطور مصنف تحریر کر دیا تھا تا کہ اُس کے خلاف کوئی اخلاقی یا قانونی کاروائی نہ ہو سکے۔ البتہ اس کتاب کے اوپر اس کتاب کے پبلشر راجیال کا نام اور اس کی دوکان واقع ہپتال روڈ کا نام و پنة مکمل موجود تھا۔

مسلمانوں نے راجپال سے اخلاقی دائرہ کے اندر کی مرتبہ درخواست کی کہ وہ اس کتاب کی تشہیر اور فروخت کی بجائے اس کتاب کو تلف کر دے تا کہ مسلمانوں اور ہندوؤں کے درمیان کوئی سخت قتم کا تنازعہ نداٹھ کھڑا ہواور ملک کی فضاء فرہبی منافرت کا شکار ہوکر لوگوں کی زندگی کو جہنم زار نہ بنا دے۔ لیکن راجپال نے اپنی شیطان صفت ذہنیت کی بدولت اور اس کے مصنف ایٹریٹر پرتاب کی شہہ پر اس بات کو مانے سے انکار کر دیا اور اس طرح یہ کتاب نہ صرف باعث نزاع بنی بلکہ تمام مسلمانوں کے ایمان پر ایک تازیانہ ثابت ہوئی اور مسلمان جو کہ اپنے ایمان کی اساس کلمہ اور حب رسول اللہ برایک تازیانہ ثابت ہوئی اور مسلمان جو کہ اپنے ایمان کی حفاظت کے لئے میدان میں سرفروشانہ لگلنے پر مجور ہوگیا۔

مقدمه:-

اس کتاب کو صبط کرنے کے لئے برصغیر کے کونے کونے سے بالعموم اور لا ہور شہر میں بالحضوص احتجاجی طوقان امنڈ پڑا تو برطانوی حکومت چونکی اور اس نے لا ہور میں

دفعہ ۱۳۳ نافذ کر دی لیکن حکومت کے ان ہتھکنڈوں سے مسلمانوں کا جوش و خروش کم بونے کی بجائے روز افزول بڑھتا ہی چلا گیا اور جب حالات قابو سے باہر ہوتے نظرآنے لگے تو ایسے بیں حکومت کو مجبوراً ناشر راجیال کے خلاف فرقہ ورانہ منافرت بھیلانے کے الزام میں دفعہ 101 ایف کے تحت مقدمہ درج کرنے پر مجبور ہونا پڑا۔

۱۹۲۸ می ۱۹۲۴ء کو بید واقعہ لا ہور کے مجسٹریٹ مسٹری ایکے ڈزنی کی عدالت میں بیش ہوا۔ تفتیش کے لئے بہت سے لوگوں کو بلایا گیا تھا ان میں بادشاہی مسجد کے خطیب غلام مرشد صاحب بھی شامل تھے۔ جرح کے دوران غلام مرشد صاحب نے ایک مدلل تقریر فرمائی اور واضح الفاظ میں کہا کہ

"بلاشبہ اس ناخواندہ رسالہ میں بعض ہماری مفروضہ کتب کے دوہ کتا ہیں حوالہ جات منقول ہیں لیکن ایک غور طلب امریہ ہے کہ وہ کتا ہیں کیسی ہیں اور ان کے متعلق مسلم رائے عامہ کیا ہے؟ ہمارا عقیدہ ہے کہ اگر دل کے کسی موق آدمی دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے خیال بھی جاگزین ہوتو آدمی دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے پھر یہ کتا ہیں ہمارے نزدیک کیونکر معتبر ہوسکتی ہیں۔ قرآن عیم ہمارے نزدیک کیونکر معتبر ہوسکتی ہیں۔ قرآن عیم ہمارے کئے جست ہے اور صحاح ستہ ہمارا مقدس نہیں ورشہ ہمارے کہیں بھی ان کا کوئی جواز موجود نہیں اس ہتک آمیز ناول میں جمع شدہ حوالہ جات ہمارے نزدیک غیر معتبر ہیں، ان کے لکھنے والے شدہ حوالہ جات ہمارے نزدیک غیر معتبر ہیں، ان کے لکھنے والے قابل گردن زنی اور کا فرین ہیں مان کو واجب القتل ہمجھتے ہیں۔"

مقدے کا نتیجہ:-

عاشقان رسول مطیح پنجانے حکومت پنجاب کو راجپال کے خلاف مقدمہ چلانے کو کہا اور انتہائی کوششوں کے بعد اس کے خلاف مقدمہ چلا بھی نیکن انگریز کی متعصبانہ

ذہنیت نے جونتائج برآ مد کئے وہ مسلمانوں کی توقع کے خلاف اور ہندوؤں کی توقعات کے عین مطابق تھے۔اس کے ساتھ ہی عبدالعزیز اور اللہ بخش کو دومختلف مقد مات میں الجھا کر ان کو سزا دی گئی اور اس طرح بیشل' الٹا چور کوتوال کو ڈانے'' پر انتہائی تیزی سے عمل درآ مدکیا گیا۔

اس ہے ایمانی کے خلاف اخبارات میں حکومت کے رویے پر سخت تقید کی گئی۔ مرحوم مولوی نور الحق نے اخبار 'مسلم آؤٹ لک' میں حکومت کے سخت رویے اور راجپال کے خلاف کھل کر لکھا جس پر انگریز حکومت کی ایماء پر پنجاب حکومت نے انہیں دو ماہ کی سزائے قید اور ایک ہزاررویے جرمانہ عائد کیا۔ دوسری طرف جلے، جلوسوں اور اجتماعی ریلیوں اور عوام کے خم و غصہ کے باوصف راجپال نے اپنج جرم کی معافی نہ مانگی۔ حکومت بنجاب اور عدل و انصاف کے ایوانوں نے اپنے کانوں میں روئی محمون کی اور جن کے کا بول بالاکرنے کی بجائے الٹا راج پال کو شخفظ فراہم کیا۔

### سياسي جدوجهد كا آغاز:-

انگریزوں کے اس رویے ہے مسلمانوں کے دل شکستگی اور درماندگی کے امتحان ہے ٹوٹ کررہ گئے لیکن پھر بھی انہوں نے ہمت نہ ہاری بلکہ پہلے ہے بھی زیادہ جوش وخروش ہے سرگرم عمل ہو گئے۔،اس دور میں لا ہور میں دو ایسے مقامات سے جو سیاس سرگرمیوں کا مرکز سے اور جہاں ہے ابھر نے والی کوئی بھی آواز پورے ملک میں گرخی تھی۔ یہ دور اس زمانے میں ایسا تھا کہ ان دونوں جگہوں پر ہر دم جوالا مکھی سکتی رہتی، آتش نفس مقرر انہیں ہوا دیتے رہتے۔ ایسے میں یہاں کے باکمال مقرر حضرات زندگی کوموت ہے لڑا کر جمیب تماشا دکھاتے۔ زندگی دیوانہ وارموت کو گلے لگانے پر تل جاتی اور ہر تتم کے سود و زیاں سے بالاتر ہوکر اپنے آپ کو داؤ پر لگاتے ہوئے انسانی جان پر کھیل جاتی۔ ایسے علی سے جلتی پر پیڑول ڈالنے والا

عن زی الدین شهرید این شهرید کنید

کام کیا اور د ہلی دروازہ کا باغ اس کا مرکز بن گیا۔

### انگريزوں کي حالا کياں:-

بہرحال مسٹری ایکے ڈزنی مجسٹریٹ درجہ اول نے بڑی تندہی سے فیریقین کے دلائل سنے اور طویل ساعت کے بعد دیمبر ۱۹۲۳ء میں عدالت ہذا نے راجپال کو جھ کے دلائل سنے اور طویل ساعت کے بعد دیمبر ۱۹۲۳ء میں عدالت ہذا نے راجپال کو جھ ماہ قید باشقت اور ایک ہزار روپیہ جرمانے کی سزا کا تھم سنایا۔

راجیال نے اس فیصلے کے خلاف سیشن کورٹ میں ائیل دائر کر دی جس کی ساعت کرنل ایف سی کولس نے کی۔ اس عدالت میں اس کو مجرم نو قرار دیا گیا تا ہم مجسٹریٹ کے فیصلے میں تخفیف کر دی اور سیشن جج نے ناشر مذکور کو محض جھے ماہ سزائے قید سنائی۔

طویل مدت کی اس عدالتی کاروائی کے بعد ۱۹۲۷ء یک ملزم کی جانب سے حمرانی کی درخواست ہائی کورٹ میں چیش ہوئی جس کی ساعت کنور دلیپ سنگھ کی عدالت میں ہوئی اس وقت پنجاب ہائی کورٹ کا چیف جسٹس سرشادی لال تھا جس کی فرانت میں ہوئی اس وقت پنجاب ہائی کورٹ کا چیف جسٹس سرشادی لال تھا جس کی ذاتی سفارش پرجسٹس کنور اور دلیپ سنگھ سے نے ملزم کورہا کر دیا، کنور دلیپ سنگھ سے نے المزم کورہا کر دیا، کنور دلیپ سنگھ سے ایے فیصلے میں لکھا کہ

" " تاب کی عبارتیں کیسی ہی ناخوشگوار ہوں، بہر حال آقائے دوجہاں، وارث کل کا تنات، ہادی برخق حضرت محمد مصطفیٰ ہے ہے۔ کی تو بین (نعوذ باللہ) کوئی جرم نہیں ہے اور نہ ہی اس سے قانون کی خلاف ورزی ہوئی ہے اور نہ ہی قانون کے نزد یک اس کی خلاف ورزی ہوئی ہے اور نہ ہی قانون کے نزد یک اس کی کوئی اہمیت ہے۔ "

فيصلے کے خلاف احتجاج:-

اس فیصلے نے مسلمانوں کے جذبات کو شدید مجروح کیا اور مسلمان اسپنے

ایمان اور اپنے پیارے آقا حضرت محمد منطقی آئے کی ناموں کو بچانے کی خاطر انتہائی جوش و خروش میں آگئے۔

چونکہ ہائی کورٹ نے یہ فیصلہ انتہائی متعصّبانہ طرزعمل کے تحت دیا تھا اور اس میں انصاف کے تمام تقاضوں کو ہری طرح مجروح کیا گیا تھا اور پس پردہ فرگی ہندہ دہشی کے زیر اثر مسلمانوں کو ذکیل کیا گیا تھا اس لئے اس سلسلہ میں متعدد جلنے اور جلوس نکا لئے ۔ چار اور پانچ جولائی ۱۹۲۵ء کی درمیانی رات مسلمانانِ لاہور کی جانب سے باغ دبلی دروازہ میں ایک جلنے کا اہتمام کیا گیا جس میں سیّد عطاء اللہ شاہ بخاری، مولانا احمد سعید، مولانا مفتی کفایت اللہ، چودھری فضل حق، خواجہ عبدالرجمان غازی نے تقریریں کرنی تھیں ۔ لیکن ای روز ڈپٹی کمشز مسٹر اوگلوی نے دفعہ ۱۳۳۷ نگا کر جلنے کوممنوع تقریریں کرنی تھیں ۔ لیکن ای روز ڈپٹی کمشز مسٹر اوگلوی نے دفعہ ۱۳۳۷ نگا کر جلنے کوممنوع قرار دے دیا۔ سیّد عطاء اللہ شاہ بخاری کی تجویز پر بیہ جلسہ احاطہ میاں عبدالرحیم بالمقابل مزار حضرت شاہ محمد غوث مِرشَد بیرون دبلی گیٹ ہونا طے پایا۔ اس وسیع و عریض مزار حضرت شاہ محمد غوث مِرشَد ہوں دبلی گیٹ ہونا طے پایا۔ اس وسیع و عریض احاطے میں ہزاروں لوگ جمع ہو گئے اور جلسہ کی صدارت چودھری فضل حق نے کی۔ احاطے میں ہزاروں لوگ جمع ہو گئے اور جلسہ کی صدارت چودھری فضل حق نے کی۔ احاطے میں ہزاروں لوگ جمع ہو گئے اور جلسہ کی صدارت چودھری فضل حق نے کی۔ اور جلسہ کی صدارت جودھری فضل حق نے کی۔ اور جلسہ کی صدارت کودھری فضل حق نے کا در جلسہ کی صدارت کودھری فضل حق نے کا در اعلان کیا کہ

'دنعہ مہما کے باعث یہ مجمع خلاف قانون ہے، آپ لوگ پانچ منٹ کے اندر یہاں سے چلے جائیں، ورنہ مجھے گولی چلانے کا حکم دینا پڑے گا۔' ڈپٹی کمشنر کے اس اعلان پرخواجہ عبدالرحمٰن غازی نے انگریزی میں جواب دیا! ''ہم اس قانون کو اپنے پاؤں تلے روندتے ہیں جو قانون ہمیں ناموس پینیمر مضافیقا کی حفاظت کی ضانت نہیں دیتا، تم جو جا ہو کرو

ہم بہ جلسہ کریں گے۔'' اس کے بعدسیّد عطاء اللّٰدشاہ بخاری نے تقریر کرتے ہوئے کہا!

"آج ہم سب فخر رُسل مِشْنِ الله عَلَیْ الله کا عزت کو برقرار رکھنے کے لئے جم ہوئے ہیں۔ بی نوع انسان کوعزت بخشے والے کی عزت خطرے ہیں ہے۔ آج اُس جلیل القدر ہستی کی ناموں خطرے ہیں ہے جس کی دی ہوئی عزت برتمام موجودات کوناز ہے۔ ہیں ہوئی عزت برتمام موجودات کوناز ہے۔ آج مفتی کفایت اللہ صاحب اور مولانا احمد سعید صاحب کے دروازے پرام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ ہوئی ہااور اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ ہوئی ہااری ماکیں معلوم ہیں کہ کفار نے ہمیں گالیاں دی ہیں؟ یا تمہیں معلوم ہیں کہ کفار نے ہمیں گالیاں دی ہیں؟ ارے دیکھوتو اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ ہوئی دروازے پرتو ارے دیکھوتو اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ ہوئی دروازے پرتو کھری ہیں؟

اس بات کوس کر حاضرین میں کہرام مجے گیا اور مسلمان ڈھاڑیں مار ما رکر رونے کیے شاہ جی نے تقریر جاری رکھتے ہوئے کہا!

"ہاری محبت کا تو یہ عالم ہے کہ عام حالتوں میں کٹ مرتے ہو،

الکین کیا تہمیں معلوم نہیں کہ آج سبر گنبد میں رسول اللہ مطابق اللہ مطابق اور عائشہ والله الله مطابق الله مطابق اور عائشہ والله الله مطابق الموسین کی کیا وقعت ہے؟

ہیں۔ بناؤ تمہارے دلول میں اُمہات الموسین کی کیا وقعت ہے؟

آج اُم الموسین عائشہ والله الله مطاب حق کا مطالبہ کر رہی ہیں۔ وہی جنہوں اللہ مطابہ کر رہی ہیں۔ وہی جنہوں اللہ مطابق کو رحلت کے وقت مسواک چبا کر دی تھی،

اگر تم خدیجہ والله خا اور عائشہ صدیقہ والله کی ناموں کی خاطر اگر تم خدیجہ والله کا اور عائشہ صدیقہ والله کی ناموں کی خاطر جانیں دے دوتو کچھ کم فخر کی بات نہیں۔ یاد رکھو! یہ موت آئے گانیں دے دوتو کچھ کم فخر کی بات نہیں۔ یاد رکھو! یہ موت آئے گانوں میں ویام حیات لے کرآھے گی۔"

اس جذباتی اور موثر تقریر نے مجمع میں حشر برپا کر دیا۔ جلسہ گاہ سے نکلتے ہی لوگ باغ میں واقع اصل جلسہ گاہ جاتے اور گرفتار ہو جاتے۔ اُن پر لاٹھی چارج کیا جاتا رہا۔ بیسلسلہ تھوڑی دیر تک جاری رہا۔ بالآخر سیّد عطاء اللّٰہ شاہ بخاری نے عوام کو اپنے جذبات پر قابور کھنے کی اپیل کی اور کہا!

"ہمارا موقف قتل و غارت نہیں بلکہ ہم جاہتے ہیں کہ برطانوی حکومت تعزیزات ہند میں ایک ایسی دفعہ کا اضافہ کر ہے جس کی روسے باغیان ندا ہب کے خلاف تقریر وتحریر کی پابندی ہواور اس کی خلاف ورزی کرنے والا مجرم قرار پائے۔"

اس قرار دار کے بعد جلسہ برخاست ہوگیا لیکن عوام کو پرامن طور پر احاطہ سے نکالنے کے لئے سیّد عطاء اللّٰہ شاہ بخاری خود دروازے پر کھڑے ہو گئے۔ اُن کے سامنے مسٹراوگلوی کھڑے تھے۔ شاہ جی ایپے مخصوص انداز میں لوگوں کو پرامن رہنے کی تنقین کررہے تھے اور ساتھ ہی مسٹراوگلوی سے پنجابی زبان میں کہا!

"اوگلوی! او کھے گھر نیوندرا پایا اے یعنی اوگلوی! تم نے مشکل گھرانے سے نکرلی ہے۔"

یہ سنتے ہی تمام مسلمانوں کی غیرت جوش میں آگئی اور جلسہ گاہ میں موجود تمام مسلمان شہادت کے خواب سے سرشار ہو کر نہ صرف راجپال اور کنور دلیپ سنگھ میں بلکہ حکومت کے خلاف نعرے بلند کرتے ہوئے سول سیکر یٹریٹ کی جانب چل پڑے۔ حکومت کے خلاف نعرے بلند کرتے ہوئے ول سیکر یٹریٹ کی جانب چل پڑے۔ حکومت کے ایماء پر ڈسٹر کٹ مجسٹریٹ نے فوری طور پر دفعہ ۱۹۲۳ نافذ کر کے جلوں کو منتشر کرنے کا حکم دیا۔ مگر مسلمانوں کے اندر موجود ایمانی غیرت نے اس کی پرداہ نہ کی بلکہ اپنا سب بچھ اپنے آتا حضرت محمد رسول اللہ مضافیق پڑ قربان کرنے پر تیار ہو گئے۔ بہر حال! حکومت نے مسلمانوں کے سرکردہ افراد کو گرفتار کر کے جیل پہنچا دیا۔

### الدن ثهريد المستان الدين ثهريد المستان الدين ثهريد المستان الدين ثهريد المستان الدين أم يد المستان المستان الدين أم يد المستان الدين أم يد المستان الم

#### اخبار دمسلم آؤٹ كا ادارىيە:

''اس سے بڑھ کراور کیا فرقہ وارانہ دل آزاری ہوسکتی ہے کہ دنیا
کا ہر مسلمان کبیدہ خاطر ہے، بلکہ ناموں حبیب کبریا ہے کہ نیا اپنے خون کا آخری قطرہ تک خار کرنے کے لئے تیار ہے اخبار نے اسلامی عقیدے کی تشریح کرتے ہوئے بتایا کہ مسلمان اپنی زندگی کو حرمت امام الرسلین ہے کہ نیار کرنا فخر سمجھتا ہے۔ قانون میں اس امرکی واضح اور کافی شخبائش موجود ہے کہ وہ راجپال جیسے دریدہ دبن اور بے غیرت ملیجہ کا محاسبہ کرے۔ اخبار نے غیر مصفانہ فیصلے پرنکتہ چینی کرتے ہوئے لکھا کہ مسلمان ایک زندہ اور فعال قوم ہے۔ اگر عدالت نے اپنے فیصلے پرنظر ٹانی نہ کی تو کوئی عاشق رسول اللہ ہے کہ اس منہ زور کا پیٹ جاک کرد نے گائے'

فرنگی حکومت نے اپنی طاقت کے زعم میں مسلمانوں کے ایمان اور جوش کا سیحے
اندازہ لگانے کی کوشش نہ کی اور اس تغمیری نکتہ چینی اور بروقت انتباہ سے فائدہ اٹھانے
کی بجائے اسے تو بین عدالت تصور کیا اور اخبار کے مالک نور الحق اور اس کے مدیر سیّد
دلا دَرشاہ کو دو دو ماہ قید اور ایک ایک ہزار روپیے جرمانے کی سزا دی۔ جواس زمانہ میں ایک من گندم کی قیمت ایک روپیتھی۔
میں بہت بڑی سزاتھی کیونکہ اس زمانہ میں ایک من گندم کی قیمت ایک روپیتھی۔



باب 11:

### سابقه واقعات

### راج پال پر پہلاحملہ:

جب ملعون راجپال نے ''رنگیلا رسول''نای کتاب کھی تو اس کتاب کی وجہ سے مسلمانوں میں اشتعال کی سے مسلمانوں میں اشتعال کی کیفیت بیدا کر دی ایسے میں ایک نوجوان خدا بخش اکو جہا اور محمر اکرم جو کہ معروف کشمیری خاندان سے تعلق رکھتا تھا اور جس کی رہائش اندرون کی گیٹ لا ہور میں تھی اور خوبصورتی میں اپنی مثال آپ تھا۔ جسم فربہ رنگ سرخ و سپید' قد لمبا اور مضبوط و تو انا تھا اور شیر فروثی کا کام کرتا تھا' نے ایک دن ناموس رسالت مطابق کے بارے میں ایک تقریر سنی اور حالات سے آگاہی یا کر اس کا تن من دھن ترب اٹھا اور اس نے عہد کیا کہ وہ اس خبیث ملحون راج پال کو بھی بھی زندہ نہیں چھوڑے گا جس نے اس کے آتا و کہ وہ اس خبیث ملحون راج پال کو بھی بھی زندہ نہیں چھوڑے گا جس نے اس کے آتا و کہ وہ اس خبیث ملحون راج پال کو بھی بھی زندہ نہیں چھوڑے گا جس نے اس کے آتا و مولاحضرت محم مصطفیٰ مطابق کے تاب کے آتا و کہ دوہ اس خبیث ملحون راج پال کو بھی بھی زندہ نہیں جھوڑے گا جس نے اس کے آتا و مولاحضرت محم مصطفیٰ مطابق کے تاب کی کر انتہائی درجہ کی تو بین کی ہے۔

۲۲ متبر ۱۹۲۷ء کی صبح کوجہنمی راج پال اپنی دوکان پر بیٹا ہوا کاروباری حساب کتاب میں معروف تھا 'اتنے میں غازی خدا بخش اکوجہا ایک جانب سے آئے اور اس کی دوکان میں داخل ہو کرسید ہے اس کی جانب برڑھے اور ایک انہائی تیز دھار جھرے سے اس پر زبردست حملہ کیا لیکن وہ مکمل طور پر حملے کی زد میں نہیں آیا اور قدرے مضروب ہو گیا اور اپنی جگہ سے تیزی سے اٹھا اور جان بچانے کے لئے بھاگ محرر اہوا اور تل ہونے والے تل کی رپورٹ

درج کردائی جس پر پولیس فوری حرکت میں آگئ اور غازی خدا بخش اکو جہا کو زیر دفعہ اللہ تعزیزات ہند گرفآر کر لیا اور جالان مکمل کر کے اسے ڈسٹر کٹ مجسٹریٹ لاہوری ایم بی اوگلوی کی عدالت میں پیش کر دیا جہاں اس کے مقدمہ کی ساعت زیر دفعہ ۲۰۰۵ تعزیزات ہند شروع ہوئی۔

غازی خدا بخش اکو جہا اس دفت ترکی ٹو بی کھلا کوٹ بڑگالی تمیض اور علی گڑھ فیشن کا پاجامہ پہنے ہوئے تھے اس دفت ان کی عمر تمیں سال کے لگ بھگ تھی جبکہ مجروح راج پال کی عمر حیالیس سال کے لگ بھگ تھی۔

غازی خدا بخش اکو جہانے اعتراف جرم کرتے ہوئے اپنی جانب سے وکیل صفائی مقرر کرنے سے انکار کر دیا۔

استغاثہ کی جانب سے رائے صاحب مہتہ اشیر داس کورٹ ڈپٹی سپرنڈنڈنٹ پیش ہوئے۔

> راجپال نے عدالت میں اپنا بیان اس طرح ریکارڈ کرایا۔ بیان راح بیال: -

میں راج پال ولدرام داس سوموارضی آٹھ بجے دوکان کے اندرکام کررہا تھا کہ میرے ملازم نے مجھے آواز دے کر بلایا کہ سوامی جی بلا رہے ہیں میں باہر نکل آیا اور اپنے دوست کے ساتھ گفتگو میں محو ہو گیا کہ ملزم نے اچا نک میرے پاس آکر میری چھے تھا 'مجھے چاقو نگا اور خون میری چھے تھا 'مجھے چاقو نگا اور خون میری چھے تھا 'مجھے جاتو نگا اور خون جاری ہو گیا 'ملزم نے مجھے اندرکو دھیل دیا جب میں دوسرے حقہ دوکان تک پہنچا تو جاری ہو گیا اور ملزم میرے اوپر چڑھ گیا 'میں اپنی چھاتی کو چاقو کے حملے سے بچانے کی کوشش کررہا تھا۔

سوامی شونتر انند کے پہنچنے سے پہلے ملزم نے مجھ پر چھ زخم لگائے بعدازاں اس نے اسپنے بیان کو جاری رکھتے ہوئے کہا کہ

''مجھ پر بیہ حملہ کتاب''رنگیلا رسول'' کی اشاعت اور مسلمانوں کے ایکی ٹیشن کی وجہ سے کیا گیا ہے' مجھے اس بات کا خطرہ ہے کہ ملزم خدا بخش مجھے جان سے مار دےگا۔''

> اس پر مجسٹریٹ نے راج پال سے سوال کیا۔ ''کیاتم کچھاور کہنا جاہتے ہو؟''

راجیال: ثملہ کے وقت ملزم نے چلا کر کہا تھا' کافر کے بیجے! آج تو میرے ہاتھ آیا ہے' میں مجھے زندہ نہیں جھوڑوں گا۔''

اس پر میجسٹریٹ نے غازی خدا بخش اکو جہا سے اس بارے میں پوچھا تو غازی خدا بخش اکو جہانے گرجدار آواز میں یوں کہا۔

''میں مسلمان ہوں' ناموس رسالت مضائی کا شخفظ میرا فرض ہے'اپنے آقا و مولاحضرت محمد مصطفیٰ مضائی کے آتا ہوں کہی صورت برداشت نہیں کرسکتا۔'' مولاحضرت محمد مصطفیٰ مضائی کے تو بین کسی بھی صورت برداشت نہیں کرسکتا۔'' اس کے بعد آپ نے اس مردود ملعون راج پال کی جانب اپنی انگی سے اشارہ کیا اور کہا۔

''اس نے میرے آقا اور پیارے رسول مشے ﷺ کی شان میں گتاخی کی ہے اس کے میں نے اس پر قاتلانہ حملہ کیا ہے اور میام بخت اس وفت میرے ہاتھ سے چکے اکا ۔''

غازی خدا بخش اکو جہا کوسات سال قید سخت ہوئی جس میں تین ماہ قید تنہائی کی سزاسائی گئی اور میعاد قید کے اختیام پر پانچ پانچ ہزار زویے کی تین ضائتیں حفظ امن کے سزاسائی گئی اور میعاد قید کے اختیام پر پانچ پانچ ہزار زویے کی تین ضائتیں حفظ امن کے لئے داخل کرنے کا تھم دیا گیا اور ملزم کوسزا پر عمل درآمد کے لئے جیل ہے بھے کا تھم صادر فرمایا' عدم ادائیگی ضائتیں مجرم کو ایک سال مزید قید با مشقت بھگتنا ہوگی۔

چونکہ مجسٹریٹ نے مقدمہ کو سرسری نوعیت قرار دے کر راج پال کے کسی اللہ اللہ کا تھانے کا تھم صادر نہ فرمایا جس سے بیمعلون راج پال اپنے آئندہ کے

پہلے تملہ ہے زندہ نی جانے کے بعد راج پال قدرے گھبرایا ضرور الیکن ابی خبافت ہے ذرا برابر بھی نہ گھبرایا ، بلکہ ہٹ دھری ہے کام لیتے ہوئے سلمانوں کو مزید تحقیر کا نشانہ بنانے کے منصوبے بنانے لگا ایسے میں اس کوٹھکانے لگانے کا جذبہ کو ہائے کے ایک وجوان عبدالعزیز خان کے دل میں انتہائی جذبے کے ساتھ اجمرا اور وہ دس اکتوبر ۱۹۲۷ء کوکوہائے ہے لاہور آیا اور اوگوں ہے بوچھتا ہوا اس بدذات راج پال کی دوکان پر بہنچا اس وقت راج پال کی دوکان میں اس کا دوست جتندر داس اور سوای ستیانند بیٹھے ہوئے تھے جبکہ راج پال کی کام سے دوکان سے باہر گیا ہوا تھا۔ غازی عبدالعزیز خان نے جلدی میں سوای ستیانند کو راج پال سمجھا اور اپنی میان سے آلوار کی ایک کام کے حدا کر دیا اور زور زور در جیل کر نعرہ متنانہ لگانے آگے۔

''میں نے ملعون راج بال کا خاتمہ کر دیا ہے' جس نے میرے آقا کی شان میں گتاخی کی ہے اور تو بین ناموس رسالت میں بھی کیا اور میرے خلاف جو بھی قانونی کاروائی کرنی ہے کرلو۔''

شورشراباس کر جوم اکھا ہوگیا' پولیس کو بلایا گیا اور غازی عبدالعزیز خان کو گرفتار کر ابیا گیا اور جالان عدالت میں اا اکتوبر ۱۹۲۷ء کو پیش کر دیا گیا' مقدے کی ساعت اسطے روز پر ملتوی کر دی گئی۔ ۱۲ اکتوبر کو مقدمہ دوبارہ عدالت میں پیش ہوا' جہاں غازی عبدالعزیز خان نے اس طرح بیان دیا۔

"ميرا نام عبدالعزيز ہے ميں غزنی كا رہنے والا ہول ميرے وطن كو يہ فخر

حاصل ہے کہ اس نے سلطان محمود غزنوی جیسا مجاہد مسلغ اور بت شکن پیدا کیا اور جس نے اس برصغیر پر کم وہیش سترہ حملے کر کے کفر والحاد کا خاتمہ کر دیا تھا اور اس بت کدہ کو اسلام کی دولت سے مالا مال کیا ' یہی وہ بت شکن ہے جس کے سامنے سومنات کے بجاریوں نے دولت کے انبار لگا دیئے تھے اور کہا تھا کہ مہارات یہ ساری دولت لے لیں مگر ہمارے بتوں کو کوئی گزند نہ پہنچائی جائے ' لیکن اسلام کے اس فدائی نے بلا جھبک کہا تھا کہ مسلمان بت شکن ہے بت فروش نہیں یہ کہہ کر اس نے سومنات کے بتوں کوئلڑے کر دیا تھا۔

یمی وہ غازی تھا جس نے سناتھا کہ ملتان میں ایک قرامطہ فرقہ ہے جواپ آپ کومسلمان کہلوا تا ہے لیکن دراصل کا فراور بت پرست ہے اور ریا کاری کا کمال یہ رکھتا ہے کہ نماز کی با قاعد گی کرنے اور باجماعت پڑھنے کے بادصف نعوذ باللہ حضور رسول کریم ہے ہے ہوئے کہ ایک فرضی شبیہ بنا رکھی ہے محمود غزنوی بیا ندو ہناک رپورٹ ملتے ہی بگولے کی طرح ملتان پہنچا تھا اور اس نے قرامطی حاکم ملتان داؤد کا خاتمہ کر کے وہاں اسلام کا پر چم لہرایا تھا 'مجھے خواب میں سلطان محمود غزنوی نے تھم دیا تھا کہ جاؤاور اس ملعون کا سراڑا کر ثواب دارین حاصل کرو۔ مجھے افسوں ہے کہ اصل ضبیت کو میں جہنم واصل نہ کرسکا۔'

غازی کے اس بیان کے بعد فرنگی حکومت کے اس مجسٹریٹ ایم بی ادگلوی نے قانونی تقاضوں اور کچھ سیاسی مصلحتوں کے پیش نظر عبدالعزیز خان کو صرف چودہ سال قید کی سزادی۔

یہ سزا دو جرموں میں سنائی گئی تھی جن میں پہلی سزامضروب راج پال کے سلسلہ میں اور دوسری سزا نا تک چنداور چونی لال کو مجروح کرنے میں دی گئی تھی۔
سلسلہ میں اور دوسری سزا نا تک چنداور چونی لال کو مجروح کرنے میں دی گئی تھی۔
میعاد قید ختم ہونے پر پانٹی پانٹی ہزار کی تین صانتیں وینا بھی قرار پایا بصورت دیگر بعداز پورا ہونے میعاد قید مزید تین سال قید با مشقت کا ٹنا قرار پایا اور اس طرح وہ

شہادت کا اعزاز پانے میں ناکام رہا۔

راجیال کی خوفز دگی:-

پے در پے حملوں کی وجہ ہے راج پال خوفزدہ ہو گیا اور اس نے خود کو ہر وقت خطرے ہیں محسوں کرنا شروع کر دیا' اس کے علاوہ اس کا کاروبار بھی شدید طور پر متاثر ہوا۔ اس نے حکومت سے استدعا کی کہ اس کی جان کی حفاظت کا بندوبست کیا جائے جس پر ڈسٹر کٹ مجسٹریٹ نے دو ہندو سپاہی اور ایک سکھ حوالدار کو اس کی مگہداشت و حفاظت پر مامور کر دیا۔

#### عارضي فرار:-

راج بال پھے عرصہ تو اس پہرے میں زندگی گزارتا رہا' پھر اس نے اس کو اسے نے اس کو اسے نے اس کو اسے نیز ایک قید خانہ بتایا اور لا ہور سے فرار کی ٹھائی اور عارضی طور پر دوسرے شہروں کے تفریحی دورے پر چلا گیا اور جار ماہ بعد لا ہور واپس اس خیال کے ساتھ آیا کہ اب تو معالمہ رفع دفع ہو چکا ہوگا اور مسلمانوں کے جذبات سرد ہو بچے ہوں گے اور پھر اپنے کاروبار میں مصروف ہوگیا' اس خیال کے زیر اثر پولیس کی امداد برائے حفاظت جان طلب نہ کی۔



باب 12:

### شهبير محبت كون؟

علامہ اقبال میں ایک شعر میں میں مصرع بیان کرتے ہیں کہ:۔ "سطے شود جادۂ صدیمالہ ہاہے گاہے'

بعض اوقات منزل ایک آہ کے فاصلے پر ہوتی ہے ایسے میں سوسال کا سفر
ایک لمحہ میں طے ہو جاتا ہے اور ایسا سفر' سفر نہیں کہلاتا بلکہ جذبہ شوق کا منتیٰ کہلاتا ہے
اور یہ ایک ایسی سعادت ہوتی ہے جو بے حد کم نصیب والوں کو حاصل ہوتی ہے۔ وہ
اک چنگاری جو اچا تک ابھرتی ہے اور ایک آن میں ہی شعلہ فشاں بن کر سامنے آنے
والی ہر شے کو خاکشر بنادی ہے ایسا ہی سفر ایک ان پڑھ گر جذبہ عشق سے صادق شخص
علم الدین نے اس قدر سرعت رفتار سے طے کیا کہ عقل انگشت شہادت بدنداں رہ گئ
اور ارباب زہد وتقویٰ اور اصحاب منبر ومحراب بئ دیکھتے ہی رہ گئے۔

غازی علم الدین جس نے اس سفر کو طے کرنے کی ٹھانی اور سوچوں کے سمندر دیں چھلانگ لگائی اور سمندر دیں چھلانگ لگائی اور سمندر دیں چھلانگ لگائی اور ایک ہی جست میں جنت الفردوس کو حاصل کر کے سرخروئی کا وہ کارنامہ رقم کیا کہ جو رہتی دنیا کے لئے ایک مجوبہ بن گیا۔

متلاشی جنت کون؟ -----

جنت الفردوس جس كى تلاش كے لئے زاہدوں اور عابدوں كے نجانے كتے قافلے سرگرداں رہے كيے كيے لوگ غاروں ميں اپنی جانيں حوالہ حق كر گئے كئی

پیٹانیاں رگڑتے اور سر پیٹے رہے۔ ہزاروں سر بگریباں ، چلہ کش ای آرزو میں دنیا ہے اٹھ گئے۔ الکوں طواف وجود میں غرق رہے بے شارصوفی و ملاوقف دعار ہے ان گنت پر بیز گار خیال جنت میں سرشار رہے لیکن مقابلیة متلاثی جنت ایک الیا نوجوان بھی تھا جو نہ تو چلہ کثیوں میں پڑا نہ نماز روزے رکھ نہ فاروں میں معتلف ہوا نہ مجاہدہ کیا نہ قر عمر کیا نہ در میں قشقہ کھینجا نہ حرم کا مجاور بنا نہ مکتب میں واضلہ لیا نہ خانقاہ کا راستہ و کھا نہ کنز وقد وری کھول کر دیکھی نہ رازی و کشاف کا مطالعہ کیا نہ حزب البحر کا ورد کیا نہ اس مقافلہ کیا نہ حزب البحر کا ورد کیا نہ اس مقافلہ کیا نہ در با مقافلہ کیا نہ دانی کے بیج وخم میں البحا نہ کی صفح تر بیت میں کیا نہ اسم البحا نہ کھی شوخی دکھات کے بیج وخم میں البحا نہ کسی حلقہ تر بیت میں نہیں نہ کھی شوخی دکھاتی نہ کھول کی خط رہا البتہ! بیشا نہ کھی شوخی دکھائی نہ اسے یا کبازی کا خط رہا البتہ! اسے شوق تھا تو محبوب خدا ہے بیٹا ہے ٹوٹی کھوٹی محبت کا ربط رکھنے کا اور اس میں اپنی اسے شوق تھا تو محبوب خدا ہے بھائی کھوٹی محبت کا ربط رکھنے کا اور اس میں اپنی نوعیت کے لحاظ ہے منظر دھا۔

وہ تبیج بدست نہیں مست کے الست تھا وہ فقیہ مسند آ رانہیں ، فقیر سر راہ تھا ، کہی وجہ ہے کہ اس نے مصلحت کشی سے کام بالکل نہیں لیا ، بلکہ خالصتاً جذبہ رضائے الی سے کام لیا اور چنین و چنال کے دائروں سے نکل کرکون و مکان کی وسعتوں میں جا گم ہوا' اس نے وہم و گمان کی خاک کو اپنے سے پلک بھر میں جھپکا اور ایمان وعشق کے نور میں اپنے آپ کو ڈھال لیا' ایسے میں وہ کون می غیبی آ واز تھی جس نے اس کے اندر دبی ہوئی چنگاری محبت کو شعلہ فشال بنا دیا' شعلہ فشاں بھی ایسا کہ جس نے بل بھر میں دل کی کا کتاب کو بدل کر خاک سے اٹھا کر جنت الفردوس کے محلات میں پہنچا میں دیا۔ بھول شاعر:۔

پروانے کا حال اس محفل میں ہے قابل رشک اے اہل نظر! اک شب میں ہی ہے پیدا بھی ہوا عاشق بھی ہوا اور مربھی گیا وہ ایک پروانہ جو بظاہر ایک معمولی بڑھئی تھا۔ خاک سے اٹھا اور پہلی ہی

جست میں زمان ومکان <u>طے کر ڈالے</u>

اور جب اس جوان کے بارے میں علامہ اقبال رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے سنا تو دلگیر آواز میں آنسو ٹیکاتے ہوئے کہنے لگے۔''اس گلال ای کر دے رہ گئے تے ترکھاناں دا منڈا بازی لے گیا''

ایک ایبا نوجوان جو کہ ممتاز دانشور' صوفی' درولیش' عالم' فاضل' خطیب شعله نوا' سیاس رہنما' علم وفضل میں یکنا و منفرو' یکا غازی' عبادت گزار نہ تھا' بلکہ ایک معمولی مزدور' ہاتھ میں بیشہ پکڑنے والا عام انسان تھا' اس نے اپنے اس تیشہ کرئی سے اپنے دل کے بیشہ کو تیز دھار بنایا اور ایک آن میں تمام منازل عشق طے کرتا ہوا غازی وشہید کے مرتبے یہ جا پہنچا اور بیر ثابت کر گیا کہ ۔۔

کلاه و دستار خودی نشان فضیلت بندهٔ خدا بنمآ ہے تو کردار کا غازی بن

جس نے دکھلاوے کے محراب ماتھ پرنہیں سجائے بلکہ حقق محراب ول کی بیشانی پر سجائے اور بارگاہ ایر دی میں سرخروئی کے پرچم لہراتا ہوا پیش ہو گیا اور با آواز بلند کہنے نگا اے خدا! میں تیرے بیارے کی آن پر آج اپنا سب کچھ لٹا آیا ہوں' تو میری اس قربانی کو قبول فر ما اور مجھے اپنے انعامات سے نواز دے' آج میں کی دنیا کے بادشاہ کے سامنے پیش نہیں ہو رہا ہوں۔ بلکہ حاکم کل کائنات کے حضور اپنے بجز کا بادشاہ کے سامنے پیش نہیں ہو رہا ہوں۔ بلکہ حاکم کل کائنات کے حضور اپنے بجز کا نذرانہ لے کر آیا ہوں اور اپنے آ قا اور تیرے بیارے صبیب حضرت محرمصطفا ہے ہے۔ آگا اور تیرے بیارے حبیب حضرت محرمصطفا ہے ہے۔ آگا موں بارگاہ ناموں پر اپنی جان کا حقیر نذرانہ قربان کر کے آیا ہوں اور تیرے وعدہ کا منتظر تیری بارگاہ میں حاضر ہوں۔'

امرہوئے کاراز:۔

لوگ زندہ جاوید ہونے کی امنگ اور آرز و میں ساری زندگی مرمر کر جیتے اور جی جی کر مر '' ہیں' انہیں جینے کا فن تو آجا تا ہے لیکن مرنے کا ڈھنگ نہیں آتا' جبکہ

من زي الدين شهريد المستوالي المستوال

غازی علم الدین شہید نے یہ بات واشگاف طریقے سے واضح کر دی کہ مرکر امر ہو جانے کا راز کیا ہے؟ مُنام ہوکر شہرت و دوام پانے کا طریقہ کیا ہے؟ مُنام ہوکر شہرت و دوام پانے کا نسخہ کیا ہے؟ کسی کے نام پر مٹ کر انمٹ ہونے کی رمز کیا ہے؟ جام شہادت کے ذریعے آب حیات پینے کا گر کیا ہے؟ وفا کے سمندر میں سرخروئی پانے کا شہادت کے ذریعے آب حیات پینے کا گر کیا ہے؟ وفا کے سمندر میں سرخروئی پانے کا ثونکا کیا ہے؟

شہید محبت کیسے کہلایا جاسکتا ہے؟ اور محبت کو امر کیسے بنایا جاسکتا ہے؟ پیہ ہے وہ داستان شہید محبت جو رہتی دنیا پرسنہرے حرف سے جگمگاتی رہے گ اور آنے والی نسلوں کو وفا محبت میں شہید ہونے اور امر بن جانے کا گرسکھلاتی رہے گ اور دنیا والوں کو بتلاتی رہے گی کہ:۔

> کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں یہ جہاں چیز ہے کیا لوح وقلم تیرے ہیں



باب 13:

# غازى كم الدين شهيد حيثاليه كي زندگي كانيارُخ

دبلی دروازہ کے باہر ہونے والی پنجابی زبان کی تقریر کے الفاظ نے غازی علم الدین شہید میں دروازہ کے دل و د ماغ میں بلچل بیا کر دی جس میں کہا گیا تھا کہ مسلمانو! آپی جا نیں قربان کر دو اور اس بد بخت کوتل کر دو اور آپی جان کا نذرانہ ویے والو! راجیال کو اس کے انجام تک پہنچا دو۔ دوسری طرف غازی علم الدین شہید میں نئے ہوئی با تیں تھیں علم الدین شہید میں نئے ہوئی با تیں تھیں اور ایسے آتا کے بارے میں اس فتم کی گندی ورگھناؤنی با تیں اس فتم کی گندی اور گھناؤنی با تیں اس کے اندر کچوکے مارکر اسے سخت اذبیت سے دوجیار کر رہی تھیں۔

طوفان کی آمد:۔

ان دنوں غازی علم الدین شہید ٹرین کی نہ سرف ملک کی تمام سرگر میوں اور اپنے اندر اٹھنے والے طوفانوں کے نئے بادلوں سے بالکل نا واقف تھے بلکہ اُن کی سیاسی اور دلی سمجھ بوجھ سے ایسی تمام باتیں بالاتر تھیں۔

ایک روز وہ حسب معمول اپنے کام پر گئے ہوئے تھے۔غروب آفآب کے بعد وہ گھر واپس آرہے تھے ایسے میں دبلی دروازہ میں لوگوں کے ایک کثیر ہجوم پران کی نظر پڑی جہاں ایک نوجوان کھڑا تقریر کر رہا تھا۔ اس معاطے کو دیکھنے کے لئے غازی علم الدین شہید مُراتنہ وہاں بچھ دیر کھہر کراس کی تقریر کو سنتے رہے لیکن ان کی سمجھ میں کوئی بات نہ آئی تو قریب کھڑے ہوئے ایک شخص سے انہوں نے اس بارے میں

### الدن أري الدن أب يد المنظمة ال

دریافت کیا تو اس نے غازی علم الدین شہید نریسی کو بتایا!

"راج بال نے ہمارے محبوب حضور نبی کریم مظیری خلاف ایک کتاب جیمالی ہے جس کے خلاف تقاریر ہور ہی جیں۔"

### رنج وغم كى لهر:

اس بات ہے غازی علم الدین شبید بیتانیہ کے اندر رنج وغم کی ایک ابری انفی اور ان کے دل و د ماغ پر جھا گئی وہ دیر تک تقریریں سنتے رہے۔ پھر ایک اور مقرر آئے جو بنجا بی زبان میں تقریر کرنے گئے چونکہ بنجا بی غازی علم الدین شبید بیتانیہ کی اپنی مادری زبان تھی اس لئے ان کی سمجھ میں اس تقریر کا ہر لفظ واضح طور پر سمجھ میں آئے لگا۔

اس تقریر ہے آئیس معلوم ہوا کہ راجپال جسے شخص کا آئل واجب ہے اور اسے اس کی خبافت کی سزاقتل کے ذریعہ دی جانا ضروری ہے کیونکہ حکومت اس کی پشت پناہی کر رہی ہے۔ اس تقریر نے جلتی پر پٹرول ڈالنے کا کام کیا اور سیدھے سادھے بنائی کر رہی ہے۔ اس تقریر نے جلتی پر پٹرول ڈالنے کا کام کیا اور سیدھے سادھے سادھے مادی پڑھے لکھے نہ شے اور سیدھے سادھے مادی پڑھے لکھے نہ شے اور سیدھے سادھے مسلمانوں کی مانند آئیس صرف یہ پنتہ تھا کہ ایمان کی اساس دو چیزیں ہیں، ایک کلمہ برخق اور دوسرا حب رسول القد سے بنتہ تھا کہ ایمان کی اساس دو چیزیں ہیں، ایک کلمہ برخق اور دوسرا حب رسول القد سے بنتہ تھا کہ ایمان کی اساس میں کیا کرتے شے۔

غازی علم الدین شہید جینی کے اندراس تقریر نے بلیل پیدا کر دی اور طوفان تیز و بلا اس کے اندر پیدا کر دی اور طوفان تیز و بلا اس کے اندر پیدا کر دیا تھا۔ اس طوفان کے زیراٹر غازی علم الدین شہید جین پیدائی خیالات کے مور میں ڈونے گھر کی جانب روانہ ہو گئے۔

غازی علم الدین شہید بہتائی کو اپنے گردو پیش کی کوئی خبر نہ تھی۔ رائے میں امین مجو ہے گردو پیش کی کوئی خبر نہ تھی۔ رائے میں امین مجو لے دہی دودھ والے کی دکان تھی جہاں احیا تک ان کی ملاقات اپنے گہرے

المرالين شهيد المين المي د وست شیدے ہے ہوگئی۔شیدے نے ان کو آوازیں دیں تو تب غازی علم الدین شہید ا بہتالتہ کو ہوش آیا۔ شیدے نے ان سے اتن دریہ سے آنے کے بارے میں پوچھا ت غازی علم الدین شہید جمینیہ نے مختصر طور اُس جلسے کی ساری رواداد سنا دی اور پھر اصل بات کئے کہتے رک گئے۔ پھرشیدے کو وہیں کٹہرنے کا کہہ کرخود تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے اپنے گھر کی جانب چل دیئے۔ والديسي سوال و جواب: - 🕝 حضرت غازی علم الدین شہیر جمینیہ گھر میں داخل ہوئے تو طالع مند

كمرے ميں تحياريائى ير بيٹھے ہوئے كھانا كھانے ميں مصروف تھے۔ غازى علم الدين شہید بیشنہ نے اپنے اوزار ایک طرف رکھے اور اپنے باپ کے پاس ہی بیٹھ گئے ت طالع مند نے دریافت کیا!

'' کیا آج در سے چھٹی کی ہے'؟ غازى علم الدين شهيد بينانيد نے كها! '''نہیں! دہر سے چھٹی تو نہیں کی راستے میں مجھے دہر لگ گئی ہے۔'' طالع مند نے دریافت کیا! َ '' کوئی مل گیا تھا؟'' غازى علم الدين شهيد مستنيسة كها! ، ننبین! آج دبلی دِروازه میں بہت زیادہ لوگ اکٹھے ہتھے، بس و ہاں

وریر ہو گئی ہے کسی نے ہمارے نبی یاک سے بیتینے خلاف کتاب جیمانی ہے اور اس کے خلاف لوگ وہاں استھے ہو گئے تھے۔'' پھراس بارے میں ساری روداد والد کو سنا دی۔ جس پر طا<sup>لع</sup> مند نے حیرت زوہ ہوتے ہوئے غازی علم الدین شہید میندیہ سے سوال کیا! '''س نے جیمایی ہے وہ کتاب؟''

والدی اس بات پر غازی علم الدین شہید جمینیا نے اپی طرف سے لاعلمی کا اظہار کیا لیکن ساتھ ہی ہے۔ انگی طرف سے لاعلمی کا اظہار کیا لیکن ساتھ ہی ہے بات بھی کہہ دی کہ تقریر کرنے والے کہہ رہے تھے کہ اس شیطان ملعون کو جان سے مار دو۔

طالع مند جو کہ ایک سید ھے ساد ھے کلمہ گومسلمان تھے اور انہیں بھی اپنے نبی کریم سے بیتی کے شان میں کسی بھی تشم کی گستاخی گوارہ نہ تھی انہوں نے فوراً جواب دیا!
''وہ ٹھیک کہہ رہے تھے، میٹا! ہمارے نبی ہے بیتی کی ذات مبارکہ
پرحملہ کرنے والے ایسے گستاخ بداندیش شخص کوفوراً واصل جہنم
کردینا جاہئے۔''

طالع مند کی بات نے غازی علم الدین شہید بین آپید کے دل و د ماغ میں اٹھنے والے طوفان کے زیر اثر جذبات کو گویا گھر سے بھی اجازت مل گئی اور ان کے اندر کی جذباتی کیفیت اینے انتہا کو بہنچ گئی۔

کھرکے دیگر افراد اس طوفان بلاخیز سے بالکل بے خبر ہتھ۔ استے میں ان کی ماں نے دوسرے کمرے سے انہیں کھانا کھالینے کے لئے آواز دی تو غازی علم الدین شہید میں سے وہیں سے جواب دیا!

'' ماں! مجھے ابھی بھوک نہیں ہے، میرا دوست شیدا باہر کھڑا ہے میں اُس سے مل کرآتا ہوں۔''

یہ کہہ کر غازی علم الدین شہید مجھالہ گھرے باہراہ دوست شیدے سے
طفے چلے گئے۔طالع مند اس دوران دوبارہ کھانا کھانے میں مصروف ہو گئے۔
انہوں نے صرف ایک نظر غازی علم الدین شہید بینائی ڈالی اور کھانا کھانے کے
دوران وہ دوبارہ کوہا جانے کے بارے میں سوچنے گئے اور اپنا پروگرام تر تیب دیتے
دوران منداس بات ہے بالکل بے خبر شھے کہ غازی علم الدین شہید بینائی آئ

### ابلیس کے حقیقی پیروکار:۔

راجیال جو کہ ایک شیطان صفت تخص تھا اور جس کے تمام ساتھی اس ہے بھی بڑھ کر مذہب کی بجائے اہلیں کے حقیقی پیروکار تھے اور اپنی خباتنوں کے باعث دوسروں کی مذہبی ول آزاری ان کا کام تھا۔جس نے سب سے پہلےستیارتھ پرکاش کی اشاعت سےنفرت کا زہر پھیلایا تھا اور بعد میں جب اس کا حوصلہ بلند ہو گیا تو اس نے اس سے بھی بڑھ کر اپنی خباشت کا مظاہرہ کرنا ضروری خیال کیا اور ایک نہایت ہی خطرناک قدم اٹھایا اور اس مرتبہ اس نے دنیا کی اہم ترین اور پا کیزہ ترین ہستی محبوب خدا حضرت محمصطفیٰ منظیمیّن کی ذات بابر کات کو براه راست مدف بنایا،حضور رسول کریم مِصْ الله على وات بابركات كورسوا كرنے كى ذليل ترين سعى كى اور اس غرض ہے "درنگيلا رسول'' نامی کتاب چھائی گو کہ میہ کتاب ایڈیٹر' پر تاب' کے ذہن کی خبا ثنوں کا مجموعہ تھی۔ لیکن اسے تو سامنے آنے کی جرأت بالکل نہ ہوئی جبکہ اس دریدہ دہن شخص راجیال نے اس حد تک جمارت کی کہ اسے نہ صرف شائع کیا بلکہ اس کی پبلٹی کا بھی وسیع پیانے پر بندوبست کیا اور وہ تخض بیہ بھول گیا کہ میں ایسی جسارت کرنے ہے پہلے ذ را اس مستی کی حیات وسیرت کا سرسری انداز میں ہی مطالعه کرلوں اور پھر دیکھوں کہ اس کتاب میں جومندرجات پیش کررہا ہوں کیا وہ ہستی ان مندرجات کے کسی بھی پہلو پر پورا اترتی ہے یانہیں۔کیامیں صرف بہتان بازی کے ذریعہ مسلمانوں کے جذبات کو مجروح کر ر ہا ہوں یا میں اپنی ہندو تو م اور اینے ہندو ازم کی کوئی بڑی خدمت انجام دے رہا ہوں۔

اسوه رسول طنط عليه أ

حضور نبی کریم منظے کی اسلام اور مسلمانوں ہی کے لئے صرف پیغمبر نہ تھے بلکہ آپ منظیکی اسلام اور مسلمانوں ہی کے لئے صرف پیغمبر نہ تھے۔ آپ بلکہ آپ منظیکی انسانیت کے لئے اس مادی دنیا میں تشریف لائے تھے۔ آپ منظیکی انسان دوئی، پیار، محبت، ایٹار، احسان، خیر، اخوت و مساوات، عدل اور ایسے تمام منظیکی آپ انسان دوئی، پیار، محبت، ایٹار، احسان، خیر، اخوت و مساوات، عدل اور ایسے تمام

من زي الدين شهيد يسيد المستحد المستحد

اوصاف کے علمبردار تھے جوانسان کو معاشرتی آ داب کا خوگر بناتے ، انہیں رواداری اور کشادہ دلی سے مل جل کر رہنے کی تعلیم و ترغیب دیتے ہیں۔ آ دمی کا احترام بڑھاتے ہیں۔ حضور رسول کریم میں بیٹی کی تر یسٹھ (۱۳۳) سال کی حیات ِ ظاہری تاریخ کی در فخشاں ترین مثال ہے۔حضور رسول کریم میں بیٹی نے نفرتوں سے یاک معاشرہ آ دمی کو دیا۔

حضور رسول کریم بین آنے نہ صرف مسلمانوں کو بلکہ ساری انسانیت کو مکمل اور مفید ترین ضابطہ حیات دیا۔ وہ ضابطہ حیات جو زبانی طور پر نافذنہ کیا گیا تھا بلکہ جس کے اطلاق کاعملی طریقہ بھی سکھایا اور اس کا نمونہ اپنی سیرت کے عملی پبلوؤں ہے واضح کیا۔ زندگی کے ہر شعبے کے بارے میں آئین میں شامل کیا۔ ایک شق کو اپنی نجی زندگ کے ہر شعبے کے بارے میں آئین میں شامل کیا۔ ایک شق کو اپنی نجی زندگ کے ایک پہلوکے ساتھ عملی طور پر واضح کیا تا کہ انسانیت کے پاس میں عذر باتی نہ رہ

جائے کہ ہمارے پاس اس کا کوئی عملی پہلوموجود نہیں ہے اور آنے والی نسلیں جان عیس کہ اسلام سادگی کا بہترین اور باسہولت نمونہ ہے اور آسانی سے قابل عمل ہے۔ اس میں کسی بھی قسم کی پیچیدگی نہیں۔ پچ کا راستہ ہے اور تجی خوثی ہے انسان کے من کونواز تا ہے اور دوسروں کو بھی سچائی کی جانب راہنمائی کا طریقہ ویتا ہے۔ خوشحالی اور غم اندوہ سے نجات کی ضانت ویتا ہے۔ یہ دین اور دنیا کا وہ حسین ترین امتزاج ہے جس کو پانے کے لئے انسانیت اپنی تخلیق کے اول ایام سے ہی ترس رہی تھی۔ اس میں معاشرتی میل و جول اور دنیا کے اندر رہ کر اور انسانوں کے ساتھ میل جول رکھ کر اللہ تعالی رب العزب تک رسائی پاتا ہے، رہائیت، سینہ گری، انسانیت سوزعوائل، نفرت، غصے، جلن، حسد، کینہ، بغض کے اندھیروں کوختم کر کے انسانیت کوضیح نور اللی سے متعارف کرواتا ہے اور اس روشی سے نہ صرف ذاتی بلکہ اجتماعی خوشی و مسرت نمایاں طور پر پانے کے اصول وضوابط سکھاتا ہے۔

### وین اسلام کی برابری:-

وین اسلام فرعونیت اور شیطانیت سے ماورا کرتا ہے۔ معاشرے کے تمام مسائل کواس خوش اسلوبی سے حل کرتا ہے جس کو دنیا کا کوئی مسلک، کوئی ندہب حل نہیں کر سکتا اور جو نہ صرف ماضی کے اندھیروں کے مہیب اور ہولناک تصورات کا خاتمہ کرتا ہے بلکہ جدیدیت کے تحت حال اور مستقبل کے بجھے ہوئے چراغوں کو منور کرتا ہے اور ہر چہارسواجالا ہی اجالا کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا کا کوئی مسلک، نظریے، ندہب، اعتقاداور وین وغیرہ اسلام کی برابری نہ تو آج تک کرسکا ہے اور نہ بی آئندہ کرتا ہوانظر آتا ہے۔

#### ئے چراغ کی ضوفتاں کرنیں:-

یہ باتیں صرف زبانی کلامی یا دکھلا وے پر ببنی ہیں۔ ہر پڑھا لکھا اور ان پڑھ انسان جب خدائی آئین اور بنیاد اسلام قرآن پاک کا مطالعہ شروع کرتا ہے تو اُس پر

المن الدن المدن الدين المدن الدين المدن الدين المدن الدين المدن الدين المدن الدين المدن ال اس کے اپنے اندر چیمے ہوئے زہر ملے سانپ سرسراتے ہوئے دل کی کالی کوٹھڑی سے بھا گنا شروع کر دیتے ہیں اور کھر انجانے خوفوں سے دل کی تاریک وادی خالی ہونا شروع ہوجاتی ہے۔ حجوب اور خبائت کے رینگتے کیڑے مردہ ہو کر اپنی جگہ خالی کر ویتے ہیں اور ان کی جگہ ہجائی ، اخوت ،محبت ، استحسان ، صلہ نوازی ، عدل و انعیاف کے نے بچ لے لیتے ہیں جو قرآن پاک کے مسلسل مطالعہ اور غور وفکر کے ذریعے اپنی اپنی جگہ تنا ور درخت کی تھنی شاخیں بن کر بورے وجود انسان کو اپنی حیماؤں کے اندر گھیر لیتے ہیں اور پھرانسان کے اندر ہے نئے چراغ کی جوضوفشال کرنیں پھوٹی ہیں جن ہے وہ دوسروں کو بھی راہ حق کا سبق سناتی ہیں اور ننی دنیا کی راہ دکھلاتی ہیں اور اس طرح انسانوں میں اخوت اور محبت کا وہ بندھن قائم ہوتا ہے جس کی بیاس ہی تخلیق کا ئنات ہے اور اس ہے رحمت الٰہی کا بحرمحیط جوش میں آ کر ہرطرف رحمت کے پھول کھلاتا ہے اور ان کی بھینی بھینی خوشبو ہے کا ئنات کو منور کرتے ہوئے انسان کو آئندہ تھراہی کی دلداوں میں بھینے ہے محفوظ و مامون رکھتی ہے۔اس کے ساتھ ہی ہمیں اللہ تعالی عزوجل کی رحمت کا تھر بورتکس اس کی جامع رحمت کا نمونہ حضور نبی کریم ﷺ کی

> ہر تنقیدی نظر سے تا نید کرنے پر مجبور ہو جائے۔ انسانی حقوق کا جارٹر: –

قرآن پاک کسی خاص طبقے یا کسی خاص ندہب کے لئے محسوس نہیں ہے اس کی تعلیمات سرف مسلمانوں کے لئے نہیں ہے بلکہ بید دنیا بھر کے انسانوں، حیوانوں اور ہروین و ندہب میں پیدا ،ونے والی خرابیوں اور خراب باتوں کی مخلوق کے لئے ہے اور ہروین و ندہب میں پیدا ،ونے والی خرابیوں اور خراب باتوں کی اصلاح کا فرایشہ انجام دیتی ہیں۔ قرآن کی تعلیم جمہور کے لئے ہے اور جمہور بیت سکھلاتی ہے اور انسانوں کوطبقات کی ذلالت سے نکال کر بیجان ،ناتی ہے، اس

شکل میں نظرآتا ہے اور جس کی زندگی کے ہر پہلو کی در نشال روشنی انسان کو اس بات پر

مجبور کرتی ہے کہ وہ حضور رسول کریم ﷺ کو ملے ہوئے النی خطاب رحمت لاعالمین کی

#### خباثت کا مظاہرہ:-پیدیدیدیدیدیدید

ان تمام باتوں کے باوصف جب انسان کی آنکھوں پر شیطان تعصب اور خود غرضی کی عینک چڑھا دے اور اس عینک کے تاریک شیشوں کی سیابی نے زمانہ کی روشنی سے صاف ہونے کی بجائے دلد لی اندھیاروں کو اپنے اوپر مزید چڑھاتی رہے تو وہاں کا کنات میں ہونے والے اجالے کا گزر کہاں سے ہوگا؟ وہاں حضور رسول کریم خیسی ہستی کے مملی پہلوؤں کے استفادے کا ادراک کہاں سے ہوگا؟ وہاں آئین قرآن واسلام کی سمجھ کہاں سے آئے گی؟ اور پھروہ آئکھیں اپنی خباشت کا مظاہرہ کیسے قرآن واسلام کی سمجھ کہاں سے آئے گی؟ اور پھروہ آئکھیں اپنی خباشت کا مظاہرہ کیسے کریا نمیں گی؟

مقام دیا،جنہیں اسلام کی اخلاقی اور روحانی تعلیم موافق نہ آئی۔

آریا ساج جو صدیوں ہے آنکھوں پر تعصب کی عینک چڑھائے ہوئے تھا حضور رسول کریم منتے ہوئے کو سمجھے بغیر در بے آزار ہوا اور اس نے اپنی مذموم سرگرمیوں کے

لئے لاہورکو چنا اور اس کو اپنا گھر بنالیا۔ راجپال جیسے شیطان صفت لوگ اس تحریک کا آلہ کار بنے۔ جس نے اپنے دل سے بیٹ ہد کیا اور اپنی زندگی کا بیٹن بنایا کہ وہ اسلام اور بانی اسلام حضور رسول کریم ہے ہے خلاف عمر بھر کتابیں جھا پتار ہے گا اور اس سلسلے میں بے در لیخ دولت لٹانے سے بھی گریز نہ کرے گا۔ اس کتاب کی اشاعت سے پہلے اس نے ستیارتھ پرکاش جھاپ کر اپنی خباشوں کا آغاز کیا تھا۔ جس کے پہلے ایڈیشن کی قیمت دورو پیر مقرر کی۔ بعد میں ڈیڑھ روپیہ کر دیا اور قیمت گھٹاتے گھٹاتے چودہ آنے قیمت دورو پیر مقرر کی۔ بعد میس ڈیڑھ روپیہ کر دیا اور قیمت گھٹاتے گھٹاتے چودہ آنے کر دی اور اس خیال میں گس رہا کہ اس کی قیمت مزید کم کر دی جائے اور اپنی خباشت کے ہاتھوں مجبور ہوکر اس کی قیمت لاگت سے بھی کم دس آنہ فی کتاب مقرر کر دی تاکہ سے بھی کم دس آنہ فی کتاب مقرر کر دی تاکہ سے کہا کہ کار کی تعداد میں جھپ کر لاکھوں دلوں میں نفرت پیدا کر سکے۔

جب اس تباب کاب کی اشاعت نے ہندوؤں میں جوش نفرت پیدا کر دیا تو اب اس نجب باطن شخص نے اگل قدم بردھایا۔ چونکہ ستیارتھ پرکاش کا رائٹر پولیس کا ایک ملازمت چھوڑ کرترک دنیا کا ڈھونگ ملازمت چھوڑ کرترک دنیا کا ڈھونگ رجائے ہوئے ہوئے کرترک دنیا کا ڈھونگ رجائے ہوئے ہوئے قلیل ترین عرصہ میں سورگ باشی تیامی شردھا نند جی بن گیا اور جس نے اس راجپال کے اشارہ ابرو پر اسلام اور بانی اسلام حضور نبی کریم ہے تھا کے خلاف اس راجپال کے اشارہ ابرو پر اسلام اور بانی اسلام حضور نبی کریم ہے تھا کے خلاف زبردست باضابط لٹر پچرشائع کر نے کا بیڑہ اٹھایا اور بادصف ستیارتھ پرکاش کے خلاف زبردست ایکی ٹیشن کی وہ اپنی ترکات بدسے باز نہ آیا اور مسلسل لٹر پچرشائع کرواتا رہا جس کو بفضل اللی ایک مجاہد قاضی عبدالرشید شہید بیشائیہ نے واصل جہنم کر کے اس انسانیت بفضل اللی ایک مجاہد قاضی عبدالرشید شہید بیشائیہ نے واصل جہنم کر کے اس انسانیت سوزلٹر پچرسے نجات دلوائی۔

فرنگی سر برست:-

فرنگی آقا کے زیر سامیہ میدانتہائی شرائلیزمہم چلتی رہی اور حکومت نے اس کے خاتمے کے لئے کوئی عملی قدم اٹھانے کی بجائے در پردہ اس کو مزید ہوا دی اور راج پال علی خبیث باطن شخص کو جولا ہور میں اس مہم کا سب سے بڑا اور بنیادی ستون تھا اُس کی جیسے خبیث باطن شخص کو جولا ہور میں اس مہم کا سب سے بڑا اور بنیادی ستون تھا اُس کی

#### من زى الدين شبيد بينية كالمنافق الدين شبيد بينية

نه صرف زبر دست حوصله افزائی کی بلکه اے ہرشم کا تحفظ بھی فراہم کیا۔

ای سرپری اور شخفظ کے زیر اثر اس بد بخت نے ایک اور انتہائی دل آزاری کے اقدام کی ٹھانی اور ستیارتھ پر کاش جیسی زہریلی کتاب سے بھی زیادہ زہریلی کتاب ''رنگیلا رسول'' چھاپ دی،معلوم ہوتا ہے کہ مسلم آزادی میں وہ منشی رام ہے کم نہ تھا اور عقل سلیم سے یکسر عاری تھا۔

#### متواله ناموس رسالت ينفي الله ا--

قدرت ایسے نادان اور بداندیش پر ہنس رہی تھی جے خبر نہ تھی کہ میرے لئے موت اپنا منہ کھولے تیار بیٹی ہے اور ایک ان پڑھ، صدافت کے متوالے اور اپنے آقا حضور رسول عربی حضرت محمد منظور ہے آتا اور اٹوٹ محبت کرنے والا، پردہ غیب مصور رسول عربی حضرت محمد منظور ہے ہے ان گنت اور اٹوٹ محبت کرنے والا، پردہ غیب میں بے حد بے قراری کے ساتھ اس کا آنا فانا قلع قمع کرنے کو تیار بیٹھا ہے۔ وہ ایک ایسا شاہین ہے جو بردل اور بدہوش ممولے پراپنی جست لگانے اور اسے ٹھکانے لگانے سے لئے اپنے پرتولے بیٹھا ہے۔

یہ عام انسانوں میں سے ایک عام گمنام انسان تھا، جو اپنے اس شاندار کارنامے کی بدولت دوام پاگیا جس کا نام عدل وانصاف کی تاریخ میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے درختال ہوگیا، زندہ و پائندہ ہوگیا اور دنیا کے ایوانوں میں ایک تہلکا مچاگیا اور جس نے یہ بات گراہی کے اہلکاروں کو سمجھا دی کہ آئکھیں بند کر کے دوسروں کے جذبات سے اور ان کے آتا کے ناموں سے کھیلنے کے کیا نتائج برآ مد ہوتے ہیں اور وہ جس نج پر چل کر اسلام کو مٹانے کے در پے ہیں ،قدرت بذاتہ ان کا جڑ سے خاتمہ کس انداز میں کروا کر سائس لیتی ہے؟

یہ وہ نوجوان تھا جسے آج دنیا غازی علم الدین شہید میشانیہ کے نام سے جانتی ہے اور جو میانی صاحب لا ہور کے قبرستان میں آسودہ خاک ہے اور جس نے علامہ اقبال میشانیہ کے اس شعر کو حقیقی تابنا کی بخشی کہ

#### الدن شهريد الدين شهريد المستوالي الم

کی محمد مشایقین سے وفا تو نے ہم تیرے ہیں میر جہال چیز ہے کیا لوح وقلم تیرے ہیں

ال کے علاوہ اُس نے اُن نام نہاد مسلمانوں اور ان کی آنے والی نسلوں کو بھی ہے ہیں ہے۔ بھی ہے ہیں دیا کہ خدارا اپنی آنکھوں سے چٹم پوشی اور صرف زر دنیا کی چک دمک کو زائل کریں اور حضور رسول کریم ہے ہے۔ کی محبت کو دنیاوی محبت پرترجیج دیں اور دنیاوی آفاؤں پرآ قائے دوجہاں، دلوں کے تسکین، داعی جان وایمان کوترجیج دیں اور اُن کی عزت و ناموں پر مکمل ترجیج دیے ہوئے اس پر اپنا سب کچھ قربان کرنے کے لئے تیار رہیں اور موقع ملنے پر ذرا برابر بھی ایک پر اپنا سب کچھ قربان کرنے ہے لئے تیار رہیں اور موقع ملنے پر ذرا برابر بھی انہا کی عزت و ناموس رسالت آب میں اور اغیار کو یہ بتلا دیں کہ عزت و ناموس رسالت آب میں اور اغیار کو یہ بتلا دیں کہ عزت و ناموس رسالت آب میں کیا ہے؟



باب 14:

## طوفان فلب

غازی علم الدین شہیر مُیالیہ مال کو بھوک نہ ہونے کا کہہ کر گھر سے نکلے اور سید ہے اس جگہ کی جانب بڑھے جہال شیدا اُن کا پیارا دوست آیک مکان کے باہر بیٹا اُن کا انتظار کرر ہا تھا۔ غازی علم الدین شہیر مُیالیہ کو دور سے اپنی طرف آتے دیکھ کر وہ بھی اُن کا جانب بڑھا اور پھر دونوں باہم بخلگیر ہو گئے اور سریال والا بازار سے سرجن سکھ چوک کی طرف نکل گئے۔ دورانِ سیر دونوں نے بہت سی باتیں کیس جن میں وہ باتیں بھی شامل تھیں جو غازی علم الدین شہید مُیالیہ نے دبلی دروازہ کے باہر جلسہ میں سی تھیں اور جنہوں نے اُس کے دل میں مجیب قتم کی ہلچل بھی مچارکھی تھی اور جس سے میں سی تھیں اور جنہوں نے اُس کے دل میں مجیب قتم کی ہلچل بھی مچارکھی تھی اور جس کے دو پر تھی لگا دی تھی۔

عازی علم الدین شہید عمینیا کے دل میں ایک عجیب قتم کا طوفان بریا تھا کہ جس کی روک تھام خود عازی علم الدین شہید عمینیا کے بس سے باہر تھی۔ اس طوفان کے دریر اثر عازی علم الدین شہید عمینیا کو ایک بل چین نہ تھا۔ اس لئے وہ کھوج میں تھا کہ حضور رسول کریم مضیری کا موس پر حملہ کس نے کیا ہے؟ اور اسے اس ناپاک جرائت کیوں ہوئی ہے؟

غازی علم الدین شہید ٹرٹائڈ نے شیدے سے پوچھا کہ کیا تمہیں معلوم ہے کہ سے کرچھا کہ کیا تمہیں معلوم ہے کہ سے کتاب کس نے چھائی ہے؟ تو اس نے لاعلمی کا اظہار کر دیا کیونکہ وہ بھی غازی علم الدین شہید ٹرٹائڈ کی طرح اُن پڑھ تھا اور ان باتوں سے بے خبرتھا۔ وہ کچھ دیر إدھر اُدین شہید ٹرٹائڈ کی طرح اُن پڑھ تھا اور ان باتوں سے بے خبرتھا۔ وہ کچھ دیر اِدھر اُدھو متے رہے اور والیس پرسریاں والا بازار میں امین دودھ دہی والے کی دوکان پر

آن بیٹے۔ اتنے میں عازی علم الدین شہید جیالیہ کے والد کے دوست محمد امین صاحب جو سرجن چوک میں دوکان کرتے تھے اُدھر سے گزرے۔ وہ غازی علم الدین شہید جیسیہ بیسیہ کے ساتھ عازی علم الدین شہید جیسیہ کے ساتھ عازی علم الدین شہید جیسیہ کے ساتھ عازی علم الدین شہید جیسیہ کے اٹھنے بیٹھنے اور یارانے کو ناپند کرتے تھے کیونکہ شیدا کوئی کام نہ کرتا تھا اور سارا دن آ وارہ پھرتا رہتا تھا۔ خودشیدے کے والدین اُس کی اس آ وارگی ہے بے حد نالاں رہتے تھے۔

محمد المین صاحب نے کئی بار اشاروں کنایوں میں غازی علم الدین شہید بیت کے بیار اشاروں کنایوں میں غازی علم الدین شہید بیت کے مجھایا بھی تھالیکن وہ ان کو علیحدہ کرنے میں ناکام رہے تھے اور انہیں اس بات کا بے حدد کھ تھا۔ آج بھر دونوں کو اکٹھا و کھے کر وہ غصے سے کھول اٹھے۔ پہلے تو ان کو خیال آیا کہ وہ غازی علم الدین شہید بیتائی کو بلاکر غصے سے سمجھائیں۔ بھر نجانے کیا حوج کر وہ آگے کو چل دیئے۔ انہوں نے یہ فیصلہ کرلیا تھا کہ وہ صبح ہوتے ہی طالع مند سے بات کریں ہے۔

### غازى علم الدين شهيد عن الله كي كھرواليسى: -

غازی علم الدین شہید بینائیہ، شیدے کے ساتھ بیٹے کافی دیر تک راجیال ک
باتیں کرتے رہے اور اس تجسس میں رہے کہ اُس کی دوکان کہاں واقع ہے؟ اُس کا
طیہ کیا ہے؟ لیکن انہیں اس کا کوئی پتانہیں چل رہا تھا۔ رات گئے شیدے کے ساتھ کافی
مغز کھیائی کرنے اور کوئی بات سمجھ نہ آنے پر غازی علم الدین شہید بینائیہ اپ خیالوں
میں مست کھر کی طرف روانہ ہوئے اور جب وہ گھر پہنچ تو طالع مند جاگ رہے تھے۔
اُن کُ آنکھوں میں نیند کی بجائے کوئی گہری سوچ جاگزیں تھی جس کی وجہ سے وہ
جاگ رہے تھے۔ غازی علم الدین شہید بینائیہ نے آئییں چور نگاہوں سے جاگتے ہوے
واگ رہے تھے۔ غازی علم الدین شہید بینائیہ نے آئییں چور نگاہوں سے جاگتے ہوے
ویکھا اور بغیر کوئی بات کئے اپنے کمرے میں چلے گئے۔

طالع مند چونکہ اپنے ہی خیالات میں مگن سے اس لئے انہوں نے بھی کوئی توجہ نہ دی اور کائی رات گئے جاگئے کے بعد نیندگی وادیوں میں کھو گئے اور صبح کو بہت ہی دیر سے جاگے۔ لیکن جاگئے پر انہیں معلوم ہوا کہ غازی علم الدین شہید بڑوائیڈ گھر سے جا چکے ہیں۔ چونکہ کمرے کے کونے میں اوزار بدستور پڑے ہوے تھے جس سے انہوں نے اندازہ لگایا کہ غازی علم الدین شہید بڑوائیڈ آج کام پرنہیں گئے۔ اس بات انہوں نے اندازہ لگایا کہ غازی علم الدین شہید بڑوائیڈ آج کام پرنہیں گئے۔ اس بات نے انہیں قدرتی طور پر متفکر ضرور کیا اور وہ اُس کے بارے میں سوچنے لگے۔ ابھی انہیں این خیالات میں غلطاں ہوئے تھوڑی دیر گزری ہوگی کہ دروازے پر زور سے دستک سائی دی۔ انہوں نے اٹھ کر دروازہ کھولاتو امین صاحب کو اپنے دروازے پر دکھ کر حیران ہوئے اور انہیں اندرلا کر بٹھایا اور آنے کے بارے میں دریافت کیا۔

امین صاحب کے شکوک وشبہات: -

محمدامین: طالع مند! میرے خیال میں تو تنہیں کوہاٹ ہونا چاہیے تھالیکن آپ ابھی تک یہیں ہیں۔

طالع مند: میں چندایام تک وہاں جاؤں گالیکن تم آج اےنے عرصہ بعد کس طرح میرے گھرچلے آئے میں توسمجھا تھا کہتم تو شاید مجھے بھول بیچے ہو؟

محمرامین: میں تونہیں بھولا ہوں لیکن میں بیرو مکھ رہا ہوں کہ تمہاراعلم وین اصل راستے سے ہٹ رہا ہے۔

طالع مند: حیران ہوکر بولے! امین تم بیہ کیا کہدرہے ہو؟ وہ تو ابھی گھرسے گیا ہے۔ محدامین: کمال ہے طالع مند! مجھے بیہ معلوم نہیں تم نے اتنی عمر کہاں گزاری ہے؟ وہ رات کوکہاں تھا؟

طالع مند: وه رات کو گھر میں ہی تھا۔

محمد امين: علم الدين رات كس وفت گھر آيا تھا؟

طالع مند: رات کو دیر ہے آیا تھالیکن تم کیوں بوچھ رہے ہو؟ ای قسم کی باتوں کا کیا مقصد ہے؟ سیدھی طرح بات کرو، بجھے خواہ مخواہ الجھنوں میں نہ ڈالو۔ میرے علم الدین نے کیا کیا ہے؟

محمدامین: دیکھ طالع مند! تم میرے دوست ہو اور میں بھی علم الدین کو اتنا ہی جاہتا ہوں جتنا تم ، میں تمہیں یہ کہنے آیا ہوں کہ اس کا ذرا خیال رکھا کرو..... مجھنے اس کا اتن رات سکتے بازار میں گھومنا اور شیدے کے ساتھ بیٹھنا کچھ اچھا نہیں لگتا۔

طالع مند: شیدا کون ہے اور وہ کن لوگوں کے ساتھ گھومتا پھرتا ہے؟

محمدامین: علم الدین آئے تو اس سے بوچھنا، اب بھی وقت ہے، اسے سنجال لونہیں تو پچھتا کو گے۔ اب میں چلنا ہوں اور وہ طالع مند سے اجازت لے کر اپنی دوکان کو چلے محئے۔

#### شیدے کے دوست کا انکشاف:-

غازی علم الدین شہید بینائیہ آج نماز فجر کے بعد ہی اپنے دوست شیدے کے گھر پہنچ عمیا تھا اور شیدے کو ساتھ لے کرلو ہاری کی جانب چل بڑے۔ اس سارے ماستہ میں جلنے میں ہونے دالی تقاریر ہی ان کے درمیان موضوع گفتگو بی رہی۔

لوہاری پولیس اسٹیشن کے پاس ہی شیدے کا ایک دوست رہتا تھا۔ اس کو انہوں نے دہاں سے لیا اور پرانی انارکلی کی جانب چلے گئے۔ باتوں باتوں میں اس دوست نے دہاں سے لیا اور پرانی انارکلی کی جانب چلے گئے۔ باتوں باتوں میں اس دوست نے انکشاف کیا کہ حضور رسول کریم شینی پہلے ہارے میں جو کتاب راج پال نے انکھی تھی وہ ہپتال روڈ پررہتا ہے اور وہیں اس کی دُوکان ہے۔

راجیال کےخلاف مسلمانوں کا جلسہ:۔

غازى علم الدين شهيد مينيد ،شيد \_اوراس كے دوست كے ساتھ سارا دن

گھومتے رہے ان کے ذہن پر بس ایک ہی خیال سوارتھا کہ راجیال سے انقام کس طرح لیا جائے۔

غروب آفتاب کے وقت وہ گھر کی طرف واپس ہوئے اور جب مسجد وزیر خان کے پاس پہنچے تو وہاں انہوں نے بہت زیادہ لوگوں کو اکٹھے ہوئے دیکھا تو رک خان کے پاس پہنچے تو وہاں انہوں نے بہت زیادہ لوگوں کو اکٹھے ہوئے دیکھا تو رک گئے۔ دیکھتے ہی دیکھتے لوگوں کا ہجوم بیکراں اکٹھا ہوگیا اور وہاں جلسہ شروع ہوگیا جس میں راجیال کے خلاف تقاریر شروع ہوگئیں۔

غازی علم الدین شہید میں ہے۔ تک تقاریر سنتے رہے۔

لوگ جوش وخروش میں راجپال کے خلاف قانونی چارہ جوئی کا مطالبہ کر رہے سے اور نعرے لگا رہے سے بعض مقررین نے یہ بھی کہا کہ ایسے مردود راجپال کوقل کر دیا جائے جس نے حضور نبی کریم میں گئے گئے کی شانِ اقدس میں ایسی نازیبا جسارت کی ہے اور کروڑوں مسلمانوں کے نہ ہی جذبات کو مجروح کیا ہے۔ جلسہ کی کاروائی ختم ہونے پر علم الدین نے بھی گھر کی راہ لی۔

طالع مند کی باز برس: <u>-</u>

عازی علم الدین شہید میں الدین جب گھر پہنچ تو باپ طالع مند کواپنا منتظر پایا۔ وہ سارا دن اس بات پر عصہ کھاتے رہے تھے کہ علم الدین آج کام پر کیوں نہیں گیا؟ اور مغرب کے بعد سے غصے میں جوالا کھی بنے ہوئے تھے۔ جون جون عون عازی علم الدین شہید میرالنہ کے گھر آئے میں دیر ہورہی تھی اُن کا غصہ دم بدم بڑھتا جا رہا تھا۔ ایک مرتبہ وہ غصے کے عالم میں شیدے کے گھر تک جانے کے اداوے سے چار پائی سے السے بھی تھے۔ گھر کے تمام افراد السے بھی تھے۔ گھر کے تمام افراد ان کی پریشانی کے خوف سے دل ہی دل میں لرز رہے تھے لیکن کی میں بھی جرائت نہ اُن کی پریشانی کے خوف سے دل ہی دل میں لرز رہے تھے لیکن کی میں بھی جرائت نہ اُن کی پریشانی کے خوف سے دل ہی دل میں لرز رہے تھے لیکن کی میں بھی جرائت نہ اُن کی پریشانی کے خوف سے دل ہی دل میں لرز رہے تھے لیکن کی میں بھی جرائت نہ اُن کی پریشانی کے خوف سے دل ہی دل میں لرز رہے تھے لیکن کی میں بھی جرائت نہ سے کھی کہ وہ طالع مند کے غصے کو شنڈ اگر سکے۔ بہر حال جوں جوں تا خبر ہوتی جارہی تھی کہ وہ طالع مند کے غصے کو شنڈ اگر سکے۔ بہر حال جوں جوں تا خبر ہوتی جارہی تھی کہ وہ طالع مند کے غصے کو شنڈ اگر سکے۔ بہر حال جوں جوں تا خبر ہوتی جارہی تھی کہ وہ طالع مند کے غصے کو شنڈ اگر سکے۔ بہر حال جوں جوں تا خبر ہوتی جارہی تھی کہ وہ طالع مند کے غصے کو شنڈ اگر سکے۔ بہر حال جوں جوں تا خبر ہوتی جارہی تھی کہ وہ طالع مند کے غصے کو شنڈ اگر سکے۔ بہر حال جوں جوں تا خبر ہوتی جارہ کی تھے۔

ان كاياره ديدني هوتا جار ہاتھا۔

طالع مندتویہ تک نہ جانے تھے کہ شیدا کون ہے؟ کیا کرتا ہے اور کس کردار کا آدمی ہے؟ وہ انہیں سوچوں میں غلطال اپنی ہی ادھیڑ پن میں مبتلا تھے کہ اچا تک محمد دین گر پہنچ گئے۔ انہوں نے جب اپنے باپ طالع مند کا پریشانی اور غصے کے مارے برا حال دیکھا تو بعداز سلام اس کا احوال ہو چھا جس پر طالع مند کا آتش فشال بھٹ پڑا اور انہوں نے انہائی جوش اور غصے میں محمد دین کو دیکھتے ہوئے سوال کیا؟

طالع مند: كهال سے آئے ہواورشيداكون ہے؟

محمد دین: کون شیدا؟ کیاعلم دین کا دوست؟

طالع مند: ہاں وہی شیدا۔ وہ کون ہے اور کیا کام کرتا ہے؟

محمد دین: یه وئی شیدا ہے جس کا باپ مسجد وزیر خان کے سامنے دوکان کرتا تھا اور ایک دفعہ جوئے میں دکان بھی ہار بیٹھا تھا۔

اتناسنناتھا كەطالع مندكا چېرە پہلے ہے بھى زيادہ غصے ہے اہل پڑا۔

محمددین: آج کیابات ہے آپ کیول شیدے کے بارے میں آئی زیادہ تفتیش کررہے ہیں؟ طالع مند: آج امین آیا اور اس نے علم الدین کے رات کو دیر سے گھر آنے اور شیدے کے ساتھ آوارہ گردی کرنے کی شکایت کی ہے جس سے میری پریشانی حد سے بڑھ گئ ہے اور علم الدین آج بھی صبح سویرے کا گھر سے بغیر بچھ بتائے عابر سے اور کام پر بھی نہیں گیا۔ عاب ہے اور کام پر بھی نہیں گیا۔

محمد دین: علم الدین کوآنے دیں میں خود اسے سمجھاؤں گا۔ آپ فکر مند اور پریشان نہ مول آپ مجھے بیہ بتائیں کہ آپ کوہائے کب جارہے ہیں؟

طالع مند: دو جارروز تك جلا جاؤل كا\_

محمد دين: كياعلم الدين بهي ساتھ جائے گا؟

طالع مند: اس دفعه تؤمين است ضرور ساتھ ليے كر جاؤں گا۔

اُن کے لہجہ سے ظاہر ہور ہاتھا کہ جیسے وہ اس طرح علم الدین کوآ وارگی کی سز ادینا جیا ہے ہیں۔ انہیں باتوں کے دوران ہی علم الدین گھر پہنچ گیا۔ طالع مند نے بڑے غور سے علم الدین کی جانب دیکھا جبکہ علم الدین نے باپ کے چبرے پر آتش فشانی کیفیت دیکھ کر فاموثی سے نظریں نیچی کئے رکھیں اور باپ کے بلاوے پر سر جھکائے ان کی جانب بڑھے اوران کے پاس باادب انداز میں فاموثی سے کھڑے ہو گئے۔ کی جانب بڑھے اوران کے پاس باادب انداز میں فاموثی سے کھڑے ہو گئے۔ طالع مند: علم الدین! تم گھر سے کب گئے تھے؟

غازی علم الدین شہید بہتائیہ نے ڈرے ڈرے لیجے میں جواب دیا۔ طالع مند: کیا اب تمہاری واپسی ہوئی ہے؟ اس وقت تک کہاں بتھے؟ اُنہوں نے تلخ انداز میں بیسوال کیا؟

غازی علم الدین شہید میندیسے خاموشی اختیار کئے رکھی۔

طالع مند: زیادہ غصے کے ساتھ بتاتے کیوں نہیں کہ اس وفت تک تم کہاں ہے؟

غازی علم الدین شہید میں اللہ برستور سرجھائے کھڑے رہے جس سے طالع مند کا پارہ تیز ہو گیا اور وہ جار پائی سے تیزی سے اٹھ کر غازی علم الدین شہید مند کا پارہ تیز ہو گیا اور وہ جار پائی سے تیزی سے اٹھ کر غازی علم الدین شہید بین شہید کی باس جا کر کھڑے ہوئے اور انتہائی غصے میں پھرسوال کیا!

''میں نے تم سے پوچھا کہ اس وقت تک تم کہاں تھے؟'' غازی علم الدین شہید جیشائیہ خوفزدہ انداز میں کہنے لگے! ''میں شیدے کے پاس تھا۔''

طالع مند ہولے!

"ہاں! مجھے علم ہے تم شیدے کے ساتھ تھے ای آوارہ نوجوان کے ساتھ۔"

تب طالع مند نے کاٹ دار آواز میں بیکہا تو علم الدین ڈر کر ڈرا پیچھے ہے

طالع مند نے جوش میں اس کو کلائی ہے پکڑ کر اور زور سے تھینچتے ہوئے دروازے تک لے گئے اور دھکا دیتے ہوئے کہنے لگے۔

> '' جاؤ! چلے جاؤ۔ جاؤ ای شیدے کے پاس جو دنیا بھر کا لوفر اور آوارہ گردتمہارا دوست ہے۔ جاؤ اس کے پاس جا کررہو۔''

غازی علم الدین شہید میں اللہ کو بیان کر سکتہ سا ہوگیا اور وہ دروازے کے پاس بی کھڑے رہے۔ اُن کی سمجھ میں کچھ نہ آرہاتھا کہ آج باپ پرکونی قیامت ٹوٹ پڑی ہے؟ جس پر وہ اس قدر غصے میں پاگل ہورہے ہیں۔ اس صور تخال کو دیکھ کرمحمہ دین آگے بڑھا اور غازی علم الدین شہید میں اُنٹی کے بازوکوا پی بغل میں دبا کر طالع مند کے یاس لے آئے اور باب سے کہا!

''اس دفعہ اے معاف کر دیں ہی بھی بھی آئندہ دیر سے نہیں آئے گا، میں اے سمجھا دوں گا۔''

غازی علم الدین شہید مینیا کی آنکھوں سے آنبو جاری تھے جبکہ محمہ وین انہیں لے کر دوسرے کم رے میں چلے گئے۔اب طالع مند کا غصہ بھی قدرے کم ہوگیا تھا دوسرے کمرے میں جا کر محمہ وین کافی ویر تک علم الدین کو سمجھاتے رہے۔ پھرخوداٹھ کر محمہ دین کھانا لے کر آئے اور اپنے ساتھ بٹھا کر آنہیں کھانا کھلایا اور پھر کہا!

''علم الدین! گھر دیر سے نہ آیا کرو۔لوگ با تیں بناتے ہیں؟''
غازی علم الدین شہید مجھ الذہ نے رو دینے والے لہجے میں پوچھا!

''کیا بات بناتے ہیں؟''

محمددین نے بتایا!

"آئ امین آیا تھا اور اس نے شیدے کے ساتھ تیرے کھومنے پھرے کی نہ صرف شکایت کی ہے بلکہ باپ کو اس بارے میں سختی ہے ساتھ کی ہے۔ تیکہ باپ کو اس بارے میں سختی ہے۔ تنہیہ بھی کی ہے، بہر حال! تم محمر والوں کا خیال رکھواور اپنے

باپ کی عزت پر کوئی حرف نہ آنے دو۔''

اس کے بعد محمد دین اینے کمرے میں طلے گئے۔

الگلے دن غازی علم الدین شہید میندیسے نعداز نماز فجر اپنے اوزار اٹھائے

اور پچھ کھائے ہے بغیرا پنے کام پرروانہ ہو گئے۔

شام کو غازی علم الدین شہید عمینیہ گھر آئے تو طالع مند نے انہیں اپنے گئے سے لگا کراپنے ساتھ کھانا کھلایا اور رات دیر تک اُن سے باتیں کرتے رہے۔ گلے سے لگا کراپنے ساتھ کھانا کھلایا اور رات دیر تک اُن سے باتیں کرتے رہے۔ ای دوران غازی علم الدین شہید عمینید نے انہیں گذشتہ رات کے جلسے کی

اس دوران غازی علم الدین شہید عمینی انہیں گذشتہ رات کے جلسے کی ساری روداد سنائی اور بتایا کہ کیا راجیال و اجب القتل ہے اور استفسار کیا کہ کیا راجیال کو قتل کے اور استفسار کیا کہ کیا راجیال کو قتل کرنے والے کومزا تونہیں ہوگی؟

طالع مندنے کہا!

''نہیں ایسی بات تو نہیں ہے اسے سزا تو ضرور ملے گی کیونکہ کسی کا قتل کرنا قانون کی نظر میں جرم ہے اور قانون ایسے معاملے میں کسی کو بھی معاف نہیں کیا کرتا خواہ تل کی وجوہات کیسی ہی کیوں نہ ہوں؟''

باپ کی زبان سے بیری کر غازی علم الدین شہید میشاری خاموش ہو گئے اور پھھ دیر تک باپ کے باس بیٹے دہے۔ اتنے میں محد دین بھی گر آ گئے تو باپ نے انہیں بتایا کہ وہ آئندہ تین جارروز تک کوہاٹ چلے جائیں گے اور کوہاٹ سے واپسی پر غازی علم الدین شہید میشاند کی شآدی بھی کر دیں گے۔ باپ کی بیہ بات س کر غازی علم الدین شہید میشاند کی اور خاموش سے وہاں سے کھسک گئے جب کہ محمد دین اور باپ طالع مند دیر تک باتیں کرتے رہے۔

#### من زی الین شهید بسید

خواب میں تھیم:-

چونکہ غازی علم الدین شہید جیاتی ذہنی اور جسمانی لحاظ سے تھکے ہوئے تھے اس کئے بستر پر لیٹتے ہی فورا نیندآ گئی۔ آدھی رات کے بعد انہوں نے خواب میں ایک بزرگ دیجھے جوان سے کہدر ہے تھے!

"غازی علم الدین! کیا بات ہے؟ تمہیں ابھی تک ہوش نہیں آیا اور مزے سے سور ہے ہواسلام کے دخمن تمہارے نبی کریم سے ایک اور مخلف ان کی شان برباد کرنے پر تلے ہوئے ہیں اور تھلم کھلا کاروائیاں کرنے میں مصروف ہیں، خدارا! اٹھواور راج پال کوئل کرنے میں جلدی کرو۔"

غازی علم الدین شہید میں شہید میں الدین شہید میں اللہ بیٹے۔خواب نے اُن کے دل کو دہا دیا تھا۔ ان کا ساراجسم کینے میں شرابور تھا۔ اس کے بعد انہیں بالکل نیند نہیں آئی لکہ بارباریمی خواب انہیں جلدی کرنے پر آمادہ کرتا رہا۔

صبح کو تجرکی نماز کے بعد انہوں نے اپنے اوز ارسنجا لے اور گھر سے نکل کر شیدے کے گھر پہنچے۔ وہ ابھی تک نیند کی وادیوں میں کھویا ہوا تھا۔ اسے اٹھایا گیا تو وہ غازی علم الدین شہید بینائی کو اتی صبح اپنے گھر دیکھ کر جیران وسٹسٹدر دہ گیا۔

غازی علم الدین شہید میں ہے۔ اے جلدی سے تیار ہوکر آنے کو کہا اور اس کا انظار کرنے گئے۔ وہ تیار ہوکر گھرے آیا تو دونوں ہی لوہاری ہازار کی جانب چلے گئے اور بھاٹی دروازہ سے ہوتے ہوئے بھاٹی گیٹ پہنچ گئے اور بھاٹی دروازے کے مامنے کھلے میدان میں دونوں جاکر بیٹھ گئے۔

شیدے نے مج مبح آنے کی وجہ دریافت کی۔ غازی علم الدین شہید میں یہ نے شیدے کو کہا!

#### عن زى الدين شهب دينية

"رات کو میں نے ایک عجیب خواب دیکھا ہے۔ مجھے پچھ مجھ ہیں آرہا کہ میں کیا کروں؟"

شیدے نے جب خواب سنا تو وہ بھی جیران ہو گیا۔ اُس کے ذہن میں بیہ بات نہ آ رہی تھی کہ وہ اپنے دوست کو اس خواب کی کیا تعبیر بتائے کیونکہ اُس نے بھی یہی خواب رات کو دیکھا تھا۔

شیدے نے غازی علم الدین شہید عملیا کو بتایا کہ اُس نے بھی رات کو بہی خواللہ کو بتایا کہ اُس نے بھی رات کو بہی خواب و یکھا تھا اور وہ بھی رات سے اس بارے بیں سوچ رہا ہے۔ شیدے کی بات بن کر غازی علم الدین شہید عملیہ جوش سے بولے!

"دیے خواب میں نے دیکھا ہے اور اب اس تھم پر عمل بھی سب
سے پہلے میری طرف سے ہوگا اور اس کا استحقاق بھی مجھے ہی
حاصل ہے۔"

' شیدے نے غازی علم الدین شہید بھتانیہ کی بات س کرکہا! '' منہیں! اس پرمیراحق ہے اور راجیال کو میں ہی قبل کروں گا۔'' شیدے کا انداز دو ٹوک تھا جس پر غازی علم الدین شہید بھتانیہ کو خاموثی اختیار کرنی پڑی۔ پچھ دیر بعد غازی علم الدین شہید بھتانیہ نے شیدے کو مخاطب کرتے ہوئے کہا!

> ''د کھے شیدے! ہم دونوں نے خواب دیکھا ہے اور اب ہمیں ہی ہیہ فیصلہ کرنا ہے کہ بیرکام کس طریقے سے ہوگا ؟ اور کون کرے گا؟''

> > قرعداندازی کے ذریعے فیصلہ:-

شیدانے دریافت کیا!

''تم ہی بتاؤ کہ وہ کونسا طریقنہ ہے جس کے ذریعے فیصلہ کیا جائے؟''

غازى علم الدين شهيد عينيد في الله

"اس کا فیصلہ ابھی ہوجاتا ہے۔"

میر کہہ کرغازی علم الدین شہید جیشلیائے زمین سے کاغذ کے دو گئڑے اٹھائے اور شیدے کو دیتے ہوئے کہا کہ

"ان میں ہے ایک کاغذ پرتم اپنا نشان لگاؤ اور دوسرے پر میں اپنا نشان لگاتا ہوں۔ نشان لگانے کے بعد ان کاغذوں کو گولیاں بنا کر زمین پر پھنک دیتے ہیں۔ پھران میں ہے ایک گولی کو اٹھا لیس مے جس کا نام نکل آئے گا وہ راجپال کوئل کرے گا۔"

میں مے جس کا نام نکل آئے گا وہ راجپال کوئل کرے گا۔"
شیدے نے کہا!

'' ٹھیک ہے لیکن کاغذتم نہیں اٹھاؤ سے۔''

غازی علم الدین شہید بختانہ نے اُس کی بات مان لی اور نزدیک ہی موجود ایک نوعمر الدین شہید بختانہ نے اُس کی بات مان لی اور نزدیک ہی موجود ایک نوعمر اس کاغذ کو اٹھایا۔ جب کاغذ کی ایک نوعمر الرکے نے کاغذ اٹھایا۔ جب کاغذ کھول کر دیکھا ممیا تو وہ غازی علم الدین شہید میں یہ بختانہ کے نام کی پر چی تھی۔

شیدے نے مانے سے انکار کر دیا اور کہا کہ

''ایک مرتبه پھر کاغذ پھینکو''

غازی علم الدین شہیر بین اللہ نے دوہارہ کولیاں بنا کر کاغذ بھینک دیئے اور بیج کودوہارہ کاغذا ٹھانے کا کہا۔

أس بج نے نے دوبارہ کاغذ اٹھایا۔ کاغذ کھواا کیا تو اس مرتبہ ہے ہے الدین شہید میں اور وہ غازی علم الدین شہید میں الدین شہید میں شہید میں الدین الدین

"شيدك! اب دولول مرتبه فيصله ميرك تن مين موحميا اس ك

مزید کاغذ تھینکنے کی کیا ضرورت ہے؟''

شیدے نے اصرار جاری رکھا کہ ایک مرتبہ پھر کوشش کر لوشاید میری ہی قسمت سنور جائے اور قرعہ میں میرا نام نکل آئے۔ چنانچہ غازی علم الدین شہید میرا نام نکل آئے۔ چنانچہ غازی علم الدین شہید میرا نام نکل آئے۔ چنانچہ غازی علم الدین شہید میرا کاغذ اٹھایا۔ کاغذ کی دوبارہ گولیاں بنا کر زمین پر پھینکیں۔ بیچے نے دوبارہ کاغذ اٹھایا۔ کاغذ کھولا گیا تو اُس پر ایک مرتبہ پھر غازی علم الدین شہید میرانی کا چہرہ ایک مجیب می روحانی کیفیت سے چبک اٹھا۔ شیدا بھی غازی علم الدین شہید میرانی کی قسمت بررشک کررہا تھا۔

پچھ دہریتک وہ دونوں وہاں موجود رہے اور پھر واپس چل پڑے۔ چوک سرجن سنگھ میں دونوں دوست ایک دوسرے سے علیحدہ ہوئے۔شیدا گھر کو چلا گیا اور غازی علم الدین شہید میشنیا ہے کام پر چلے گئے۔

#### باپ کی پریشانی:-----

جب صبح کو طالع مند نے غازی علم الدین شہید عمید کو گھر موجود نہ پایا تو بے صدیریشان ہوئے۔ گھر والول سے پوچھا تو بیتہ چلا کہ آج غازی علم الدین شہید عمید کی نماز کے بعد ہی اپنے اوزار اٹھا کر کام پر چلے گئے ہیں۔ اس پر طالع مند کے دماغ میں تفکرات نے ڈیرہ ڈال لیا کہ آج ایسی کون ی بات ہوگئ ہے جوعلم الدین اس قدر صبح سویرے اینے کام پر چلا گیا۔

طالع مند کے تو وہم و گمان میں بھی بیہ بات نہ تھی کہ غازی علم الدین شہید عین مردود راجیال کوتل کرنے کامنصوبہ بنارے ہیں۔

شیدے کی رازادری:-

جب شیدا گھر پہنچا تو اس کی والدہ نے صبح منہ اندھیرے گھرے نکلنے اور اتی دیر بعد آنے کے بارے میں سختی سے بازیرس کی جس پرشیدے نے راز داری سے کام

لیتے ہوئے جواب دیا!

"علم الدین کو میرے ایک جانے والے نے کام کرنے کے متعلق کہا تھا اور اے اس کا گھر معلوم نہ تھا۔اس کئے میں اسے وہاں جھوڑنے گیا تھا۔"

ماں اس جھوٹے جواب کو بچے سمجھ بیٹھی اور شیدے پر غصہ اتار نے سے باز رہی جبکہ دوسری طرف شیدا اس راز داری کی مِجہ ہے شخت امتحان سے گز رر ہاتھا۔

طوفانِ لامتنابى:-

شیدے ہے الگ ہو کر غازی علم الدین شہید جینے اوہاری پولیس اسیشن پنچ اور وہاں قدرے رُک کرا بی ذہنی شکش کا مقابلہ کرتے رہے۔ پھر غیر ارادی طور پر ایک اور جانب چل دیئے۔

اپنی اس ذہنی کشکش کی وجہ ہے وہ یہ نہ دکھے پائے کہ کس طرف جا رہے ہیں لیکن جب وہ بھائی گیٹ چوک میں پہنچ تو وہاں کے شوروغل کی وجہ ہے وہ اپنی خیالات اور ذہنی کشکش ہے جائے اور انہیں احساس ہوا کہ وہ اپنی سوچوں میں غلطال کام پر جانے کی بجائے پھر بھائی گیٹ بہنچ گئے ہیں۔ پھر اُن کے دل نے انہیں کام پر جانے ہے روکا تو غازی علم الدین شہید مُرِیاتُہ واپس اپنے گھر کی جانب روانہ ہو گئے اور جیب کی بیان اور کشکش کے انداز میں وہ گھر پہنچ باپ اس وقت گھر پر موجود نہ تھا۔ انہوں نے اوزارایک کونے میں رکھے اور مال کے دریا فت کرنے پر کہا کہ انہوں نے اوزارایک کونے میں رکھے اور مال کے دریا فت کرنے پر کہا کہ انہوں نے اور ایس آگئے

ښ-"

اورا تنا کہدکرا ہے کمرے میں بیلے سکتے اور جاریائی پر لیٹ کر بظاہر آئیسیں ہند کرلیں اور پھرا ہینے اندرا ٹھنے والے طوفان کی لپیٹ میں کم ہوکررہ گئے۔

عن زي الدين تهريد بينية كالمال الدين تهريد بينية كالمال الدين تهريد بينية كالمال الدين تهريد بينية كالمال المال الدين تهريد بينية كالمال المال الدين تهريد بينية كالمال كالم

ان کی آنگھوں کے سامنے بار بار ایک ہی منظر ابھر اور ڈوب رہا تھا کہ انہوں نے راجیال کوتل کر دیا ہے۔ اُس کی لاش اُس کی دوکان کے آگے سڑک پر پڑی ہے۔ اُس کی لاش اُس کی دوکان کے آگے سڑک پر پڑی ہے۔ اور وہ پولیس کی حراست میں ہیں۔ ہے اور ہو پولیس کی حراست میں ہیں۔ انہی سوچوں میں غلطاں انہیں بالکل معلوم نہ ہوسکا کہ وہ کب نیند کی گہری واد یوں میں کھو گئے اور دنیا و ما فیہا سے بے خبر ہو گئے۔

خواب میں دوہارہ حکم ہونا:۔

غازی علم الدین شہید عن نے خواب میں پھر پہلے والے بزرگ کو دیکھا جو اُن سے کہدرہے تھے!

> "علم الدین دیر نه کرور بیه کام تمهارے ذمے لگ چکا ہے ایبا نه هو که تمهارے دیر کرنے سے کوئی دوسرا بازی لے جائے اور تم چھتاتے رہو۔"

غازی علم الدین شہید میشائیے نے خواب میں ان بزرگ سے پچھ پوچھے کا ارادہ کیا ہی تھا کہ ایسے میں باپ نے آئیں جھنچھوڑ کراٹھا دیا اور بڑے بیار سے دریافت کیا!

کیا ہی تھا کہ ایسے میں باپ نے آئیں جھنچھوڑ کراٹھا دیا اور بڑے بیار سے دریافت کیا!

''کیا بات ہے علم الدین تم آج کام پر گئے اور واپس بھی آگئے؟''
غازی علم الدین شہید میشائیے نے کہا!

''اباجان! میری طبیعت کچھ ناساز ہو گئی تھی لہٰذا میں واپس آگیا ہول۔کل انشاءاللہ کام پر جاؤں گا۔ آپ فکر مندنہ ہوں۔'' طالع مندنے کہا!

''دیکھو میں نے پرسوں کوہاٹ جانے کا فیصلہ کیا ہے اور تہہیں بھی میرے ساتھ وہاں جا کر کام کرنا ہو گااس لئے کل کام پر مت جانا۔''

# عن زي الدين شهيد بينية

اتنا كہدكرطالع مندكمرے ہے باہر چلے گئے۔

### غازى علم الدين شهيد عن الله علم الدين شهيد عن الله علم الدين شهيد عن الله علم الدين الله الله عنه الله

غازی علم الدین شہید میں تو دیہرتک گھر میں چار پائی پر لیٹے رہے۔ پھر مال کے اصرار پر اٹھ کر انہوں نے کھانا کھایا اور دوبارہ بستر پر جاکر لیٹ گئے۔ غروب آفناب کے وقت بستر سے اٹھے اور منہ ہاتھ دھویا۔ پھر باپ کو گھر میں موجود نہ پاکر ٹارچ اور چھتری اٹھائی اور شیدے کے گھر جا پہنچ اور شیدے کو آواز دی تو شیدا جو کہ اس وقت گھر بی تھا فورا باہر آگیا۔ دونوں ایک تھڑے پر جاکر بیٹھ گئے۔

شیدے نے جب غازی علم الدین شہید میں ان کا پروگرام پوچھا تو غازی علم الدین شہید میں اندین شہید میں آگاہ کرتے ہوئے کہا!

''دیکھو! شیدے اس بات کو راز ہی رکھنا اور کسی سے پچھ مت کہنا۔ میں تمہیں اپنی ٹارچ، چھتری اور کلائی کی گھڑی دے رہا ہوں۔ خدارا! ان کو میری آخری نشانی سمجھ کر سنجال کر رکھنا۔ یہ چیزیں تمہیں میری یاد دلاتی رہیں گے۔''

شیدا بین کر جذبات سے مغلوب ہوگیا اور اُس کی آنکھوں سے آنسو نیکنے گئے۔ پھروہ دونوں باہم بغلگیر ہوئے۔ غازی علم الدین شہید عین نے اس سے علیحدگی اختیار کرتے ہوئے اپنا وہ خواب سنایا جوانہوں نے آج دیکھا تھا۔

شیدا، غازی علم الدین شہید میلید کی بابت خواب س کر بولا! "علم الدین! مجھے تم پر رشک آرہا ہے بہتہ ہاری خوش نصیبی ہے۔ کاش! بیاسعادت میرے جھے میں آتی تو میں بھی اپنے اوپر رشک کرتا۔"

غازى علم الدين شبيد ميند الميند في الله الما الدين شبيد ميناد

''شیدے! جذبانیت جھوڑ و اور میرے حق میں دعائے خیر کرو کہ میں اینے مقصد میں کامیاب ہو جاؤں۔''

اس کے بعد غازی علم الدین شہید ٹر اللہ سے اجازت طلب کی اور بغلگیر ہوکر اُس کی پیشانی پر بوسہ دیا۔ دونوں دوست سرجن سنگھ چوک تک آئے اور وہاں سے علیحدہ غلیحدہ ہوکرایئے گھروں کی طرف چل دیئے۔

غازی علم الدین شہید مرائد است دیر تک اپنے ہی خیالات میں مگن رہے اور راج اور راج اور راج اور راج اور راج کی کے منصوبے بناتے رہے۔ انہیں خیالات میں نہ جانے اُن کی کب آنکھ لگے اور وہ نیند میں کھو گئے۔ صبح کو جب اُن کی آنکھ کھی تو دن نکل چکا تھا۔

راجيال كاقتل: –

۲ اپریل ۱۹۲۹ء کی صبح تھی۔ طالع مندصح ہی صبح اپنے اوزار تیز کر رہے تھے کہ کیونکہ اُنہیں اگلے دن غازی علم الدین شہیر برزائڈ کے ہمراہ کوہائ جانا تھا۔ طالع مند کے ساتھ ہی محمد دین کی زوجہ اپنی بگی کو گود میں لئے بیٹھی تھی۔ محمد دین اپنے کمرے میں بیٹھے کچھ لکھنے میں مصروف تھے۔ غازی علم الدین شہید برزائڈ کی والدہ گھر کی صفائی ستھرائی میں مصروف تھیں۔ غازی علم الدین شہید برزائڈ نے ماں کے پاس جا کر لاؤ سے کہا!

''ماں! میٹھے چاول بکا کر کھلاؤ! آج بہت جی چاہ رہا ہے۔'' ماں بولیں!

"بينے! ذراصبرے كام لے، گھر كاتھوڑا ساكام باقى رہ گيا ہے

فارغ ہوتے ہی تجھے بکا دول گی۔''

غازی علم الدین شہید مُرینیہ مال کا جواب س کراینے باپ کے پاس آکر بیٹھ گئے جوابھی تک اپنے اوزاروں کی در شکی میں مصروف تھے۔ کچھ دیراُن کے پاس بیٹھے رہنے کے بعد وہ اٹھے اور عسل خانے میں جاکر پانی کا مب بھراِ اور خوب اچھی طرح عنسل کیا اور لباس بدلا ، پھرخوشبولگائی اور اینے کمرے میں جا بیٹھے۔

تھوڑی دیر بعد مال میٹھے جاول بکا کرائے آئیں اور طالع مند کے پاس لے کر آن بیٹھی اور طالع مند کے پاس لے کر آن بیٹھی اور غازی علم الدین شہید میشائیڈ نے مال کی آوازی علم الدین شہید میشائیڈ نے مال کی آوازی تو باہر آکر باپ کے پاس بیٹھ گئے اور پھر باپ بیٹا دونوں نے مل کر بیٹھے جاول کھائے۔
عاول کھائے۔

ابھی غازی علم الدین شہید میں اللہ نے چند نوالے ہی کھائے تھے کہ دروازے پر دستک ہوئی۔ غازی علم الدین شہید میں اللہ نے اٹھ کر دروازہ پر جاکر پتا کیا تو پتا چلا کہ کوئی آ دمی طالع مند سے ملنے کا خواہاں ہے اور انہیں باہر بلا رہا ہے۔ جس پر آپ میں میں اللہ کو بلایا اور وہ وہاں آ گئے اور اس نوجوان سے بات چیت کرتے رہے اور چراس کے ساتھ گھرے ھلے گئے۔

کھانے سے فارغ ہو کر غازی علم الدین شہید میں اپنی سفی بھیجی کو بوسہ دیا جو سورہی تھی۔ بھی بھیجی کو بوسہ دیا جو سورہی تھی۔ پھر آپ میں ایک میں ہے جار آنے مانگے اور ان کے دریافت کرنے پر آپ میں نے بنایا کہ مجھے ضرورت ہے حالانکہ پہلے آپ میں ایک میں سے بھی رقم نہ لیا کرتے تھے۔

بھابھی سے چارآنے لے کرانہوں نے اپی جیب میں موجود ان پیموں میں شامل سے جو پہلے سے ان کی جیب میں موجود ان پیموں میں شامل سے جو پہلے سے ان کی جیب میں شے اور تعداد میں بارہ آنے شے جس سے ان کے پاس ایک رو پیہ ہو گیا۔ پھر کچھ دیر تک والدہ سے میٹھی میٹھی باتیں کرتے رہے اور چیرے پرمسکراہٹ بھیرے گھر سے باہر آھے۔ اس دوران باپ ابھی تک گھر واپس چیرے پرمسکراہٹ بھیرے گھر سے باہر آھے۔ اس دوران باپ ابھی تک گھر واپس

J.

## شكار كى تلاش: -

غازی علم الدین شہید مجالہ نے گھر سے باہر تھوڑا سا وفت حاجی صادق دورہ دہی والے کی دوکان پر گزارہ اور پھر وہاں سے گمٹی بازار کی جانب چل دیے جہال بہنچ کر انہوں نے ادھر اُدھر گھوم پھر کر وفت گزارہ اور پھر آتما رام نامی ایک کہاڑیے کی دوکان پر جا پہنچ جو جاقو چھڑیاں ڈھیرلگا کر پچے رہا تھا۔

غازی علم الدین شہید بر اللہ نے ایک تیز دھار چھڑی اٹھائی اور اس کی قیت آتما رام سے دریافت کی آتما رام نے اس کی جو قیمت بتائی وہ ایک روپیے تھی۔ غازی علم الدین شہید بر اللہ نے جیب سے پیسے نکالے اور وہ ایک روپیہ اس کے ہاتھ پر رکھ دیا اور چھڑی این چادر کی ڈھب میں وبوج لی۔ آپ بر اللہ نے اس سے کوئی سوال نہ کیا اور چھڑی این چھڑی کی قیمت کی کمی کے بارے میں کوئی تکرار کی۔ آتما رام ابھی ان کوغور اور نہ ہی چھڑی کی قیمت کی کمی کے بارے میں کوئی تکرار کی۔ آتما رام ابھی ان کوغور سے دیکھ ہی رہا تھا کہ استے میں کسی دوسرے گا ہک نے ان کی توجہ اپنی جانب مبذول کرائی۔ اب غازی علم الدین شہید بر اللہ وال سے شاہ عالمی کی جانب چل دیے اور کرائی۔ اب غازی علم الدین شہید بر اللہ اسے شاہ عالمی کی جانب چل دیے اور کرائی۔ اب غازی علم الدین شہید بر اللہ اللہ کی اور کے اس کی نظروں سے جلد ہی او جھل ہو گئے۔

اس وفت غازی علم الدین شہید عمیشائیہ کی کیفیت دیدنی تھی ان کی روح سرشاری سے جھوم رہی تھی۔

### راجیال کے دفتر میں: -

ال وقت دن کے ایک زنج کر پیچاس منٹ ہو چکے تھے۔

راجبال کا دفتر ہمینال روڈ پر قطب الدین ایک کے مزار سے تھوڑا پہلے عشرت بہشنگ ہاؤی کی دوکان کے سامنے واقع تھا۔ جس میں شیطان صفت راجیال اپنا کاروبار کیا کرنا تھا۔ وفتر سے ذرا پہلے لکڑی کا ٹال تھا جس کے ساتھ ایک چھوٹا سا کھوکھا بنا ہوا تھا۔ غازی علم الدین شہید جیستے نے وہاں پہنچ کر کھو کھے کے اندر بیٹے ہوئے ایک نوجوان سے استفسار کیا!

''راجیال کا دفتر کون ساہے؟ اور کیا وہ اُس کے اندر موجود ہے؟'' اس نوجوان نے بتایا کہ راجیال کا دفتر ساتھ ہی میں ہے وہ ابھی بجک نہیں آیا ہے جس وفت وہ دفتر میں ہوتا ہے تو پولیس کے جوان اس کے دفتر کے آگے پہرا دے رہے ہوتے ہیں۔

نوجوان کی بات س کر غازی علم الدین شہید میں کھو کھے کے باہر بچھے ہوئے ایک نی بیٹے کی باہر بچھے ہوئے اور راجیال کے انظار میں مصروف ہو گئے۔ تھوڑی ہی دیر گزری ہوگا و اس میں سے گزری ہوگا کہ دفتر کے میں آگے ایک کارآن کرری کارکا دروازہ کھلاتو اس میں سے ایک شخص نکلا جسے دیکھتے ہوئے اس نوجوان نے غازی علم الدین شہید میں ایک کندھا ہلاکرا سے اشارے سے بتایا کہ بھی راجیال ہے جس نے کتاب چھالی ہے۔

راجیال این دفتر میں چلا گیا اور غازی علم الدین شہید عمید کی آنکھوں میں خون ارتبال این اللہ میں خون اور غازی علم الدین شہید عمید کی آنکھوں میں خون اتر آیا اور اُن کے کانوں میں خواب والے برزگ کے الفاظ مکڑائے!

"علم الدين! جلدى كرو، ديركرنے يے كوئى اور بازى لے جائے گا\_"

ان الفاظ کے تکڑاتے ہی غازی علم الدین شہید بیشائیہ تیزی ہے اٹھے اور دفتر کی جانب روانہ ہو مجھے۔ کھو کھے والا وہ نوجوان مہری نظروں سے غازی علم الدین شہید میشائید کی جانب دیکھ رہا تھا۔ ا

راجیال ہر دوار سے واپس آیا تھا اور دفتر میں جا کر اپی کری پر بیٹھا اور پھر

پولیس کواپی آمد کی خبر دینے کے لئے ٹملی فون کرنے کے بارے میں سوچ رہا تھا کہ اینے میں غازی علم الدین شہید میں اللہ یونٹر کے اندر داخل ہوئے۔

اُس وقت راجپال کے دفتر میں دو ملازم بھی موجود تھے۔ ان میں ہے ایک کدار ناتھ بچھلے کمرے میں کتابیں رکھ رہا تھا جب کہ دوسرا ملازم بھگت رام، راجپال کے پاس ہی کھڑا تھا۔ راجپال نے درمیانے قد کے گندمی رنگت والے نوجوان کو دفتر میں داخل ہوتے دیکھا تو اس نے انہیں کوئی عام گا کہ تصور کیا جبکہ وہ اس بات سے بے خبرتھا کہ اذن الہی آ چکا ہے اور موت کا فرشتہ اس نوجوان کی شکل میں اُس کی جان لینے کے لئے آن بہنچا ہے۔

غازی علم الدین شہید مُرِینا اندر داخل ہو کر راجیال کی میز کے آگے رُکے جس کے بیچھے وہ بیٹھا ہوا تھا اور ٹیلی فون پر اس کا ہاتھ رکھا ہوا تھا۔ راجیال اور موت کے درمیان انتہائی کم فاصلہ رہ گیا تھا۔ اتنے بیس رام بھگت وہاں سے ہٹ کر ایک الماری کی جانب بڑھ گیا تا کہ کتابوں کی جھاڑ ہونچھ کر سکے۔

### قل کے روز راجیال کے معمولات:-

راجیال ہرروز صبح کے وقت لارٹس گارڈن کی سیرکوائل وعیال کے ہمراہ جایا کرتا تھا۔لیکن آج ۱۹ پریل ۱۹۲۳ء کواس کے معمولات میں فرق آگیا تھا اسے شایداس بات کا احساس ہو گیا تھا کہ اس کے تعاقب میں شاید موت لگی ہوئی ہے، اس دن وہ خلاف معمول دریا پر گیا اور وہاں سے واپس آگر اُس نے دوکان میں کام کیا۔ ایک بج اس نے کھانا کھایا اور پھر دوکان میں آکر اس نے کام شروع کیا، اڑھائی بجے موت نے اپنا بگل بجایا اور قاتل نے آکر اس کا کام تمام کردیا۔

راجيال، جهنم وأصل:-

غازی علم الدین شہیر میں ہے بغور راجیال کو دیکھا اور اس کے چبرے پر

شبت خیافت ہے سمجھ گئے کہ نیمی راجپال ہے۔ اس کے ساتھ ہی ایک ساعت ضائع کئے بغیر انہوں نے اپنی ڈھب نے وہی تیز حھڑی نکالی اور انتہائی گہری نظروں سے اپنے نشانے کوتا کا تیزی ہے ہاتھ کوفضا میں بلند کیا اور سیدھا اس کے جگر پر دے مارا۔ حیثری کا پورا پھل انتہائی برق رفتاری ہے راجپال کے سینے میں ہڈیوں کو کڑ کڑا تا ہوا جگر میں پیش گیا۔ اس تیز رفتاری کے ایک ہی وار نے اپنا کمال دکھایا۔ راجپال کے منہ سے ہلے کا لفظ نکلا اور بلاتا مل وہ اوند ھے منہ زمین پر جا گرا۔

راجپال کے گرتے ہی غازی علم الدین شہید بیانی نے تیزی سے اپنی چھڑی کو کھینچا جس سے راجپال کے سینے سے خون کا فوراہ انتہائی تیزی سے البنے گے۔ راجپال کے زور سے ہائے کرنے کی آواز س کر کدار ناتھ اُس جانب لیکالیکن غازی علم الدین شہید بیانی کے ہاتھ میں خون آلود چھڑی د کھے کروہ وہ بیں خوفز دہ ہوکر رُک گیا اور ہاتھ میں کازی علم الدین شہید بیانی کی طرف اچھال دیں لیکن ان میں سے کوئی بھی کتاب غازی علم الدین شہید بیانی کی طرف اچھال دیں لیکن ان میں سے کوئی بھی کتاب غازی علم الدین شہید بیانی کونہ گئی۔

غازی علم الدین شہید مین اللہ بے جب صورتحال کا جائزہ لیا تو راجیال دم توڑ کیا تھا۔ یہ دکھے کر غازی علم الدین شہید میند اللہ یا تھا۔ یہ دکھے کر غازی علم الدین شہید میند اللہ یا قال باہر کی جانب تیزی ہے لیکے۔ یہ دکھے کر کدار ناتھ اور بھگت رام دونوں شور مجانے گے اور غازی علم الدین شہید میند کے بیجھے شور مجاتے ہوئے لیکے اور چیخ چیخ کر کہنے لگے!

" كيرو كيروم بيروم اركيا ..... ماركيا راج بال كو ماركيا .... مارا عميا ..... مارا مميا ..... مارا عميا ...

توبين رسالت ماب يضيعيم كابدله: -

راجیال کے دفتر سے عین اوپر پہلی منزل میں اخبار گوروگھنٹال کا دفتر تھا جہاں اخبار کا مالک شام کپور جیٹھا ہوا تھا۔ اُس کے ساتھ دیوان وزیر چند گوجرانوالہ جیٹھا کسی

عن زی کم الدین شهرید دیسید کیسی کردادی الدین شهرید دیسید

مسئے پر بات چیت کر رہاتھا۔ جب انہوں نے بے آنہا شور وغل سنا تو ہویوان وزیر چند نے اشھ کر کھڑی سے بنچے سڑک کی جانب جھا نگا۔اسے راجپال کے دفتر کے آگے کتابیں ہی کتابیں نظرآ کیں۔ اُس نے ایک نوجوان کو تیڑی سے ہمپتال روڈ کی جانب بھاگت ہوئ کر یہ جہتال روڈ کی جانب بھاگت ہوئ دیکھا جس کے بیچھے لوگ پکڑو پکڑو کی آواز لگائے بھاگ رہے تھے۔ یہ دیکھ کر وہ او پر سے ہی جیخے و پکار کرنے لگا اور پھر تیزی سے کھڑی سے ہی کر سیڑھیاں دیکھ کر وہ او پر سے ہی کر میڑھیاں۔ اُتر تا ہوا نے آیا اور اس نوجوان کی جانب لیکا۔

عازی علم الدین شہید عمین اللہ میں شہید عمین اللہ میں اللہ علیہ الدین شہید عمین اللہ میں اللہ میں اللہ کے الدرگس گئے اور نککے پر جا کرا ہے ہاتھ ڈھونے لگے۔ راجپال کے گندے خون سے اپنے ہاتھ صاف کئے اور پھر واپس لیکے۔لیکن آ گے ہجوم اکٹھا ہو گیا تھا اور شور مجا رہا تھا۔اتنے میں ستیا رام کے بیٹے دریا نند نے انہیں بکڑ لیا جو اس وفت شور سن کرا ہے دفتر سے باہر آیا تھا۔

غازی علم الدین شہید میں نیا ہے جب بیصور شخال دیکھی اور لوگوں کا شور وغل سنا تو اس کے جواب میں بلند آواز ہے یکارا!

> ''لوگو! سنو: میں نے ایک ہندوکونہیں ایک شیطان کو مارا ہے اور میں نے اس سے اس کی گنتاخی رسول اللہ منظیکی کا بدلہ لیا ہے۔ میں نے اس سے اس کی گنتاخی رسول اللہ منظیکی کا بدلہ لیا ہے۔ میں نے تو بین رسول اللہ منظیکی کا بدلہ لیا ہے۔''

اتنے میں دلوان وزیر چند بھی وہاں پہنچ گیا۔ اُس کے دریافت کرنے پر غازی علم الدین شہید مینند نے کہا!

''میں نے دوکان سے پھھ نہیں چرایا۔ میں نے تو گتاخ رسول اللہ سے ایکھ نہیں ہے اور اس سے ایپے رسول مرم میضائی آنا کی تو بین کا بدلہ لیا ہے۔''

### من زي الدن تهريد المسيد المسيد

## غازى علم الدين شهيد عِينُ ليه كي گرفتاري: -

لوگوں نے غازی علم الدین شہید جینیہ کو گھیرلیا تھا اور انہیں پکڑ کر راجپال کے دفتر کی جانب لوٹے و ہال پہنچ کر معلوم ہوا کہ راجپال قل ہو چکا ہے اور زمین پر اُس کی خون میں لت بت لاش پڑی ہے۔ غازی علم الدین شہید جینیہ نے ایک گہری نظر سے اس کی جانب و یکھا۔ پہلے تو ان کا رنگ قدرے زرد ہوالیکن پھر ان کا چہرہ دشمن رسول اللہ میں جانب و یکھا۔ پہلے تو ان کا رنگ قدرے زرد ہوالیکن پھر ان کا چہرہ دشمن رسول اللہ میں جانب کی حالت و کھے کر سرخ ہو گیا اور ان کے چہرے پر طمانیت چیکنے دسموں انہوں نے پھر بلندآ واز سے کہا۔

"میں نے اپنے آقا رسول اللہ مطابعیًا کی گتاخی کا بدلہ کے لیا ہے۔''

اُس وقت غازی علم الدین شہیر مین اللہ کے چہرے پر جو زردی ایک لمحہ کے لئے آئی تھی وہ اس اندیشے سے تھی کہ کہیں دوسروں کی طرح وہ بھی ناکام نہ ہو چکے ہوں۔ گراپی کامیابی کو دیکھ کراُن کے چہرے پر سرخی لوٹ آئی تھی اور تشویش کی جگہ ایک عجیب قشم کی طمانیت ابھرآئی تھی۔ ایک عجیب قشم کی طمانیت ابھرآئی تھی۔

راجپال کے قل کی خبر آنا فانا سارے شہر میں کونج اٹھی اور ہندو آربیہ ہاج کے نوجوان تیزی ہے جہے کے نعرے لگانے نوجوان تیزی ہے ہیں تال روڈ پر جمع ہو گئے اور آربیہ ہاج کی ہے ہے کے نعرے لگانے کی اور آربیہ ہاج کی ہے ہے کے نعرے لگانے کی اور آربیہ ہائی نہ دے رہی تھی۔ لگے۔ اُن کی چیخ و پکار اور شوروغل ہے کان پڑی آواز سنائی نہ دے رہی تھی۔

دیوان وزیر چند نے ایک نوجوان کو تھانہ لوہاری گیٹ بھیجا تا کہ پولیس کو بلا لائے۔ تھانے میں اس وقت ڈیوٹی پر برکت علی کانٹیبل موجود تھا۔ جب اُس کو راجپال کے تقانے میں اس وقت ڈیوٹی پر برکت علی کانٹیبل موجود تھا۔ جب اُس کو راجپال روڈ کے تاکہ رسنائی می تو خود رحمت خان کانٹیبل کے ساتھ چند سپاہی لے کر ہمیتال روڈ پر اس نوجوان کے ہمراہ پہنچا تا کہ اصل صور تحال کا پہنہ چل سکے اور ملزم کو تھانے لایا جاسکے۔

برکت علی نے اپنے ہمراہ آنے والے دوسیا ہیوں کے حوالے غازی علم الدین شہید عمید کی اور کہا

> ''اے فوری طور پر پولیس چوکی لوہاری دروازہ میں لے جاکر بند کر دے تاکہ ملزم کولوگوں کے اکتھے ہونے والے جوم کی اشتعال انگیزی سے محفوظ رکھا جاسکے۔''

پولیس کے وہ دونوں سپائی تیزی سے جوم کے اندر سے راستہ بناتے ہوئے غازی علم الدین شہید عمیلیہ کو لے کر پولیس چوکی لوہاری گیٹ میں لے گئے اور اسے حوالات میں بند کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد ہیڈ کانٹیبل تارا چند وہاں پہنچ گیا۔ اُس نے دفتر کے اندرموجود راجپال کی نعش کا معائنہ کیا۔ خون آلود چھڑی قبضہ میں کی اور جائے وقوعہ کا سارا جائزہ لے کرکیس مرتب کرنا شروع کر دی۔

جب غازی علم الدین شہید بیشند کو پولیس چوکی لوہاری گیٹ حوالہ حوالات کیا گیا تو ایک پولیس ملازم نے سب انسپٹر جلال دین تھا نہ بچہری کوفون کرکے راجپال کے قتل کی اطلاع دی۔ جس پر جلال الدین سب انسپٹر سارے کام چھوڑ کر تیزی سے پولیس چوکی لوہاری گیٹ بہنچا اور غازی علم الدین شہید بیشند کی گرفتاری کی تقدیق کی۔ بعدازاں تارا چند ہیڈ کانشیبل کی رپورٹ پر اُس نے غازی علم الدین شہید بیشند کے کیڑوں اور ہاتھوں کی خراشوں کو بھی قلم بند کیا اور پھر وہ دفتر راجپال بہنچا۔ جلال الدین نے وہاں پر وقوعہ کا کمل خاکہ قلم بند کیا اور چھڑی کو بند کرے اس پر بہنچا۔ جلال الدین نے وہاں پر وقوعہ کا کمل خاکہ قلم بند کیا اور چھڑی کو بند کرے اس پر ایمام الدین کا نظم کی مہر گوا کر سر بمہر کر دیا۔

قتل کی ریورٹ: -میسیہ۔۔۔۔۔۔۔

اس قبل کی با قاعدہ رپورٹ ملزم کیدارناتھ نے انارکلی بولیس تھانہ میں درج کروائی۔ بھکت رام اور کیدار ناتھ نے بطور عینی گواہان قبل اپنا نام درج کرایا۔ پر مانند

اور ناکک چند جنہوں نے عازی عازی عام الدین شہید میں کیے اللہ کو بعداز اعلانِ قل پکڑا تھا انہوں نے بھی اپنے بیانات درج کروائے۔ آتما رام دوکا ندار نے بھی اپنا بیان درج کروائے۔ آتما رام دوکا ندار نے بھی اپنا بیان درج کروایا کہ وہ غازی علم الدین شہید میں ہے کواس قدر جانتا ہے کہ اُس نے میرے سے چھڑی خریدی تھی اور یہ کہ میں چھڑی کواس قدر جانتا ہے کہ اُس نے میرے سے چھڑی خریدی تھی اور یہ کہ میں چھڑی کوبھی پہچانتا ہوں۔

جائے وقوعہ قل پر انسپٹر جزل بولیس ، سپرنٹنڈنٹ بولیس خان بہادر عبدالعزیز، مسٹر پکل ڈپٹی کمشنر، روش لال مجسٹریٹ بہنچ چکے تھے اور بڑی مشکل سے آریہ اج غنڈول اور جوم کو کنٹرول کر رہے تھے۔ بڑی مشکل سے بولیس نے سڑک کے اس جھے کو بجوم سے خالی کروایا اور اس سڑک پر آمدورفت بند کروا دی۔

پولیس نے راجپال کی تعش کو پوسٹ مارٹم کے لئے میو ہبتال بھجوایا۔خون آلود جگہ کو سربمبر کر دیا اور سربمبر سامان قبل علاقہ مجسٹریٹ کی عدالت میں بھیج دیا۔ نعش بوسٹ مارٹم کے لئے بھیجنے سے پہلے دوکان سے باہر ایک چار پائی پر رکھی۔ ایک فوٹو گرافر نے اس کا فوٹو بنایا۔ اس کے بعدنعش کوموٹر کار پر رکھ کر پوسٹ مارٹم کے لئے بھیج دیا گیا تھا۔ بعدازاں پولیس انسپٹر جواہر لعل پولیس چوکی لوہاری دروازہ پہنچا۔ جہال اس نے لوگوں کی موجودگی میں غازی علم الدین شہید عید اللہ کے کڑے اتروائے کپڑے اتار نے میں کاروائی خوش حال چند نے اپنے سامنے کروائی جواس زمانے میں قلعہ گوجر سنگھ میں دوکا نداری کرتا تھا۔

جواہر لعل نے کیڑوں کا پارسل بنایا۔ پارسل بنانے سے پہلے خون آلود حصہ فلمین اور تہبند سے کاٹ کرعلیحدہ کر دیا گیا۔ ان سب فکڑوں کوسر بمہر کر دیا گیا۔ پھر ایک فروضبطی بنا کراس برخوش حال ہندواور دوسرے گواہان کے دستخط شبت کروائے اور اس طرح ساری کاروائی مکمل کی۔

نعش كالوسك مارثم:-

راجيال كى نعش جب ميوسينال يېنجى تو ۋاكٹر ۋارس نے نعش كا بوست مارمم كيا

لغش کی۔ شناخت کا فریضہ ڈاکٹر گردھاری لال نے کیا۔ پوسٹ مارٹم رپورٹ تیار کی گئی جس کے مطابق راجپال کے جسم کے مندرجہ ذیل حصوں پر زخم آئے تھے۔
''دونوں ہاتھوں کی انگلیاں، سر، چھاتی، پٹھے جب کہ کلیجہ بُری
طرح مجروح تھا۔ کلیجہ کے قریب کی پہلی ٹوٹی ہوئی تھی، چھاتی کے
بائیں جانب ایک انچ کمبا اور تقریباً ساڑھے تین انچ چوڑا زخم تھا
جس کی گہرائی سات انچ تک تھی چوتھی پہلی بالکل کٹ گئی تھی اور
بائیں پٹھے یرنمایاں زخم موجود تھا۔''

ڈاکٹروں کی رپورٹ کے مطابق تقریباً ایک درجن ضربات کے نشانات تھے اور موت کاسبب کلیجے پر لگنے والے گہرے زخم کو قرار دیا گیا تھا جو کہ کسی تیز نوک دار ہتھیار سے لگایا گیا تھا۔

### سارےمقدے کی دستاویزات:-

غازی علم الدین شہید مین اللہ کے مقدمات کی قانونی وستاویزات جن میں راجیال کے قتل کی رپورٹ، غازی علم الدین شہید مین شہید مین اللہ کے قتل کی رپورٹ، غازی علم الدین شہید مین اللہ کا بیانِ حلفی، وقوعہ کی نشاندہ ی اور عدالت میں پیش کیا جالان فارم شامل ہیں جواس وقت ایک دستاویزات کی حیثیت رکھتی ہیں۔

#### خوف و هراس اور اشتعال کی کیفیت: -

راجپال کے قل کی خبر سارے شہر میں آنا فانا کھیل گئی۔ ہندوؤں کے علاقوں میں انتہائی خوف و ہراس اور اشتعال کھیل گیا۔ آربیساج کے غنڈ بے بازاروں میں نکل آئے جس سے ہندومسلم کشیدگی کا خطرہ پیدا ہو گیا تھا۔ جس پر مجسٹریٹ نے فوری طور پردفعہ ۱۳۴۴ نافذ کر دی۔

اس روز روزنامہ زمیندار کے دفتر کے سامنے باغ میں پائٹریس کی

الدين شهيد بين المالين أمالين شهيد بين المالين الما

جانب سے قومی ہفتے کے سلسلہ میں ایک جلسہ بھی رکھا ہوا تھا جس کو فوری طور پر بھکم اپلیس انسپکڑ اور شلعی مجسٹریٹ زیر دفعہ ۱۳۳۴ کے تحت روک دیا اور اس جلسے کے بعد نکلنے والے جلوں کو بھی حکماً منسوخ کر دیا گیا تا کہ سی بھی قتم کا فساد نہ ہو سکے اور نہ ہی بندو مسلم کشیدگی میں مزید اضافہ ہو سکے۔

#### . گھروالول کواطلاع:-

راجیال کے قل اور غازی علم الدین شہید بہتائی کی گرفتاری جب گھر پہنی تا ادران کے گھر بیں پورے محلّہ کی عورتوں کا جم غفیرلگ گیا۔
طالع مند اور محمد بن اس وقت گھر بیں موجود نہ تھے۔ طالع مند کو یہ خبر کشمیری بازار بیں ملی تو وہ لھے بھر کے لئے سکتہ میں آگئے اور پھر قدر ہے سنجل کر تیزی ہے گھر کی جانب بھا گے۔ گھر کے پاس پہنچ کر انہوں نے ایک جم غفیر کو اپنے دروازہ پر موجود پایا تو یک بھا گے۔ گھر کے اندر داخل ہوئے۔ تھوڑی دم کھنک کرر کے اور پھر با تامل بچوم کو چیرتے ہوئے گھر کے اندر داخل ہوئے۔ تھوڑی در بعد محمد دین بھی یہ خبرین کر انہائی تیزی سے بھا گیا ہوا آیا اور گھر پہنچ گیا۔

ابھی انہوں نے صورتحال کا اندازہ بھی نہ لگایا تھا کہ پولیس پارٹی وہاں پہنچ گئی جس کو دیکھیے کر بچوم ادھر اُدھر کھسک گیا۔ پولیس آفیسرز نے گھر کے دروازے پر چند سلح سپاہیوں کی ڈیوٹی لگائی۔خود اندر جا کر طالع مند کو بلایا اور اسے بتایا کہ اس کے بیٹے کے ہاتھوں راجیال کاقتل ہو گیا ہے اور اسے گرفتار کرلیا گیا ہے۔

چونکہ اس وقوعہ سے ہندومسلم فساد اور اُس کے گھر والوں کے قتل ہونے کا خطرہ ہے، اس لئے انہیں ہدایت کی جاتی ہے کہ ان میں سے کوئی بھی گھر سے باہر نہ نکلے۔

طالع مندبین کرانہائی حیراتی کے عالم میں پولیس انسپکڑ کا منہ دیکھنے گئے۔ بڑی مشکل سے محلے کی عورتوں کو گھر سے باہر نکالاحمیا اور طالع مند کو گھر کا دروازہ بند

کرنے کا کہہ کر پولیس انسپٹڑ گھرے باہر نکلا اور اس نے پورے محلّہ میں پولیس کے جوانوں کو بہرے کے لئے مختلف جگہوں پر کھڑا کر دیا۔

شيد\_\_\_كواطلاع:-

شیدا گھر میں بیٹھا مختلف سوچوں میں گم تھا کہ ایک خیال کے تحت وہ گھر ہے نکلا اور مسجد وزیر خان کی جانب چل دیا جہاں اس کو ایک دوست ملا اور اس نے راجیال کے تل اور غازی علم الدین شہید مجینید کے گرفتار ہونے کی خبراہے سنائی۔

بی خبرین کرشیدا چند کمحول کے لئے سکتے میں آگیا اور پھر دوست کے جھنچھوڑنے پر تیزی سے غازی علم الدین شہید میندیشے گھر کی طرف بھاگ گیا۔

وہاں پہنچا تو پولیس نے اسے غازی علم الدین شہید میں لیے گھروالوں سے ملنے نہ دیا اور وہاں بچھ دریہ ہے بس کھڑے رہنے کے بعدا پنے گھرواپس آگیا اور اپنے کمرے میں بند ہوکررونا شروع کر دیا۔

قدرے رونے کے بعد جب اُس کی حالت سنبھلی تو اس نے بیر تہہ کر لیا کہ وہ ہرصورت میں غازی علم الدین شہید مرہ ہے گھروالوں کی مدد کرے گاتا کہ ان کوکسی بھی قتم کی تکلیف کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

مندوول كا اعلان: <u>-</u>

غروبِ آفاب کے دفت راجیال کالغش کا پوسٹ مارٹم مکمل ہوا اور اخبارات نے ڈاکٹر ڈارکن سے اس پوسٹ مارٹم کی تفصیلات من کرفوری طور پر اپنے اخبارات کے شمیے شاکع کئے۔

اس کے ساتھ ہی اس میں ہندؤ آریہ ساج کی جانب سے بیاطلاع بھی شالع ہوئی کہ اگلی صبح کو راجیال کی ارتقی کا جلوس نکالا جائے گا۔ اس خبر نے سارے لا ہور میں سنسنی خیزی اور کشیدگی کی فضاء قائم کر دی۔

ے ایریل کی صبح کو سارا لا ہور پولیس کی بھاری نفری کے نریخے میں آچکا تھا۔ تمام بازار بند تھے اور بڑے بڑے بازاروں میں پولیس کا گشت تیزی سے جاری تھا۔ پولیس کے پیدل سپاہیوں کے علاوہ گھوڑ سوار اور موٹر سائنکل سوار با قاعدہ گشت کر رہے تھے اور صورت ِ حال کا جائزہ لے رہے تھے۔

پنڈٹ ٹھاکروت شرما (امرت دھارا) ، رائے بہادر بدری دائ ، پرمانند نے آریہ ساج والوں کا ایک وفد ترتیب دیا اور ڈپٹی کمشنر سے ملاقات کر کے انہیں ہجوم کو ارتھی کا جلوس نکالنے کی درخواست دی جس میں مطالبہ کیا گیا تھا کہ ارتھی کو ہندو محلوں سے گزرنے کی اجازت دی جائے تا کہ ہندو راجپال کا آخری دیدار کر سکیس لیکن ڈپٹی کمشنر نے اس کی اجازت دی جائے تا کہ ہندو راجپال کا آخری دیدار کر سکیس لیکن ڈپٹی کمشنر نے اس کی اجازت دیے ہے انکار کردیا۔

اب ہندوؤں نے میو ہیتال کا گھراؤ کر لیا تا کہ زبرد تی تغش حاصل کی جا
سکے اور ارتھی نکالی جا سکے لیکن ڈپٹی کمشنر نے اس بات کو تخی سے نبٹانے کی ہدایت کی
جس پر جوم نے خالی ارتھی اٹھا کر ایک جلوس کی شکل اختیار کر لی۔ جب ڈپٹی کمشنر
نے اس کا تخی سے نوٹس لیا تو ٹھا کروت نے میو ہیتال کی دیوار پر کھڑے ہو کر جوم کو
ڈپٹی کمشنر کے فیصلے سے مطلع کیا جس پر جوم مشتعل گیا اور اُس نے ہنگامہ آرائی
شروع کر دی۔

ڈپٹی کمشنر نے پولیس جوانوں کواس معاملہ سے بختی سے نیٹنے کا تھم دیا اور اس طرح پولیس نے زبردست لائھی جارج کر کے جوم کومنتشر کر دیا اور ارتھی چھین لی۔اس سارے معاملہ میں اس (۸۰) آ دمی زخمی ہوئے جن میں سے بعض شدید زخمی ہوئے۔ اس لائھی جارج میں ڈاکٹر خان چند دیو، پنڈت ٹھا کروت شرما، پرمانند اور کئی دوسرے بااثر افراد بھی شامل تھے۔

صورت حال انتہائی خراب ہو چکی تھی۔ ہندوؤں نے جگہ جگہ ہنگامہ آرائی کی کوشش کی لیکن وہ ناکام رہے۔ بہرحال بعد ہیں راجیال کی ارتھی کامخضر جلوس رام باغ

نزد بادامی باغ شمشان گھاٹ اکٹھا ہوا جہاں راجیال کی تغش نذر آتش کر کے اس کی را کھ دریائے راوی میں بہادی گئی۔

## غازی علم الدین شہید عب اللہ کے گھروا لے مشکلات کی زد میں: -

اس واقعہ سے سارا شہر لرز چکا تھا۔ ہندوؤں اور مسلمانوں کے جذبات میں زبردست اُبال آچکا تھا۔ غازی علم الدین شہید مینیلیا کے گھر والے ان حالات میں بالکل محصور ہوکررہ گئے تھے۔ پولیس کے سر پر بے حد ذمہ داری عائد ہوتی تھی کہ وہ کسی طرح بھی ہندوجلوس یا گروہ کو بازار کو چہ جا بک سواراں میں داخل نہ ہونے دے اور وہ لوگ غازی غازی علم الدین شہید مینیلیا کے گھر والوں کو کسی بھی قتم کا کوئی نقصان نہ بہتھا سکیس۔

طالع مند کے لئے گھر کے لئے ضروریات کا سامان بھی عاصل کرنا مشکل ہو
رہا تھا۔ انہیں اس سلسلہ میں وہ گھر کے بالائی حصہ سے بنچے لاٹین لئکاتے اور ایک
جوان اس میں مٹی کا تیل بھر دیتا۔ اس طرح دوسرا سامان ضرورت بھی اسی طریقے سے
عاصل کرنا پڑتا تھا جس سے ان کے گھر میں بے پناہ مشکلات بیدا ہو پھی تھیں ،کین
ماسوائے صبر کے اب اُن کے پاس کوئی چارہ کار نہ تھا۔

#### شیدے کا احساس ذمہ داری: -

شیدے نے جب سے عازی علم الدین شہید بین آلئے کی گرفتاری کا ساتھا اُس کی مجھ کا حال بہت بُراتھا۔ اُس کا احساس ذمہ داری اسے کچوکے دے رہا تھا لیکن اُس کی مجھ میں یہ بات بالکل نہیں آتی تھی کہ ان حالات میں وہ کیا کرے اور کیا نہ کرے۔ بھی وہ بھا گم بھاگ بولیس اشیش جاتا کہ کسی طرح اس کی ملاقات عازی علم الدین شہید بھا گم بھاگ بولیس اشیش جاتا کہ کسی طرح اس کی ملاقات عازی علم الدین شہید بھا تھا سے بھا تھے اور وہ اس کا حال احوال جان سکے اور اپنے من کی بات اسے بتلا سکے کیکن پولیس کسی بھی صورت میں اسے ملے نہیں دے رہی تھی اور جب وہ وہ اس سے گھبرا

في زي الدين شهريد المينية

کر فازی علم الدین شہید میں اللہ کے گھر کی طرف بھا گتا ہوا پہنچتا تو پولیس یہاں بھی اس
کی راہ میں مزاتم ہوتی اور کسی بھی صورت طالع منداور محمد دین ہے اسے ملاقات نہ
کرنے دیتی۔ مجوراً وہ بے بسی کا نمونہ بنا گھر کے عین سامنے چپ چاپ کھڑا رہتا اور
جس وقت بھی گھر والوں کو کسی ضرورت کا احساس ہوتا اور طالع منداو پر سے رسی میں
بندھا ہوا برتن لاکاتے وہ بھاگ کرآگے ہوتا اور ان کے حکم کے مطابق سارا سودا سلف لا
کراس میں ڈال دیتا جے وہ او پر کھنچ لیتے۔ اس معاملہ میں شیدے کو کئی مرتبہ پولیس
تشدد کا سامنا بھی کرنا پڑالیکن وہ اپنی اس روش سے بالکل باز نہ آیا۔ جسج منہ اندھیرے
سے لے کردات گئے تک وہ اس طرح پنڈولم کی طرح گھومتا رہتا۔

### شیدے کے والدین کواصل حالات کی باخبری:-

دومری طرف شیدے کے گھر والے شیدے کی اس فتم کی سرگرمیوں سے سخت

نالال تھے۔انہوں نے ایک ون رات کے وقت شیدے سے اس معالمے میں باز پر س

کی اور پوچھا کہ اسے غازی علم الدین شہید بین اللہ سے کیا لگاؤ ہے؟ جو یوں حواس باخت

سارا دن گھر سے غائب رہتا ہے اور غازی علم الدین شہید بین اللہ کے گھر کے باہر کیوں
پہرہ دیتا رہتا ہے؟ کیوں وہ اپنے آپ کو مصیبت میں ڈالے ہوئے ہے ؟اس پر
شیدے نے کہا کہ

"اگراس طرح میری جان چلی جاتی ہے تو چلی جائے کیکن میں غازی علم الدین شہید عین اللہ کے گھر اور پولیس اسٹیشن کے چکر اگل نے سے بازنہیں رہ سکتا۔"

ا تنا کہتے ہی اس کی آتھوں میں زار و زار آنسو بہنے لگے جس پر اس کے والدین گھبرا مجئے اور انہوں نے اصل بات بتانے پرزور دیا۔

والدين كى ضد كے سامنے شيدے نے جھيار ڈال ديئے اور اس نے اپنا

خواب، پر چیال ڈالنے اور قرعہ اندازی غازی علم الدین شہید عیشاہ کے نام نکلنے کا سارا واقعہ بیان کیا اور رہ بھی کہا کہ

> ''اے اس بات کا سخت افسوں ہے کہ اس کا نام اس سعادت کے نے نہیں نکلا۔''

شیدے کی ہات من کر اُس کے باپ نے فوری طور پر اپنے بیٹے کو اپنے سینے سے لگالیا اور کہا کہ

"تو تو کھ اور ہی نکا ہے جبکہ میں کھے کھ اور سمجھتا تھا۔ مجھے تو اس بات کا علم ہی نہ تھا کہ تو تو کسی اور راہ کا راہی ہے۔ جا آج سے میری طرف سے کھے اجازت ہے جبیبا بھی ہے اپنی دوئی نبھا تا رہ اور اس معاملے میں کسی بھی شم کی کوتا ہی نہ کرنا اور نہ ہی باوصف مشکلات کے بیچھے ہمنا۔"

دوسری طرف شیدے کی اس فرض شنای اور جان پر کھیلنے کے باوصف مستعدی اور خدمت گزاری نے طالع مند کے دل میں شیدے کی وقعت بے حد بردھا دی۔ وہ تو اسے ایک آوارہ گرد اور اوباش انسان سجھتے تھے لیکن وہ اندر سے پچھ اور ہی نکلا اور امین نے اس کے بارے میں جو بات کہی تھی وہ محض غلط فہمی کا متیجہ نگی تھی۔ اس لئے وہ اب شیدے اور غازی علم الدین شہید مرشانیہ کی دوستی کو مشکوک نظروں سے دکھنے پر پچھتار ہے تھے اور اس کے لئے دل سے دست دعا تھے۔

دوسری طرف شیدے کو اگر کسی طرف سے دل کو تسلی ملتی تھی کہ اللہ تعالیٰ عزوجل نے اس کے دوست عازی علم الدین شہید میں اللہ کواس مقصد کے لئے چنا ہے اور اس کی عدم موجودگی میں وہ اس کے والدین کا خیال رکھ کر اللہ تعالیٰ عزوجل کی بارگاہ میں اپناحق دوئی ادا کر رہا ہے اور اللہ تعالیٰ عزوجل ہی اس کا اجر اُسے بھی دینے والا ہے۔

## من زی الدین تبهید بیشید کا کی الدین تبهید بیشید

اب چونکہ شیدے کی راہ کی رکاوٹ والدین کی باز پرس ختم ہو چکی تھی اس لئے شیدا اب نماز فجر کے ساتھ ہی طالع مند کے محلّہ میں پہنچ کر اپنا مور چہ سنجال لیتا اور کسی بھی قتم کے خطرات و تشدد کی پرواہ کئے بغیر پروانہ ملتے ہی غازی علم الدین شہید میں بھی قتم کے خطرات و تشدد کی پرواہ کئے بغیر پروانہ ملتے ہی غازی علم الدین شہید میں بیناتھا۔

سیجھ عرصہ بعد جب طالع مند کو اصل حقیقت قرعہ اندازی معلوم ہوئی تو وہ بہت پچھائے کہ انہوں نے کیوں شیدے جیسے لڑکے پر بُرا گمان کیا اور شک کی نظروں سے دیکھا اور طالع مند کو اس بات کا قلق تاحیات رہا۔

#### ئن میں کے بعد کے حالات:-

راجیال کے قل کے اصل اسب جانتے ہوئے بھی حکومت اس کا سدباب کرنے میں ناکام رہی تھی۔ مسلمانوں کی بیخواہش تھی کہ حکومت غازی علم الدین شہید بین شہید بیاتی اللہ ملک کے حقیقت کی نگاہ سے دیکھے تاکہ گتاخی رسول اللہ مطابق اللہ میں اور نہ ہی آئندہ کری افتات آئندہ رونما نہ ہونے پائیں اور نہ ہی آئندہ کسی بد بخت انسان کو فر ہی فتنہ کری بالعموم اور حضور رسول کریم میں کتانی مثانی اقدس میں گتاخی اور بے ادبی کا اعادہ نہ ہونے پائے۔

دوسری طرف آربیساج والے چلا رہے تھے کہ مسلمان فرنگی حکومت اور ہندوؤں کے عزائم کا پورا ہونے میں روڑے اٹکا رہے ہیں۔ اس بات ہے اُن کی منشاء میشوؤں کے عزائم کا پورا ہونے میں روڑے اٹکا رہے ہیں۔ اس بات ہے اُن کی منشاء میشی کہ انہیں اسلام اور بانی اسلام حضور نبی کریم میشیجین کی تو ہین کی کھلی چھٹی دی جائے اورانہیں روکنے والاکوئی بھی نہ ہو وہ جیسے جا ہیں اپنی ہرزہ سرائی سے اخلاق اور قانون کی دھجیاں بھیرتے رہیں اور ان کا ہاتھ کوئی نہ پکڑے بلکہ اس بات کی انہیں شاباش دی جائے اورمسلمان اس معاملے میں چپ جاپ دیسے رہیں اور اپنی بدزبانوں کو ہمیشہ کے جائے اورمسلمان اور ہندوآپی

عن زئ الدين تهريد بينية كالمال الدين تهريد بينية كالمال الدين تهريد بينية كالمال الدين تهريد بينية كالمال المال ال

میں لڑتے رہیں اور وہ ان کی نااتفاقی اور اس ندہجی لڑائی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنی حکومت کا مزا چکھارہے اور یونین جیک برصغیر پرجھوٹی آن شان سے اہرا تارہے۔
دونوں طرف آگ کے شعلے بھڑک اور پھیل رہے تھے اور ان شعلوں کو سرد کرنے والا کوئی نہ تھا، جس کے نتیجہ میں دن بدن نہ صرف اشتعال انگیزی پھیل رہی تھی بلکہ اس کا دائرہ دمیدم وسیع سے وسیع تر ہوتا جا رہا تھا اور پورے برصغیر میں اس قتل کی بلکہ اس کا دائرہ دمیدم وسیع سے وسیع تر ہوتا جا رہا تھا اور پورے برصغیر میں اس قتل کی بازگشت نے عجب صور تحال بیدا کر دی تھی۔

ا فهام تفهیم کی کوشش: -

جب صورتحال اس سطح پر پہنچ گئ کہ دونوں قوموں میں واضح تصادم اور خون ریزی ہونے کا خدشہ نظرآنے لگا تو ہندوؤں اور مسلمانوں کے زیرک نمائندوں نے باہمی طور پر بل بیٹھ کر اس صورتحال کے سدباب کے لئے سوچا جس میں اخبارات کے ایڈیٹروں اور نمائندوں نے اہم کردار اوا کیا اور ہندؤ مسلم زیرک راہنماؤں کا ایک ایلانی طلب کیا جس میں کافی بحث و مباحثہ سے یہ بات طے پائی کہ اس معاملے میں اجلاس طلب کیا جس میں کافی بحث و مباحثہ سے یہ بات طے پائی کہ اس معاملے میں سنجیرگ سے خور کیا جائے اور اس کاحل تلاش کیا جائے۔

ال ضمن میں لا ہور کے ڈپٹی کمشز کے زیر اہتمام ایک میٹنگ بلائی گئ جس میں ہندووں اور مسلمانوں کے نمائندوں ، اخبارات کے ایڈیٹر صاحبان نے شرکت کی اور جس میں یہ بدووں اور مسلمانوں اور ہندووں میں افہام وتفہیم کی فضا قائم کرنے کی کوشش کی جائے تا کہ دونوں جانب کاغم وغصہ شخنڈا ہو سکے اور گلی گوچوں میں پیدا ہونے والی شدید کشیدگی کی وجہ سے خون کی ندیاں نہ بہہ سکیس اور بڑے بیانے پر معصوم مون والی شدید کشیدگی کی وجہ سے خون کی ندیاں نہ بہہ سکیس اور بڑے بیانے پر معصوم انسانوں کا قتل عام نہ ہو سکے۔ اس میٹنگ میں مولانا ظفر علی خان سے استدعا کی گئی کہ وہ اپنا اخترار میں اشتعال انگیز تقاریر اور مضامین کا سلسلہ چھاپنا بند کر دیں جس وہ اپنا اخفر علی خان نے دو ٹوک الفاظ میں جواب دیا کہ اگر راجیال کے خلاف روز پر مولا ' ظفر علی خان نے دو ٹوک الفاظ میں جواب دیا کہ اگر راجیال کے خلاف روز اول سے جو ایک مان میں دائی کی جاتی اور آر یہ سماج والوں کو ایک حرکات سے ابتداء ہی میں اول سے جو ایک دو تا کہ اگر راجیال کے خلاف روز اول سے جو ایک دو تا کہ اگر راجیال سے ابتداء ہی میں اول سے جو ایک دو تا کہ ایک دو تا کہ اور آر یہ سماج والوں کو ایک حرکات سے ابتداء ہی میں اول سے جو ایک دو تا کہ دو تا کہ

عن زی الدین شهید این شد

روک دیا جاتا تو آج بینوبت نه آتی اور نه ہی ایسا واقعہ رونما ہوتا۔ اب تو جو پھے حکومت نے بویا ہے اسے کائن بھی پڑے گا۔ تاہم زمیندار میں ایسی تقاریر اور مضامین شائع نه کرنے کو تیار ہوں بشرطیکہ ہندو اخبارات بھی اس امرکی یقین دہانی کرا کیں کہ وہ بھی اس باتوں کے بارے میں اشتعال انگیز تقاریر اور تہذیب و اخلاق اور ندہب سے گرے ہوئے مضامین شائع نه کریں گے اورا پی زبان بندر کھیں گے ورنہ بیسلمہ اس طرح چتنا رہے گا۔ اس بات پر ڈپی کمشنر نے یقین دہائی کروائی کہ وہ ہندو پریس کو بھی کشرول میں لائیں گے اورائی کی اسرباب کروائیس گے۔

چونکہ یہ معاملہ معمولی نہ تھا اور اس سے مسلمانوں کے جذبات شدید متاثر ہوئے تھے اور لوگ اس کو دل سے اتار نے کے لئے تیار نہ تھے۔ تاہم علامہ اقبال، مولانا محمطی شفیع، مراتب علی شاہ اور میاں عبدالعزیز نے مساعی بسیار سے ہندور ہنماؤں کو قائل کیا اور غازی علم الدین شہید میں نے حق میں ایک قرار دار منظور کروائی جس کی پیروی میں ہندوستان کے بے شار ہندوؤں میں و لیی ہی قرار داردیں منظور ہوئیں۔اس موقعہ پرایک ہندؤر ہنما بخشی بشن داس کے اس بیان کو بہت زیادہ اہمیت دی گئی۔

"دبیں ہندوہوں اور ہندوہ بھی کون آریہ بلکہ آریہ ہے بھی وس قدم آسے، میں ہندوہوں اور ہندوہ بھی کون آریہ بلکہ آریہ ہے کہ تم کسی بت کوگانی نہ دو۔ اس میں تمام مسلمانوں کا قصور نہیں ہے بلکہ بُرا فعل کرنے والا اپنے فعل کا خود ذمہ دار ہے۔ سوامی دیا تند کو ایک ہندو برہمن کا تھا نہ کہ تمام ہندوؤں کا۔ مہاشے رام چند کو جموں میں ہندوؤں ہی نے ہندوؤں کا۔ مہاشے رام چند کو جموں میں ہندوؤں ہی نے لاٹھیاں مار مارکر ماردیا۔ اس میں قصور صرف ان ہندوؤں کا تھا نہ کہ تمام کہ تمام ہندوئاں کا تھا نہ کہ تمام ہندوستان کے ہندوؤں کا۔"

ان قرارداروں کی منظوری اور ان میں طے کئے محتے طریقہ کار پرعمل ہے

ہندومسلم کشیدگی میں کمی واقع ہوئی اور اب ساری توجہ غازی علم الدین شہید کے مقدمہ پرمرکوز ہونے لگی۔

#### محبت میں شہبیر:-مست

بعض اوقات منزل ایک آہ کے فاصلے پر ہوتی ہے ایسے میں سوسال کا سفر ایک لمحہ میں طے ہو جاتا ہے اور ایسا سفر ،سفر نہیں کہلاتا بلکہ جذبہ شوق کی انتہا کہلاتا ہے اور بیا ایک سعادت ہوتی ہے جو بے حد کم نصیب والوں کو حاصل ہوتی ہے۔

یہ وہ چنگاری جو اچا تک ابھرتی ہے اور ایک آن میں ہی شعلہ فٹال بن کر سامنے آنے والی ہر شے کو جلا کر را کھ بنادیتی ہے۔ ایسا ہی سفر ایک اُن پڑھ مگر جذبہ عشق سے صادق شخص غازی علم الدین شہید میں اللہ کا ہے جنہوں نے اس تیزی سے یہ سفر مطے کیا کہ عقل حیرال رہ جاتی ہے اورار باب زہد وتقوی اور اصحاب منبر ومحراب بس اسے و یکھتے ہی رہ جاتے ہیں۔

علامہ اقبال میں استے ایک شعر میں بیمصرع بیان کرتے ہیں! ''مطے شود جادہ صدسالہ ہاہے گاہے۔''

غازی علم الدین شہید عملیہ نے اس سفر کو طے کرنے کی ٹھانی اور سوچوں کے سمندر میں چھلانگ لگائی کے سمندر میں چھلانگ لگائی اور ایک ہے سمندر میں چھلانگ لگائی اور ایک ہی جست میں جنت الفردوس کو حاصل کر کے سرخروئی کا وہ کارنامہ رقم کیا کہ جو رہتی دنیا کے لئے ایک مجوبہ بن گیا۔

لفظ پھر لفظ ہیں جذبوں کو سمیٹیں کیونکر کیسے کر پاؤں میں اظہارِ عقیدت بچھ سے

جنت الفردوس كى تلاش: -

جنت الفردوس جس كى تلاش كے لئے زاہدوں اور عابدوں كے نجانے كتنے

جنت الفردوس کے حصول کے لئے بے شارصونی وقف دعار ہے۔ اُن گنت پرہیز گار خیالِ جنت میں مرشار رہے۔ لیکن ان کے مقابلے میں جنت الفردوس کا متلاثی ایک ایبا نو جوان تھا جونہ تو چلہ کشیوں میں پڑا اور نہ ہی نماز روزے رکھے۔ نہ وہ غاروں میں معتلف ہوا اور نہ اُس نے مجاہدہ کیا۔ اُس نے نہ تو حج وعمرہ کی سعادت عاصل کی۔ نہ اُس نے کمتب میں داخلہ لیا اور نہ ہی کسی خانقاہ کا راستہ دیکھا۔ البتہ! اسے شوق تھا تو صرف محبوب خدا حضرت محمصطفیٰ میں پیٹنے نے ٹوٹی مجبوب کا ربط رکھنے کا اور اس میں این نوعیت کا ربط رکھنے کا اور اس میں این نوعیت کے لیاظ ہے منفردتھا۔

کی محمد مطیع بین اور نے ہم تیرے ہیں ا سے جہال چیز ہے کیا لوح وقلم تیرے ہیں

اُس نے وہم و گمان کی خاک کواپنے سے پلک بھر میں جھپکا اور ایمان وعشق کے نور میں اپنے آپ کو ڈھال لیا۔ ایسے میں وہ کون سی غیبی آواز تھی جس نے اس کے اندر دبی ہوئی چنگاری محبت کو شعلہ فشاں بنا دیا، شعلہ فشاں بھی ایسا کہ جس نے بل بھر میں دل کی کا تنات کو بدل کر خاک سے اٹھا کر جنت الفردوس کے محلات میں پہنچا دیا۔ میں دل کی کا تنات کو بدل کر خاک سے اٹھا کر جنت الفردوس کے محلات میں پہنچا دیا۔ پروانے کا حال اس محفل میں ہے، قابل رشک اے اہل نظر!

اک شب میں ہی ہے بیدا بھی ہوا، عاشق بھی ہوا اور مر بھی گیا

"ای کلال ای کردےرہ مے تے ترکھاناں دا منڈابازی لے گیا۔"

ایک ایبا نوجوان جو که ممتاز دانشور، صوفی، درویش، عالم، فاضل، خطیب شعله نوا، سیای رہنما، علم وفضل میں یکتا ومنفرد، بکا غازی، عبادت گزار نه تھا بلکه ایک معمولی مزدور، ہاتھ میں تیشہ پکڑنے والا ایک عام انسان تھا۔ اُس نے اپنے اس تیشہ لکڑی سے اپنے دل کے تیشہ کو تیز دھار بنایا اور ایک آن میں تمام منازل عشق طے کرتا ہوا غازی وشہید کے مرتبے پر جا پہنچا اور یہ ثابت کر گیا!

کلاه و دستار خودی نشان فضیلت بندهٔ خدا بنمآ ہے تو کردار کا غازی بن

یہ وہ غازی ہے جس نے دکھلاوے کے محراب مانتھے پرنہیں سجائے بلکہ حقیقی محراب دل کی پینٹانی پرسجائے اور بارگاہ ایز دی میں سرخروئی کے پرچم لہراتا ہوا پیش ہو گیا اور با آواز بلند کہنے لگا!

''اے خدا! میں تیرے بیارے کی آن پرآج اپنا سب کھانا آیا ہوں تو میری اس قربانی کو قبول فرما اور مجھے اپنے اُن انعامات سے نواز دے جن کا تو نے وعدہ کیا ہے۔
آج میں کسی دنیا کے بادشاہ کے سامنے پیش نہیں ہو رہا ہوں۔
بلکہ حاکم کل کا کنات کے حضور اپنے بجز کا نذرانہ لے کر آیا ہوں اور اپنے آ قا اور تیرے بیارے حبیب حضرت محم مصطفے مضابی کی ناموں پر اپنی جان کا حقیر نذرانہ قربان کر کے آیا ہوں اور تیرے وعدہ کا منتظر تیری بارگاہ میں حاضر ہوں۔''

زندهٔ جاوید: –

لوگ زندۂ جاوید ہونے کی امنگ اور آرزو میں ساری زندگی مرمر کر جیتے اور جی جی کرمرتے ہیں۔انہیں جینے کافن تو آجا تا ہے لیکن مرنے کا ڈھنگ نہیں آتا۔ جبکہ

عن زی الدین شهید میسید. غازی علم الدین شهید میسید نرید از دوانه گافی طریق سره اضح کر دی که مرکه امر

غازی علم الدین شہید مجیناتے نے یہ بات واشگاف طریقے سے واضح کروی کہ مرکرام ہو کر ہو جانے کا راز کیا ہے؟ گنام ہو کر شہرت و دوام پانے کا نسخہ کیا ہے؟ گنام ہو کر شہرت و دوام پانے کا نسخہ کیا ہے؟ کسی کے نام پرمٹ کرانمٹ ہونے کی رمز کیا ہے؟ حام شہاوت کے ذریعے آب حیات پینے کا گر کیا ہے؟ وفا کے سمندر میں سرخروئی پانے جام شہاوت کے ذریعے آب حیات پینے کا گر کیا ہے؟ وفا کے سمندر میں سرخروئی پانے کا ٹونکا کیا ہے؟ شہید محبت کیے کہلایا جاسکتا ہے؟ اور محبت کو امر کسے بنایا جاسکتا ہے؟ کا ٹونکا کیا ہے؟ شہید محبت جو رہتی دنیا پر سنہرے حرف سے جگمگاتی رہے گی اور آنے والی نسلوں کو وفاء محبت میں شہید ہونے اور امر بن جانے کا گر بتاتی رہے گی اور دنیا والوں کو بتلاتی رہے گ

وسعتے پیدا کن اے صحرا کہ امشب در عمش لشکر آہ من از دل خیمہ بیرون می زند



باب15:

# راجیال کے تل کے اصل محرکات

راجپال کی بدنام کتاب "رنگیلا رسول" سے پہلے ایک آریہ سابی لیڈر نے
"ستیارتھ پرکاش" جیسی بدنام کتاب لکھ کرمسلمانوں کے جذبات میں زبردست ہلچل
اور بے سکونی پیدا کی تھی اور اس کتاب کے چودھویں باب میں قرآنی آیات" نظریہ
توحید" صحابہ کبار رنگائی اور محن انسانیت حضور نبی کریم مطابق کی سیرت طیبہ کا مصحکہ اڑا
یا گیا تھا اور اس کام کی جسارت ایک ہندو" نشتی رام" نے کی تھی جو ایک معمولی پولیس
ملازم تھا اور دیگر ہندو بدنیتوں کی شہ پر گیانی بنا تھا۔ جس نے ۱۹۲۳ء میں" شدھی" جیسی
خطرناک تنظیم کی بنیاد رکھی تھی جو کہ اسلام دشمنی میں پیش پیش تھی اور کوئی ایسا موقع ہاتھ
سے نہ جانے وی تھی جس سے مسلمانوں کی دل آزاری نہ ہو اور انہیں مذہبی نفرت کا سامنانہ کرنا پڑے۔

### توبين رسالت مآب طفي يَتَهُمْ؟

ایسے ہی دور میں راجپال اس تحریک کا سرگرم رہنما بنا اور اس نے بھی ۱۹۲۳ء میں ''رنگیلا رسول'' نامی کتاب چھاپی جس میں حضور نبی کریم مطریقی کی ذات مبارکہ ، امہات المؤمنین رضوان اللہ تعالی علہیم اجمعین کی حیات طیبہ کوتضحیک کا نشانہ بنا کر مسلمانوں کے جذبات کو للکارا جس کے نتیج میں اُس پرمسلمانوں نے تو بین رسالت مسلمانوں کے جذبات کو للکارا جس کے نتیج میں اُس پرمسلمانوں نے تو بین رسالت ماب سے نیک کے کہ اُس نے بظاہر مسلمانوں پر ماب میں کا کیس دائر کیا۔لیکن فرنگی کی عیاری و یکھتے کہ اُس نے بظاہر مسلمانوں پر ابی جدردی کا جال بھینکالیکن در پردہ اُن کونقصان بہنچانے کی خاطر ہندوؤں کا ساتھ

دیا اور اندر بی اندر سے عدالت کوراج پال کے کیس میں نری برسنے کا عندیہ بھی دیا۔
ایسے زمانے میں جب عدالت میں کیس کی ساعت جاری تھی تو مسٹری ، ایچ فرزنی مجسٹریٹ ورجہ اول نے بڑی تند بی سے دونوں جانب کے لوگوں کے بیانات لئے اور کافی طویل اور مسلسل ساعت کے بعد راجپال کو تو بین رسالت آب بی ایس کے بعد راجپال کو تو بین رسالت آب بی بی کھی ہے مقد مے میں محض جھ ماہ قید بامشقت اور ایک ہزار رو پیہ جرمانہ کی سزاسنائی اور اس طرح اسے بخت سزا سے محفوظ رکھا۔

راجپال نے کمالی ہوشیاری سے اگلے دن اس فیصلہ کے خلاف سیشن کور نے میں اپیل دائر کر دی جس کی ساعت کرتل ایف بی تکولس نے کی۔ گو اس عدالت نے راجپال کو مجرم قرار دیا لیکن اس کی سزا میں تخفیف کر دی جس پر راجپال نے ہائی کور نے میں تکرانی کی درخواست دی اور اس اپیل کی ساعت کنور دلیپ سنگھ سے کی عدالت میں کی گئی جبکہ ان دنوں میں پنجاب ہائی کورٹ کا چیف جسٹس سرشادی لال تھا اور وہ راجپال سے مجری دوتی رکھتا تھا۔ سرشادی لال نے کنور دلیپ سنگھ سے پر زور دیا اور اس طرح راجپال سے مجری دوت بری کردیا میں۔

## عدالت کے فیصلے پراحتجاج:-

کنور دلیپ سنگھ سے نے اپنے فیصلے ہیں بالواضح لکھا کہ ''کتاب کی عبارتیں کیسی ہی ناخوشگوار ہوں لیکن وہکسی قانون کی خلاف درزی نہیں کررہیں۔''

کنور دلیپ کے اس فیصلے نے مسلمانوں میں شدید بے چینی پیدا کر دی اور انہوں نے کنور دلیپ سیکھمیج کے خلاف تحریک چلانے کا فیصلہ کیا اور اس کی فوری طور پر برطر فی کا مطالبہ شروع کر دیا۔ انگریزی روز نامہ مسلم کرانیل نے اس فیصلے کے خلاف ایک تنقیدی مضمون چھایا جس میں کہا حمیا کہ

" بنج كنور دليپ سنگھ سے نے قانون كى غلط تشریح كى ہے ورنہ قانون ميں اس امر كى واضح اور كافى گنجائش ہے كہ وہ راجپال جيسے دريده دمن اور ہے غيرت مليح كا محاسبہ كرے كيونكہ اس سے بردھ كر نہيں دول آزارى كى بات اور كوئى نہيں ہوسكى تھى كہ دنيا كا ہر مسلمان اور برصغير كا بالحضوص ہر مسلمان كبيدہ خاطر ہے اور حبيب كبريا مسلمان اور برصغير كا بالحضوص ہر مسلمان كبيدہ خاطر ہے اور حبيب كبريا حضرت محمد مصطفیٰ مطبق المنظم كى ناموس پر كث مرنے كو تيار ہے۔ " اخبار نے تو يہاں تك اختاہ كر دیا كہ

'' اگر عدالت کے اس فیصلے پر نظر ثانی نہ کی گئی تو کوئی مجاہد اس کا سرقلم کر دےگا۔''

مسلم کرانیل کے اس ادار ہے کی اشاعت پر بہت لے دے ہوئی اور اس اخبار پر تو بین عدالت کا مقدمہ قائم کر دیا گیا، جس کے تحت اخبار کے چیف ایڈ پٹرسید دلا ور شاہ اور اخبار کے ما لک مولوی نور الحق کو دو دو ماہ قید اور ایک ہزار روپے جرمانہ کی سزاسنائی گئی جس کے خلاف بھی احتجابی جلسے اور جلوس منعقد ہوئے۔

اخبارات نے اپنے اربی اداریوں میں اور مختلف بیانات کے حوالے سے ایسی ناانصافی پر واویلا مجاتے رہے لیکن فرنگی حکومت کس سے مس نہ ہوئی۔

مولانا محمعلی جو ہر کا خطاب: -

ای زمانہ میں شاہی مسجد میں ایک بہت بڑا احتجاجی اجتماع ہوا جس میں مولا نا محمطی جو ہرنے اس طرح خطاب فرمایا!

> ' میں کوئی وکیل یا بیرسٹر نہیں ہوں۔ میں نے قانون سے جو پچھ سیکھا ہے وہ بار بار ملزم کی حیثیت سے عدالت کے کٹہرے میں کھڑے ہوکرسیکھا ہے۔ میرا مشورہ یہی ہے کہ فتنے کے آئندہ

أبحرنے کے سدباب کے لئے اس قانون ہی کو بدلوا ڈالئے اور تعزيزات ہند ميں ايك مستقل دفعه برمھوا كرتو بين بانيان نداہب کو جرم قرار دیجئے۔ اب تک ایسی کوئی مستقل سزا آپ کے ملکی قانون میں نہیں جورعایا کے فرقوں کی دل آزاری پر دی جا سکے۔ بعض عدالتیں جوسزا ویتی ہیں وہ محض حاکم کی رائے کا درجہ رکھتی ہیں مستقل قانون کانہیں۔ دفعہ کا مسودہ میں تیار کئے دیتا ہوں۔ المبلی کے کوئی ممبر اس میں مناسب لفظی ترمیم کر کے اے ایوان میں پیش کریں اور منظور کرائیں ہارے آتا و ہادی حضرت محمد مصطفیٰ مضیفی شین کے اس کے ساتھ تمام دوسرے ندہبوں کی محترم بانیوں کی شخصیتیں بھی برز بانی اور بے لگام لکھنے والوں کے حملوں ہے محفوظ ہو جائیں گی۔ عملی رنگ میں کسی مذہب یا تاریخی حیثیت سے مذہب کے بانی پر تنقید کرنا بالکل دوسری شے ہے۔ اس کا دردازہ ہمیشہ کھلا رہنا جا ہے لیکن جو کھلی تو ہین کسی بھی ندہب کے بارے میں ہوآج ہے اے ہندوستان کے قانون میں قطعی جرم قرار ديا جانا جايئے''

ای طرح کابل کے مشہور اخبار' امان افغان' نے بھی''رنگیلا رسول' کے عنوان سے ایک طرح کابل کے مشہور اخبار' امان افغان' نے بھی''رنگیلا رسول' کے عنوان سے ایک نہایت رفت آمیز اداریہ لکھا جس میں گنتا خانِ رسالت مآب سے بھتا کی مرزنش اور انگریزعمل داری پرشد بدتنقیدگی گئی۔

وائسرے مندکی غلط روش:-

اس کے بعد مسلمانوں نے سرکردہ لوگوں پر مشتل ایک وفد ترتیب دے کر اس فیلے کے خلاف محور زیمال کراس کے اصل حقائق سے اسے آگاہ کیا جس پر محور ز

من ازی کم الدین شهرید به بیدید کیدید کارگری کارگر کارگری کارگری کارگری کارگری کارگری کارگری کارگری کارگری کارگری ک

نے وعدہ کیا کہ وہ اس واقعہ کی چھان بین کر کے اصل بات کی تہہ تک پہنچیں گے اور سخت سے سخت کاروائی کریں گے۔لیکن بید وعدہ محض وعدہ بی رہا۔جس پرمسلمانوں نے گورنز کے رویے کی شکایت ایک تار کے ذریعے وائسرائے ہند سے کی لیکن وائسرائے ہند سے کی لیکن وائسرائے ہند نے بھی مسلمانوں کے اس تارکو پس پشت ڈالتے ہوئے عدالت کے فیصلے کو درست قرار دیا۔

# مهاتما گاندهی کااحتجاج: -

مہاتما گاندھی نے اس بھڑ کتے ہوئے شعلے کو ٹھنڈا کرنے کی خاطراخبار'' ینگ انڈیا'' میں آریہ سماج کے اس رویے کی شدید مذمت کی اور اُن کے اس رویے کو ملک کے لئے خطرناک قرار دیا۔

# مولانا محمه علی جو ہر کی تجویز: ۔

اخبار ہمدرد میں مولانا محملی جوہرنے اس فیصلے کے خلاف اس طرح اداریہ لکھا!

"خکومت نے آرڈی نینس کے بل بوتے پر قانون کی تشکیل کا جو
اختیار لے رکھا ہے اُس کا ناجائز استعال تو اکثر ہوتا ہی رہتا ہے
حکومت کو چاہئے کہ کم از کم ایک مرتبہ ہی اس کا جائز استعال کر
دکھائے اور معاملات میں مزید خرابی پیدا ہونے سے پہلے فوری
طور پر قانونی غلطی کو دور کر دے۔"

### احتجاجی جلسه:-

عدالت کے اس فیصلے کے خلاف لاہور میں ضلعی خلافت کمیٹی نے ایک احتجاجی جلے کا اہتمام باغ بیرون دہلی دروازہ بھی کیا جس کے خلاف حکومت نے دفعہ سما لگا دی جس پر جلسہ مزار حضرت شاہ محمد غوث رحمتہ اللہ تعالی علیہ کے بالمقابل احاطہ

شخ عبدالرحيم ميں ہونا قرار پايا جس كى تفصيلات سابقة صفحات ميں دے دى گئى ہے اور جو آغاز باعث قطعى انجام راجپال ہوا اور اس احتجاج كا نتيجہ راجپال كے قتل كى صورت ميں سامنے آيا ليكن ان دنوں فرقة وارانه منافرت بھيلانے كى بناء پر '' ورتمان' كے اير يا مانے خلاف بھى ساما الف كے تحت مقدمہ چل رہا تھا۔

ایسے میں اسرانِ جلسہ عطاء اللہ شاہ بخاری، غازی عبدالرحمان اور مولانا حبیب الرحمان بھی اس مقدے میں ان لوگوں کے ساتھ ہی ایک عدالت میں پیش حبیب الرحمان بھی اس مقدے میں ان لوگوں کے ساتھ ہی ایک عدالت میں پیش ہوئے اور جس کو ہائی کورٹ کے ڈویژن نیج کے سپرد کیا گیا۔ اس نیج کے صدر جسٹس براڈوے تھے۔اس نیج نے کنور دلیپ سنگھ کی رائے سے اختلاف کرتے ہوئے ذیل کا فیصلہ دیا۔

#### دفعه ۱۵۳ (الف): –

یددفعہ ایسے کٹریجر پر حادی ہے جو فرقہ وارانہ فساد پھیلائے یا غربی دل آزاری کا سبب ہے۔ اس طرح قانون میں کویا نئی دفعہ شامل ہوگئی لیکن ہائی کورٹ نے ایسا کوئی بھی سخت اقدام تجویز نہ کیا بلکہ الٹا ملزم راجیال کو بری قرار دے دیا۔

#### راجيال كا اعلان:-

ہائی کورٹ ہے بری ہونے کے بعد راجپال نے اعلان کیا کہ آئندہ وہ یہ کتاب شائع نہیں کرے گائیکن اس نے لا ہور کی بجائے یہ کتاب بناری ہے کسی اور نام سے شائع کر دی اور اس طرح وہ اپنے ندموم ارادہ ہے باز نہ آیا جس نے مسلمانوں کے جذبات پر مزید جلتی پر تیل ڈالنے کا کام کیا اور یہ آگر پہلے ہے بھی زیادہ بھڑک آئی۔ ماجیال کے قتل کا فتو کی:۔

1912ء میں ماہ ستبر کے آغاز میں انجمن خدام الدین شیرانوالہ کا ایک اجلاس

مسجد شیر انوالہ گیٹ ہوا جہاں اجلاس کے اختیام پر علمائے کرام نے راجپال کے قتل کا با قاعدہ فتو کی جاری کیا اور مسلمانوں سے اپیل کی گئی کہ وہ راجپال جیسے ملعون انسان کا خاتمہ کر کے اپنے محبّ رسول میشے پیٹے ہونے کا ثبوت ویں اور یہی فتو کی قتل بعد میں محرک قتل راجپال اور انتقام ناموس رسالت مآب میشے پیٹے پنا۔

ای فنوی کے تحت پہلے غازی خدا بخش اور بعد میں غازی عبدالعزیز خان نے راجیال پر قاتلانہ حملے کئے کیکن وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہو سکے۔

ان غازیوں کے ان اقدامات نے مسلمانوں کو ایک ایسی راہ دکھا دی جس کے نتیجے میں آگے چل کر غازی علم الدین شہید میں ایسید میں اسلمعون و نامراد مردود کوقل کر کے نتیج میں آگے چل کر غازی علم الدین شہید میں ایسید میں اسلامی الدین شہادت سے اپنے آپ کو ہمکنار کیا اور بارگاہ رسالت مآب میں کر کے شہادت سے اپنے آپ کو ہمکنار کیا اور بارگاہ ارسالت مآب میں کردی میں سرخروئی حاصل کی۔

### طالع مند کی گرفتاری اور بعد میں رہائی:-

دوران تفتیش غازی علم الدین شہید عظیم عالع مندکو بولیس چوکی لوہاری گیٹ نے ساتھ مندکو بولیس چوکی لوہاری گیٹ نے تفتیش کے لئے چوکی بلایا اور انتہائی غصے کے عالم میں انہیں گرفآر کرلیا لیکن بعد میں معززین شہرکی طرف سے اس بات کا یفین ہو جانے پر کہ طالع مند اور گھر والوں کا اس معاملہ میں کوئی قصور نہیں ہے انہیں رہا کردیا اور وہ گھر واپس آگئے۔

#### عدالت میں پیشی:-

پولیس کی طرف سے ابتدائی تفتیش کمل ہونے کے بعد ۱۰ اپریل ۱۹۲۹ء کو صح دل بجے غازی علم الدین شہید عمیلیا ہے خلاف تعزیرات ہند دفعہ ۳۰۲ کے تحت مسٹر لوکیس ایڈیشنل ڈسٹر کٹ مجسٹریٹ کی عدالت میں پیش کر دیا جہاں پر استفا نہ کی طرف سے ایشروداس کورٹ ڈی الیس پی بطور وکیل کے پیش ہوئے جبکہ غازی علم الدین شہید میں ایشروداس کورٹ ڈی الیس پی بطور وکیل کے پیش ہوئے جبکہ غازی علم الدین شہید میں ایشروداس کورٹ کی کھی وکیل پیش نہ ہوا۔ برصغیر پاک و ہندکی عدالتی تاریخ میں

یہ پہلا داقعہ تھا کہ ایک ہی شخص کے قتل کے الزام میں تین ملزم مختلف اوقات میں کی بہلا داقعہ تھا کہ ایک ہی شخص کی جانب سے وکیل صفائی کی نامزدگی نہیں ہوئی اور انتخاص کی جانب سے وکیل صفائی کی نامزدگی نہیں ہوئی اور انتہوں نے کسی بھی قتم کی صفائی پیش کرنے سے انکار کر دیا۔ عدالت کی جانب سے استغاثہ کے گواہوں کے بیانات سے گئے اور اُنہیں قلم بند کیا گیا۔

#### كيدارناته كابيان:-

سب سے پہلے کیدارناتھ ملازم راجپال نے ذیل کا بیان دیا!

"میں ۱۱ اپریل کوتقر بیا دو ہے دوکان کے پچھلے کمرے میں کتابیں رکھ رہا تھا۔ راجپال اپنے دفتر میں کری پر بیٹے ہوئے تھے۔ اتنے میں طزم اندر آیا اور آتے ہی ان کے جگر میں چھرا گھونیا اور چھرا تیزی سے باہر نکال کر پھینک دیا۔ راجپال کے منہ سے ہائے کی تیزی سے باہر آکر طزم پر کتب پھینکیں لیکن ملزم توازنگلی میں نے تیزی سے باہر آکر طزم پر کتب پھینکیں لیکن ملزم کھاگ گیا۔ میں نے اور بھگت رام نے باہر نکل کر شور وغل بچایا طزم بھاگ نکلا۔ ہم نے اس کا تعاقب کیا، ملزم سینا رام سوداگر چوب کی دوکان میں تھس کیا مگر راستہ نہ پاکر واپس لوٹا جے مسٹر ودیا نند نے پکڑلیا۔"

#### د یا نند کا بیان:-

دوسرے کواہ ودیا تند ولدسیتا رام نے بیہ بیان دیا!

"میری عمر بائیس سال ہے۔ میں اپنے دفتر واقع ہسپتال روڈ میں بیٹھا ہوا تھا کہ بازار کی جانب سے شور اٹھا۔ ملزم ہماری دوکان کے اندر لیکائیکن راستہ رکا ہوا یا کر واپس لوٹا۔ میں نے ملزم کو پکڑ لیا استے میں اور لوگ بھی آمجے۔ ملزم کہہ رہا تھا! میں نے رسول لیا استے میں اور لوگ بھی آمجے۔ ملزم کہہ رہا تھا! میں نے رسول

الله عظائلیًا کا بدلہ کے لیا۔ راجیال خون میں لت بیت بڑے ہوئے منتھے''

بعدازاں اس گواہ نے ملزم کی عدالت میں شناخت بھی کی۔

بھگت رام کی تصدیق: -

اب تیسرے گواہ ملازم بھگت رام نے پہلے گواہ کیدار ناتھ کے بیان کی تقدیق کی۔

برکت علی ہیڈ کانشیبل کا بیان: -

اس کے بعد پولیس کی جانب سے برکت علی ہیڈ کانٹیبل نے اپنا بیان قلم بند کرایا جس کےمطابق!

''میں لوہاری گیٹ پولیس چوکی میں ڈیوٹی دے رہا تھا جب مجھے معلوم ہوا کہ راجیال کوقل کر دیا گیا۔ میں رحمت خان اور دیگر سپاہیوں کو لے کر راجیال کی دوکان پر پہنچا جہاں میں نے دو آدمیوں کو ملزم کو لاتے دیکھا۔ انہوں نے جھے سے کہا کہ ملزم نے راجیال کوقل کیا ہے۔ میں نے ملزم کو دوکانشیلوں کے حوالے کیا اور انہیں کہا کہ وہ بلا تا خیر اسے لوہاری دروازہ پولیس چوکی لے وار انہیں کہا کہ وہ بلا تا خیر اسے لوہاری دروازہ پولیس چوکی لے جا کیں کیونکہ لوگ جمع ہورہے تھے اور فساد کا اندیشہ تھا۔ تارا چند جا کیں کیونکہ لوگ جمع ہورہے تھے اور فساد کا اندیشہ تھا۔ تارا چند ہیر کا نیسیل بھی وہاں پہنچ چکا تھا۔ ہم نے دیکھا کہ راجیال اندرمرا پڑا ہے۔ ہم نے خون آلود چھڑی قبضے میں لے لی اور فہرست مرتب کی است میں سب انسیکٹر آگیا۔ نعش اپنے قبضہ میں لے لی اور گواہ نے ملزم کوشنا خت کیا۔''

#### عن زي الدين تبريد نيست المستالة المستال

دوسرے گواہ تارا چند کانٹیبل نے اس کے بیان کی تائید کی اور کہا! ''جب میں آیا تو ہیڈ کانٹیبل جائے وقوعہ برموجود تھا۔تھوڑی دیر بعدسب انسپکڑ بھی آگئے۔''

#### جلال الدين سب انسيكٹر كابيان:-

بعدازاں چودھری جلال الدین سب انسپکٹر نے یوں بیان دیا! " میں تھانہ کچہری میں تعینات ہوں۔ جھے تھانہ میں بذریعہ ٹیلی فون اطلاع ملی کہراجیال قتل ہوگیا ہے۔ میں وہاں سے بے تحاشا بھا گتا ہوا آیا۔ جب میں لوہاری دروازہ کے باہر بولیس چوکی میں ببنجا تو مجھےمعلوم ہوا کہ ملزم کو گرفتار کرلیا گیا ہے۔ملزم اس وقت شیر محمر کے قبضہ میں تھا میں نے ویکھا کہ ملزم کی قمیض کی دائی آستین پرخون کے دونشان تنے اور شلوار کے دائے جھے برجھی خون کے نشان تھے۔ملزم کے دونوں ہاتھ زخمی تھے۔ میں نے فورا ان أمور كو پنسل سے قلم بند كرليا اور جائے وقوعه كى جانب بھا گا۔ میں نے ہدایت کی کہ منزم کو اس حالت میں رکھا جائے وہاں بہت ے آدمی موجود تھے۔ تارا چند برآ مدگی مرتب کر رہا تھا۔ میں نے حیری کا خاکه تیار کیا حیری کا یارس بنایا۔ اس پر امام دین كانسيل كى مبرلكائي مئيداس ك بعديس في كيدارناته كابيان قلم بند کیا۔ بیان کواہ کو دکھایا حمیا جسے کواہ نے درست قراز دیا اور بيان تفانه ميں بيجيج ديا۔ كواہ نے نقشہ صور تخال عدالت ميں ملاخطہ كرف كے بعد اسے درست سليم كيا۔ بيس نے بى تعش كو بوسث مارٹم کے لئے بھیجا مواہ کو دو جھڑیاں دکھلائیں مکئیں جن کے

بارے میں گواہ نے کہا کہ ملزم نے بیہ چیٹریاں آتما رام دوکان دار
گئی بازار سے خریدی ہیں اور ملزم کے بیان کے مطابق اس نے
خون آلو د چیٹری گئی بازار کے ایک کباڑی کی دوکان سے خریدی
ہے۔ آتما رام نے مجھے بتایا کہ چیٹری میں نے ہی فروخت کی
تھی۔ اُس نے جو بچھ بیان کیا اور آدمی کا علیہ بتایا وہ ملزم کے
علیہ سے ملتا تھا۔ اس کے بعد بیہ دو چیٹریاں مذکور نے بطور نمونہ
دی تھیں۔ اس کے بعد شاخت کی پریڈ میں دوکاندار نے ملزم کو
شاخت کیا تھا۔'

اس کے بعد ہنس راج ہیڈ کانٹیبل اور اسٹنٹ سپر نٹنڈنٹ بنڈت گردھاری لال نے نغش کے کمبی معائنہ کے بارے ہیں شہادت دی۔

آتمارام كابيان:-

استغاثه کی جانب سے آتمارام گواہ نے یہ بیان دیا۔
''میں گمٹی بازار میں کہاڑی کی دوکان کرتا ہوں گذشتہ ہفتے کا ذکر
ہے کہ ملزم نے جسے عدالت میں شاخت کرتا ہوں، مجھ سے ایک
روپے قیمت پرچھڑی خریدی۔''

اس کے بعد محمعتان نقشہ نویس اور جواہر لال انسپکٹرس آئی ڈی نے شہادت وی۔

تقرری وکیل صفائی: -

اس وفت تک غازی علم الدین شہید جمینالیے کے پاس کوئی وکیل موجود نہ تھا اور وہ اسکیے کھڑے کے پاس کوئی وکیل موجود نہ تھا اور وہ اسکیے کھڑے ہوئے کھڑے ہوئے کھڑے۔ بارہ نج کر پانچ منٹ پرمسٹر فرخ حسین بیرسٹر کمرہ عدالت میں تشریف لائے اور عدالت کی جانب سے ملزم غازی علم الدین شہید جمینالیے کی جانب میں تشریف لائے اور عدالت کی جانب

لیے اور پھے دیر تک ان سے باتیں کرتے رہے اور پھر عدالت کی جانب رجوع کرتے ہوئے انہوں نے عدالت سے کہا کہ میں ملزم کی جانب سے وکیل ہوں اور استدعا کرتا ہوں کہ مقدمہ نہایت اہم ہے اس لئے ملزم کو صفائی کی تیاری کے لئے موقع فراہم کیا جائے اور یہ بات بے حد ضروری ہے کہ مقدمہ کی ساعت پھے عرصہ کے لئے ملتوی کر دی جائے۔

اس پرایشر داس وکیل استفاشه نے کہا که

"اگر ملزم وکیل چاہیں تو آئہیں دو گھنشہ کا وقت برائے مثل معائنہ دیا
جاسکتا ہے۔''
فرخ بیرسٹر نے کہا!

'' بیہ وفت صفائی کی تیاری کے لئے ناکافی ہے اس میں توسیع کی جائے''

کیکن عدالت نے اُن کی میہ درخواست نامنظور کر دی۔ اس پر انہوں نے زیرِ دفعہ ۵۲۷ ضابطہ فوج داری کے تحت درخواست دی کہ میں مقدمہ کے انقال کی فاطر ہائی کورٹ میں درخواست دینا جا ہتا ہوں۔ اس لئے مقدمہ کی کاروائی روک دی جائے۔ جس پر عدالت نے فیصلہ دیتے ہوئے مقدمہ کی ساعت ۱۱ اپریل تک ملتوی کر دی اور ملزم کو جیل بھیج دیا۔

مستانی کیفیت:-

بعداز اختیام کاروائی جب غازی علم الدین شہید جینیہ کانٹیباوں کی معیت میں اسلیے ہی پولیس کے ہمراہ روانہ ہوئے تو ان کے چبرے پر ایک عجیب مسکراہ نے ہیں اسلیم ہوں تو ان کے چبرے پر ایک عجیب مسکراہ نے بیانہ مقصال تھی اوروہ بالکل ہشاش بٹاش نظر آر ہے ہے۔ اُس وقت انہوں نے سفید شاوار، سفید دھاری دار کرتہ بہنا ہوا تھا اور سر پرسفید چری باندھ رکھی تھی اور ان کی

ابتداء میں مسلمانوں کی جانب سے مقدمہ میں عدم دلچیں کا اظہار دیکھنے میں آیا۔لیکن جب اگلے روز کے اخبارات میں مقدمہ تل کی ساعت کے پہلے روز کی کمل کاروائی چھیی تو مسلمان اچا تک بے خوابی کی نیند سے جاگ اٹھے اور اس مقدمہ میں دلچیسی لینے پرمجبور ہو گئے۔

## مولا نا ظفر على خان پر الزام تراشي:-

اخبار''روز نامہ خلافت'' نے مولانا ظفر علی خان کی جلوس ارتھی راجیال پر بے نظیر روئیداد کے عنوان سے ادار بیاکھا!

"مولانا ظفر علی خان، مولانا حبیب الرحمٰن لدهیانوی اور چند دوسرے مسلمان بھی نظے پاؤل سوگوارشکل میں ارتھی کے جلوس کے ساتھ شامل میں ارتھی اور گل باری فرمارہ ہے تھے۔"

اس خبر نے مسلمانوں کو بے حد چونکا دیا اور ہزاروں مسلمان انہائی غیظ و غضب کے عالم میں زمیندار اخبار کے دفتر میں پہنچے اور انہائی غضب کے عالم میں اس ر پورٹ کے بارے میں بازیرس کی اور وضاحت مانگی۔

اس کے جواب میں مولانا ظفر علی خان کی جانب سے اخبار زمیندار میں "جھوٹول پر خدا کی لعنت" کے عنوان سے وضاحت شائع ہوئی اور جس میں اس بات کی تختی سے تردید کی گئی اور بید کہ مولانا ظفر علی خان نے ارتھی کے جلوس میں قطعاً شرکت نہیں کی اور نہ ہی مولانا حبیب الرحمان اس میں شامل ہوئے ہیں، کیونکہ وہ اس روز لدھیانہ میں شھے۔ ارتھی کے جلوس میں کسی بھی مسلمان نے شرکت نہیں کی ہے بلکہ یہ سراسر ہندووں پر ہی مشمل تھا۔

اس کے علاوہ اخبار زمیندار نے عدالت میں گواہان استغاثہ کے بیانات اور

عدالت کی کاروائی بھی من وعن شائع کر دی تا کہ لوگوں کے علم میں مکمل اور درست حقائق لائے جاسکیں۔

عدالت کی اس تیز رفتار کاروائی کے شائع ہونے پر مسلمانوں کے کان کھڑے ہوئے اور وہ پس پشت افرنگ و ہنود کے گھ جوڑ اور شاطرانہ سیاست کی موجودگی سے آگاہ ہوکر انگشت بدندال رہ گئے۔

احتجاجي جلسه:-

اخبار زمیندار کی طرف سے کمل صورتحال کی وضاحت چھنے پر باغ ہیرون موجی دروازہ میں ایک احتجاجی جلنے کا اعلان شہر بھر میں کر دیا گیا۔ وقت مقررہ پر جلسہ شروع ہوا۔ ابھی ایک دومقرر ہی تقریر کر پائے تھے کہ پولیس کی بھاری نفری ضلع مجسٹریٹ اورڈپٹی کمشنر سمیت آگئی۔ ڈپٹی کمشنر نے مسلمان لیڈروں سے اپیل کی اور کہا!
''خدا را جلنے جلوسوں کا سلسلہ بند کر دیں چونکہ مقدمہ عدالت میں زیرساعت ہے اور جلنے جلوسوں سے شہر کی فضا میں بدامنی پھیل رہی ہے اور جلنے جلوسوں سے شہر کی فضا میں بدامنی پھیل رہی ہے اور امن وامان قائم رکھنا ہے حدمشکل ہوگیا ہے۔''

ال البل کے جواب میں مسلمان رہنماؤں نے اخبارات میں چھنے والی بے بنیاد خبروں کی طرف ڈپٹی کمشنر کی توجہ دلائی جس پر ڈپٹی کمشنر نے اس معالمے پر تحقیقات کرانے کا وعدہ کر کے جلسے کی کاروائی ملتوی کروا دی اور لوگ پرامن طریقے سے منتشر ہوگیا۔

## طالع مند کی تگ و دو: –

طالع مند نے عدالتی کاروائی کے بارے میں جب ویکھا کہ کاروائی انتہائی تیز رفناری سے ہورہی ہے اور اس میں انصاف کے نقاضے مدنظر نہیں رکھے جارہے تو انہیں بے حدیریشانی ہوئی۔

انہوں نے ایک اچھا وکیل کرنے کی بہت ٹگ و دو کی جو غازی علم الدین شہید ٹریئید کی طرف سے بیش ہو سکے کیکن ویداییا نہ کر سکے اور انہیں مجبوراً فرخ حسین ایڈو کیٹ کومنع جارصدرویے ادا کر کے وکیل مقرر کرنا پڑا تھا۔

جب اگلے دن مسلمان اپنی غفلت میں جاگے تو پھر میدان میں قابل وکلاء بھی نظرآنے لگے۔

> میں گونجتا ہی رہا جسم کے بیاباں میں وہ نغمہ ہوں کہ جسے بیکر صدا نہ ملا

> > عدالت میں دوبارہ پیشی: –

الدین الدین

عدالت کی کاروائی شروع ہوئی تو دو کانٹیبلوں کی حراست میں غازی علم الدین شہید بُرِیالیہ کو کمرہ عدالت میں لایا گیا۔، کمرہ عدالت میں تماشائیوں کی گیلری میں بچاس کے لگ بھگ لوگ مقدمہ کی ساعت کے لئے بیٹھے تھے۔ غازی علم الدین شہید بُرِیالیہ کمرہ عدالت میں ایک علیحدہ جگہ پر خاموش بیٹھے ہوئے تھے اور کسی اندرونی کیفیت میں ڈو بے ہوئے الن کے یاس ہی بیٹھے ہوئے تھے۔

استغانه کی طرف ہے مہند اثیرداس اور غازی علم الدین شہید عین اللہ کی طرف سے خواجہ فیروز الدین بیرسٹر اور ڈاکٹر اے آر خالد موجود ہتھے۔

سب سے پہلے خواجہ فیروز صاحب نے عدالت میں درخواست گزاری کہ اس مقدمہ میں وکیل صفائی کے فرائض انجام دیں گے۔ اس سے پیشتر چونکہ فرخ حسین بیرسٹر پیش ہوئے متحے اور التوائے مقدمہ کی درخواست کی تھی۔ وہ درخواست واپس لی بیرسٹر پیش ہوئے تتے اور التوائے مقدمہ کی درخواست کی تھی۔ وہ درخواست واپس لی

جاتی ہے اور ای عدالت میں ہی مقدمہ کی ساعت کی اجازت میرا موکل دیتا ہے۔
اس کے بعد خواجہ صاحب کی درخواست پر مجسٹریٹ نے انہیں غازی علم
الدین شہید مینید کے ساتھ قدرے وقت کے لئے گفتگو کی اجازت دے دی اور
بعدازاں عدالت کی کاروائی شروع ہوئی۔

سب سے پہلے جواہر لال انسپکڑ کی شہادت پر جرح کی اجازت عدالت نے دی کیکن خواجہ صاحب نے کہا!

''فی الحال کسی گواہ پر جرح کی وہ ضرورت محسوس نہیں کرتے۔''

#### و بوان وزیر چند کا بیان:-

استغاثہ کی طرف سے دوسرے گواہ دیوان وزیر چند کو پیش کیا گیا جو کہ محوجرانوالہ سے تعلق رکھتے تھے،اس نے درج ذیل بیان دیا!

''میں وہ بجے کے قریب وفتر اخبار گورو گھنٹال میں لالہ شام لال
کپور ایڈیٹر و مالک اخبار ندکور کے ساتھ گفتگو میں مصروف تھا۔
اخبار گورو گھنٹال کا دفتر راج پال کی دوکان کے عین اوپر واقع
ہے۔ اتنے میں بازار میں سے پکڑو، پکڑو، مار گیا، مار گیا کا شور
بلند ہوا۔

جھے بی حسوں ہوا کہ بازار میں کوئی شے گری ہے۔ میں نے جلدی سے اٹھ کر یہ چند کتابیں بازار میں جھا نکا تو معلوم ہوا کہ چند کتابیں بازار میں جھا نکا تو معلوم ہوا کہ چند کتابیں بازار میں گری پری بیں اور آیک لڑکا بھا گا جار ہاتھا۔ میں نے اس کے بیچھے بھا گئے والوں کو کہا کہ اسے پکڑو۔ پھر میں خود بھی نے اتر کر بھا گا جب میں موڑ کے قریب پہنچا تو آیک شکے سروالا ملزم کو پکڑکر لا رہا تھا۔''

اس کے بعد گواہ نے ملزم کوعدالت میں شاخت کیا اور پھر کہا!

"میرے پوچھے پر ملزم نے کہاتھا کہ میں نے پچھ نہیں چرایا
مسلمانوں نے رسول اللہ حضرت محمہ مصطفیٰ میری ہے۔
ہم ملزم کوراجیال کی دوکان پر لے آئے۔ وہاں معلوم ہوا کہ ملزم نے راجیال کوقتل کر دیا ہے اور چھرا وہیں چھوڑ دیا ہے۔ میں نے لوہاری دروازہ پولیس کواطلاع دی۔'

## ملک راح مجسٹریٹ کا بیان:-

اس بیان کے بعد جرح محفوظ کر لی گئی اور اگلے گواہ ملک راج مجسٹریٹ درجہ اول کوطلب کیا گیا جس نے اینے بیان میں کہا!

" میں نے ۹ اپریل ۱۹۲۹ء کو پولیس لائن میں شاخت پریڈ کرائی گئی۔ میں نے اس کھی جس میں ملزم علم الدین کی شاخت کروائی گئی۔ میں نے اس کا میموریڈم بنایا تھا اور پھر جب آئیس میموریڈم دکھایا گیا تو انہوں نے اس پر شبت اپنے وستخطوں کی تقدیق کی اور کہا کہ میں نے اس معاملے میں پوری احتیاط کو ملحوظ رکھا ہے۔ گواہ تھانہ کے ذریعے بلایا گیا تھا۔ گواہ کے لئے ملزم کو پہلے دیکھنے کا کوئی موقع نہ تہ تھا اس پر بھی جرح محفوظ کر لی گئی۔"

## كانشيبل شير محمد كابيان: -

اس کے بعد اگلے گواہ کانٹیبل شیر محمد نے اپنا بیان ریکارڈ کروایا۔ اس کے بیان کے مطابق!

> ''میں نے ملزم کے پارچہ جات اور چھرے کے سربمہر پارسل کیمیکل ایگزامیز کے دفتر میں لے کر گیا تھا۔ جبکہ اس کے ساتھی

کانٹیبل غلام نبی نے اپنے بیان میں کہا کہ میں سول سرجن کے دفتر میں جا کہ میں سول سرجن کے دفتر میں لے کر دفتر میں لے کر گیا تھا۔'' گیا تھا۔''

#### خوش حال چند کا بیان: –

اس کے بعداگلا گواہ خوش حال چند پیش ہوا اس نے اپنے بیان میں کہا!

در میں قلعہ گوجر سنگھ میں دوکان کرتا ہوں۔ لالہ جواہر لال انسپکٹر

پولیس نے ملزم کی تمیض اور شلوار میرے روبرو انزوائی تھی، تمیض
اور شلوار پر خون کے نشانات موجود ہتے۔ لالہ جواہر لال نے

کپڑوں کا پارسل بنا کر مہریں لگا ئیں۔خون آلود حصہ کا نے لیا گیا

تھا۔ ایک فرد بھی بنائی گئی جس پر میں نے دستخط کئے۔ گواہ نے فرد

دیکھ کر اپنے وشخطوں کی شناخت کی وکیل صفائی خواجہ فیروز
صاحب نے گواہ پر جرح بالکل نہ کی۔''

## ڈ اکٹر ڈارس کا بیان: -

اس کے بعد اسکلے کواہ میوہپتال کے ڈاکٹر ڈارین پیش ہوئے۔ انہوں نے اسپنے بیان میں کہا!

"میں نے راجپال کی نعش کا پوسٹ مارٹم کیا تھا اور بیکام ۲ اپریل ۱۹۲۹ء کو کیا محیا تھا۔ نعش کی شاخت ڈاکٹر گردھاری لال نے کی جومقول کا پہلے سے واقف کا رتھا۔ مقول کی انگلیوں، سر، چھاتی اور پھول کا چھول کی انگلیوں، سر، چھاتی اور پھول پر زقم تھے اور کلیجہ کافی مجروح تھا۔ کلیجہ کے قریب کی پہلی ٹوٹی ہوئی تھی۔ چھاتی کے بائیں طرف کا زخم ڈیڑھ انج لبا اور چارانج چوڑا تھا، اس کی مجرائی ساڑھے سات انج کے قریب

تھی اور پہلی کٹ گئ تھی، جبکہ بائیں پٹھے پرشدید زخم تھا۔ اُن کے خیال میں موت اس ضرب کی وجہ سے ہوئی جو کلیجہ پر لگی اور الیی ضرب کسی تیز نوک دار ہتھیار سے ہی لگ سکتی ہے۔ دوسرے روز ایک کی حیرا میرے پاس بھیجا گیا جس سے ایسی ضربات لگ سکتی ہیں۔'

گواہ کو چند جاتو رکھائے گئے تو اُس نے کہا!

''ان سے ایسی ضربات لگ سکتی ہیں جس آلہ سے بیضربیں لگائی گئیں وہ آلہ ایسا ہی تھا جو میرے روبرو سات اپریل کو پیش کیا گیاتھا، میں نے پارسل کو کھولا تھا اور چاقو کے معائنہ کے بعد پھر بند کر دیا۔ میں نے بید معائنہ سوا بارہ بجے کیا تھا۔ ملزم کے دائیں ہاتھ کی ہتھیلی پر بھی زخم ہاتھ کی ہتھیلی پر بھی زخم تھا۔ بیضربیں چوبیں گھٹے اندرکی لگی ہوئی تھیں۔ میں نے ملزم کو شھا۔ بیضربیں چوبیں گھٹے اندرکی لگی ہوئی تھیں۔ میں نے ملزم کو شھاکے دیا کہ وہ صحیح ہے۔ بیضربات بالکل ہلکی سی تھیں اور تیز دھارآلہ سے لگی ہوئی معلوم ہوتی تھیں۔''

وکیل صفائی فیروز نے کوئی جرح نہ کی اور عدالت میں ذیل کے مضمون پر۔ مشتمل ایک درخواست پیش کی!

''عدالت ہذااس امر کے لئے مجبور نہیں ہے کہ پیشن میں گواہوں کی جو فہرست بھیجے اس میں ڈاکٹر کا نام بھی درج کرے چونکہ ساعت لا ہور میں ہے اس لئے بچھ حرج نہیں ہے اور خصوصاً مسٹر میپ سیشن جج ڈاکٹر کی طلی کی اجازت دے دیا کرتے ہے اس لئے عدالت ڈاکٹر کی طبی کی اجازت دے دیا کرتے ہے اس لئے عدالت ڈاکٹر کو بھی یا بند کر دے۔''

اس پر عدالت نے جوابا لکھا کہ اس درخواست کی ساعت کے لئے اسے

عدالت میں پیش کیا جاسکتا ہے۔ اس پر خواجہ فیروز نے کہا کہ میں عدالت میں درخواست پیش تو کروں گالیکن اس وقت کہیں بیسوال پیدا نہ ہو کہ میں نے ماتحت عدالت میں بید درخواست پیش نہیں کی۔ آپ کیلنڈر میں ڈاکٹر کا نام نہ کھیں۔ البتہ جب عدالت سیشن سے تاریخ بیشی کی اطلاع آئے تو دوسرے گواہوں کے علاوہ ڈاکٹر کو بھی اطلاع دے دیں کہ اس مقدمہ کے لئے فلاں تاریخ مقرر ہوئی ہے۔ اگر سیشن مناسب مجھے تو آنہیں طلب کرے جس پر عدالت نے یہ درخواست منظور کر لی۔ بعدازاں وکیل صفائی نے درخواست پیش کی کہ ہمیں ملزم کو گیڑے بہنانے کی اجازت دی جائے۔ اس پر عدالت نے وہیں کیڑے بہنانے کی اجازت دی جائے۔ اس پر عدالت نے وہیں کیڑے بہنانے کی اجازت دے دی۔ اس

چونکہ عدالت میں اس وقت لوگوں کا ہجوم اکٹھا ہو گیا تھا اس لئے کمرہ عدالت سے لوگوں کا ہجوم اکٹھا ہو گیا تھا اس لئے کمرہ عدالت سے لوگوں کو باہر جلے جانے کا حکم دیا گیا لیکن فورا ہی کچھ دیر بعد بیس مالیس لے کریہ تھم دیا گیا کہ ملزم کو جیل میں کپڑے بدلوائیں جائیں۔

تھوڑی در کی کاروائی کے بعد مقدمہ کو ۲۳ اپریل ۱۹۲۹ء تک ملتوی کر دیا گیا اور حچرے کو ماہرین کے معائنہ کے لئے کلکتہ جھیج دیا گیا۔

# مقدمه کی دستاویزات

نام علم الدین ولد طالع مندعمر ۱۸ سال ـ ذات تر کھان، سکنه محلّه سریا نواله لا ہور پیشه تر کھان ۔

میں نے مجسٹریٹ کے روبرواینے بیان کوس لیا ہے، بیدور مت ہے۔

سوال: کیاتم نے مزید کھوادر کہنا ہے؟

قیدی تمبر1:

جواب: جب مجھے بکرا ممیا اس وقت مجھے بہت مارا پیا ممیا تھا اور جب مجھے بولیس لائن بہنچایا ممیا تو وہاں بھی مجھ پر سخت تشدد کیا ممیا۔ کوئی بھی شخص میری بات سننے کو تنار نہیں تھا۔

مجھے شناخت پریڈے پہلے بگڑی اور جوتے کا جوڑا دیا گیا۔ میں نے ان کو پہن لیالیکن انسپکڑ جواہر لال نے مجھے انہیں اتار نے کو کہا میں نے ایسا ہی کیا جب مجسٹریٹ آیا تو مجھے دوسرے افراد کے ساتھ پریڈ میں شامل کیا گیا۔ بریڈ میں شامل میرا نمبر دوسرا تھا اور میرے ساتھ ایک بوڑھا آدمی تھا اُس نے اپنا ہاتھ میرے اوپر رکھ دیا۔

ای روز صبح و بجے جب میں حوالات میں کھانا کھا رہا تھا تو انسپکٹر جواہر لال
گواہ آتما رام کے ساتھ وہاں آیا تھا۔ انسپکٹر نے مجھے پینے کے لئے سگریٹ
پیش کیا جو میں نے بی لیا۔

شناخت کے وقت میں نے فقط پکڑی پہنی ہوئی تھی۔ جبکہ پریڈ میں شامل دوسرے افراد نے بگڑیاں نہیں ہوئی تھیں۔ دوسروں نے جوتے بہنے ہوئی تھیں۔ دوسروں نے جوتے بہنے ہوئے تھے جبکہ میں ننگے یاؤں تھا۔

جب بولیس لائن میں ڈاکٹر میرا معائنہ کر رہاتھا تو اس وفت انسپکٹر جواہر لال نے مجھے دھمکی دیتے ہوئے کہاتھا کہ میں اپنی دائیں کہنی اور بائیں گھنے پر جو زخم ہیں ڈاکٹر کونہ دکھاؤں۔

مجھے یہ دھمکی دی گئی تھی کہ اگر میں نے بیزخم ڈاکٹر کو دکھائے تو بعد میں سخت تشدد کیا جائے گا۔ جب مجھے پکڑا گیا تو ہندوؤں نے بہت مارا تھا اور مجھے ایک ترازو کے کنڈے کی طرف دھکیلا گیا جس کی نوک سے میری کہنی اور گھٹنے میں کیل لگنے سے زخم آ گئے تھے۔ پولیس نے مجھ پر تشدد کیا اور بُری طرح پیش آئی، اس کے علاوہ مجھے بچھاور نہیں کہنا ہے۔

سوال: تمہاری کہنی اور گھٹنے پر جوزخم آئے تھے کیا اس میں سے خون بہا تھا؟

جواب: جي ٻال!

سوال: جبتم كومندوؤل نے پکڑا تو كياتم نے تميض شلوار بهن رکھی تھی؟

جواب: میں نے تمیش پہن رکھی تھی۔شلوار نہیں پہنی ہوئی تھی۔ میں نے دوسری پتلون پہنی ہوئی تھی جو بھٹ گئی تھی۔

> سوال: کیاتم نے اپنے دفاع میں کوئی گواہ عدالت میں پیش کرنا ہے؟ جواب: نہیں۔

جب ملزم کو بیان بڑھ کر سنایا گیا تو اس میں اضافہ کیا۔ ''جب مجسٹریٹ شناخت پریڈ کے لئے آیا تو میں نے اُس سے شکایت کی لیکن کسی نے بھی میری بات کونہیں سنا۔''

14-0-1949

سيشن جج لا ہور

14-0-1949

فیصله تاریخ:۲۲منک ۱۹۲۹ء

# بیان طفی کے بغیر ملزم کا بیان:-

علم الدین ولد طالع مند ذات تر کھان عمر ۱۸ سال سکنه محلّه سریا نواله لا ہور
سوال 1: کیاتم نے مور نه ۱۹ اپریل ۱۹۲۹ء کو بوقت دو بجے دو پہر مقتول راجپال پرقل
میں موجود جاتو سے حملہ کیا تھا اور کیا تم نے
مقتول کی حیاتی میں ایک مہرا زخم لگایا تھا جو اس کی موت کا سبب بنا؟

جواب: خبيس.

سوال 2: کیا تمہارا جائے وتوع سے فرار کے بعد تعاقب کیا عمیا تھا اور تم کو واردات کے فوراً بعدودیارتن کے ٹال سے گرفتار کیا عمیاتھا؟

جواب: میں سبری منڈی کی طرف ہے آرہا تھا اور لکڑی کے ٹال کے نزدیک مجھے بغیر دجہ کے پکڑا ممیا۔

سوال 3: کیاتم نے گرفتار کرنے والوں سے بینیں کہا تھا کہتم کوئی چورنہیں ہواور تم نے راجیال کو اس لئے قل کیا تھا کہ اس نے تمہارے رسول خفزت محم مصطفیٰ سے کی بارے میں جو کچھ کہا تھا؟

جواب نہیں! میں نے صرف پیر کہا تھا کہ میں چور نہیں \_

سوال 4: کیا بیشلوار اور تمیض جو تل کے بعد تمہارے جسم سے اتر والی گئی تمہاری نہیں

ہے۔ جواب: ہیمیض میری ہے اور میرے جسم سے اتر وائی گئی تھی لیکن بیشلوار میری نہیں ہے اور نہ ہی مجھ سے لی گئی۔

سوال 5: کیاتم نے تل دالے دن بیرچاقو آتمارام (گواہ نمبر۱۲) کی دوکان سے خریداتھا؟ جواب: نہیں ۔

سوال 6: تمهارے خلاف بید مقدمہ کیوں درج کیا گیا؟

جواب: میں بے گناہ ہوں اور میں نہیں سمجھ سکتا ہوں کہ مجھے اس جرم کے تحت کیوں گرفتار کیا گیا ہے؟

سوال 7: كياتم نے يجھاور كہنا ہے؟

جواب: کیجھیس\_

اے ڈی ایم لاہور 1979-ہم-س

آتمارام کا دوباره بیان: <u>–</u>

میں پریڈیس شریک کسی بھی شخص کو پہلے سے نہیں جانتا۔

-:כ

وكيل كواه سے يحھ دوسرے اہم نكات كى روشى ميں جرح كرنا جاہتا ہے للذا

میں صرف ندکورہ سوال کی زوشی میں سوال کرنے کی اجازت دول گا۔

ال گواہ کو دوسری بار بلانے کا مقصد صرف یہ ہے کہ لالہ ملکھ راج مجسٹریٹ کے بیان کی تقسہ نین کرنی ہے۔ آیا گواہ پہلے ہے ان چھ افراد میں سے کسی ایک کو جانتا تھا یا نہیں۔ لہذا وکیل کو صرف یہ جان لینا چاہئے کہ گواہ کمرہ عدالت میں موجود تھا جبکہ مجسٹریٹ اپنی گواہی دے رہا تھا۔

سیش جج ۲۹ - ۵-۱۵

## كراؤن بنام غازى علم الدين شهبيد عبئية

گواه نمبر۷:

کیدارناتھ ولد پنڈت براج لال عمر۲۲ سال۔ ذات برہمن۔ سکنہ لاہور۔ مقتول راجیال کا ملازم۔

شهادت بیان طفی اور گوانی\_

میں نے مقتول کی تین سال ملازمت کی ہے۔ میں اس کی کتابوں کی دکان واقع ہیںتال روڈ پر بطور کلرک ملازم تھا۔ مقتول اپنی دوکان کے سامنے مکان میں رہنا تھا۔ اس کی دکان میں جات ہے۔ جن کے نام اس کا بھائی سنت رام، بھگت رام، امرناتھ اور میں تھا۔ ۲ اپریل ۱۹۲۹ء کو دو ہج دو پہر میں اندرونی برآ مدے میں بیٹا کام کررہا تھا۔ جبکہ مقتول باہر والے برآ مدے میں جیٹا ہوا اپنی گدی پرکام کررہا تھا۔

ہیرونی برآ مدے کے دو دردازے ہیں اور اُس وقت دونوں دروازے کھلے ہوئے تھے۔ میں کتابوں کے پارسل پر پنے لکھ رہا تھا جن کو بذریعہ ڈاک بھیجنا تھا۔ جبکہ مقتول خط لکھ رہا تھا۔ میرا منہ باہر کی طرف تھا۔ میں نے ایک آ دمی کو اندر آتے دیکھا جس نے مقتول اور میں نے شور بلند دیکھا جس نے مقتول اور میں نے شور بلند

کیا۔ میں نے مقول کے سینے پر ایک وار کرتے ہوئے دیکھا۔ میں کھڑا ہو گیا اور چند کتابیں اٹھا کر قاتل پر پھینکیں۔

میرے،مقتول اور حملہ آور کے درمیان تین یا جارفٹ کا فاصلہ تھا۔حملہ آور نے جس چاقو سے حملہ کیا تھا۔ اُس کو اندر پھینکا اور دکان سے باہر سڑک پر دوڑ گیا۔ میں اس کے بیچھے دوڑا۔حملہ آور ہمینال کی طرف جانے والی سڑک پر دوڑا۔

بھگت رام بھی اسی برآ مدے میں بیٹھا ہوا تھا جس میں مقول بیٹھا ہوا تھا۔ وہ وہاں کام کررہا تھا۔ اس نے بھی میرے ساتھ حملہ آور کا تعاقب کیا۔ مقول کی کتابوں کی دکان ہے۔ دکان کے آگے نا نک چند کپور کی دکان ہے اور دوسری طرف پر مانند بیپر کی دکان ہے۔ نا نک چند اور پر مانند نے جب ہماری چیخ و پکار کوسنا تو وہ بھی ہمارے ساتھ حملہ آور کے تعاقب میں برابر شور مچا رہا تھا۔ پر مانند حملہ آور کے تعاقب میں برابر شور مچا رہا تھا۔ پر مانند حملہ آور کے تعاقب میں برابر شور مچا رہا تھا۔ پر مانند حملہ آور سے بالکل پیچھے تھا تا کہ دہ اس کو پکڑ لے۔ حملہ آور سیتا رام کے تیل کے ڈپو میں داخل ہو گیا۔ ہمارے اور اس کے درمیان ایک یا دوقدم کا فاصلہ تھا۔

سیتا رام مرگیا ہے اور اب اس کا کاروبار اس کا بیٹا ودیارتن کر رہا ہے۔ ودیا
رتن نے جب شور سنا تو وہ اپنے دفتر سے باہر آگیا۔ وویارتن نے حملہ آور کوروکا اور پھر
اس کو پکڑ لیا۔ وہ شخص جس کو ہم نے پکڑا وہ ملزم عدالت میں موجود ہے۔ ہم اس کو
مقتول کی دوکان پر واپس لائے۔ جب ہم نے ملزم کو پکڑا تو اس نے کہا میں چور یا ڈاکو
نہیں ہول بلکہ میں نے رسول اللہ مطابق کا بدلہ لیا ہے۔ ہمارے چہنچنے کے چند منٹ
بعد دہاں پولیس افسران آگئے اور ہم نے ملزم ان کے حوالہ کر دیا۔

وہ تخت پوش جس پر مقتول بیٹا ہوا تھا وہاں پر ایک چھوٹا سا ڈیسک اور کیش بکس رکھا ہوا تھا۔ وہ ہتھیار جو ملزم نے استعمال کیا تھا وہ کیش بکس پر پڑا ہوا تھا۔ اُس پر خوان لگا ہو اتھا۔ پولیس نے چاتو وہاں سے اٹھا لیا۔ میں نے عدالت میں تین چاتو دیکھے تھے اور ان میں قتل میں استعمال ہونے والے چاتو کو پہچان لیا تھا۔ اس وقت اس

کی نوک ٹوٹ گئی تھی اور میں نے اس سے اس کو پہچانا ہے۔

مقتول اپنے تخت پوش کی گدی پر آخری سانس لے رہا تھا۔ پولیس افسران اس کو لاک اپ لے افسران کے فوری بعد انسکٹر جواہر لال آگیا۔ انسکٹر نے میرا بیان لیا اور بھی بیان ایف آئی آرتصور کیا گیا۔ میں نے اپنے بیان کوسنا اور اس کو ایف آئی آر قرار دیا۔ یہ درست ہے کہ اس پر میرے دستخط بھی ہیں۔ چاتو کی بازیابی کی فہرست میرے سامنے پولیس افسر نے بنائی اور اس پر میرے دستخط کئے گئے۔ میں ان کاغذات پر اپنے دستخط کو پیچانتا ہوئی۔

میں مقول کے پاجا ہے، قمیض ، کوٹ اور بنیان کو بھی پہچانتا ہوں جواس نے اس وقت بہن رکھے تھے۔ مقول کی لاش کو پوسٹ مارٹم کے لئے ہپتال لے جایا گیا۔ مقول پر پہلے بھی دوقا تلانہ حملے بمفلٹ لکھنے کی وجہ ہے ہو چکے تھے جس کے نتیج میں پولیس گارڈ اس کی حفاظت کے لئے لگا دی گئی تھی۔ مقول ۲۸ مارچ کو ہر دوار گیا جس کی وجہ ہے پولیس گارڈ اس کی حفاظت کے لئے لگا دی گئی تھی۔ مقول ۲۸ مارچ کو ہر دوار گیا جس کی وجہ ہے پولیس گارڈ ہٹالی گئی تھی کیونکہ مقول نے کہا تھا کہ وہ واپسی پر دوبارہ گارڈ طلب کر لے گا۔ وہ ۱۳ اپریل کو واپس آیا اور گارڈ کے لئے کہا گر وقوع کے روز تک پولیس گارڈ نہ آئی۔ ملزم میری نظروں سے اوجھل نہیں ہوا حتیٰ کہ ہم نے اس کو ودیارت کے ٹال سے پکڑ لیا۔

-:7.7.

اندرونی اور ہیرونی برآمدے کے درمیان دو دروازے ہیں جو ہیرونی برآمدے میں ہیں۔ وہ دونوں برآمدے جن کی طرف میں نے اشارہ کیا ہے وہ حقیقت میں کمرے ہیں جس کمرے میں بیٹا ہوا تھا وہاں اور کوئی نہیں تھا۔ جس کمرے میں بیٹا ہوا تھا وہاں اور کوئی نہیں تھا۔ جس کمرے میں مقتول بیٹا ہوا تھا اُس میں بھگت رام کے سوا اور کوئی نہیں تھا۔ دونوں دروازے جو اندرونی برآمدے یا کمرے کی طرف جاتے ہیں کھلے ہوئے تھے۔ میں دروازے سے

تین فٹ کے فاصلہ پرتھا۔ میں جہاں بیٹھا ہوا تھا وہاں سے مقتول کو دیکھ سکتا تھا لیکن بھگت رام کونہیں۔ جہال میں بیٹھا ہوا تھا وہاں سے صرف ایک باہر کے کمرے کے دروازے کو دیکھ سکتا تھا اور کسی کونہیں۔

دکان کے سامنے تھڑا ہے۔ میں نے ملزم کو پہلی مرتبہ اس وقت دیکھا جب اس نے اس تھڑے پر قدم رکھا۔ بیتھڑا دو فٹ چوڑا ہے۔ بیلٹری کا ہے جس پر میں نے ملزم کے قدموں کی آ واز کو سنا۔ میں نے نظر او پر اٹھائی اور اس کو دیکھا۔ میں بینہیں کہہسکا کہ ملزم نے چاقو کس طرح بیٹڑا ہو اٹھا۔ میں نے اس کے ہاتھ میں چاقو دیکھا تھا۔ ملزم نے اس قدر تیزی سے مقتول پر حملہ کیا رکہ پہتہ ہی نہ چل سکا کہ وہ کیا کرنے والا ہے۔ اتنا وقت ہی نہیں تھا کہ مقتول کی مدد کی جاتی یا مدد حاصل کی جاتی۔ میں نے ملزم کو مقتول کے مینے یا چھاتی پر دویا تین وار کرتے ہوئے دیکھا، اس کے علاوہ میں نے کوئی منز بات لگاتے نہیں دیکھا۔ مقتول نے اس نے بچاؤ کے لئے ہاتھ او پر اٹھائے جب ملزم ضربات لگاتے نہیں دیکھا۔ مقتول نے اس پر کتابیں پھینکیں۔

جب ملزم مقتول پر حملہ کر رہا تھا میں چلایا کہ مہائے جی کو مار رہا ہے۔ ملزم
نے چاقو کیش بکس پر رکھ دیا۔ یہ کافی بڑا ہے کمرے کے فرش پر ڈیوڑھی ہے۔ جہاں
میں کام کر رہا تھا وہاں ہے کچھ کتابیں اٹھا کیں میں اور ملزم بھی بھی برآ مدے یا باہر کے
مرے میں اکھے نہیں ہوئے تھے۔ جب میں ملزم کے تعاقب میں بھاگ رہا تھا تو میں
متواتر چلا رہا تھا کہ مہائے جی کو مار کر بھاگ گیا ہے۔ جھے یا دنہیں کہاں کے علاوہ اور
کچھ میں نے کہا۔

پرمانند ہم چاروں تعاقب کرنے والوں میں سب سے آگے تھا۔ میں وقت سے آگے تھا مگر پرمانند میرے آگے ہوگیا، جب ملزم ٹال میں واغل ہو گیا تو اس وقت ملزم میرے سے دوقدم آگے تھا۔ پرمانند ٹال کے پچھلے دروازے سے داخل ہوا تھا۔ میں ملزم میرے سے دوقدم آگے تھا۔ پرمانند ٹال کے پچھلے دروازے سے داخل ہوا تھا۔ میں ملزم کے اس قدر قریب تھا کہ میں اس کو چھوسکتا تھا۔ جہاں پر ہم نے اس کا تعاقب کیا

عن زي الدين شهيد يبيد الماليون شهيد يبيد

ہے وہاں ایک مڑک ہے جو برہموساج مندر کو جاتی ہے۔ بیرٹرک ایک دوسری سڑک ہے جا کرملتی ہے۔ بیرٹرک ایک دوسری سڑک ہے جا کرملتی ہے۔ بیرٹرک ۱۰۰ یا ۱۵۰ قدم ہی ہوگی۔ بیرشارع عام ہے۔ اس وقت مہیتال روڈیا وہ سڑک جو برہمو مندر کی طرف جاتی ہے اس پر زیادہ ٹریفک نہیں تھی۔

جب میں ملزم کے بیچھے بھاگا تو میں نے مقتول کو گرتے ہوئے دیکھا۔ جب میں ملزم کے ساتھ واپس دوکان پر آیا تو مقتول گرا ہوا تھا۔ میں نے مقتول کی آواز "ہائے" صرف ایک دفعہ نی اس سے زیادہ میں نے اس کی آواز کونہیں سا۔ ملزم نے ان الفاظ کو دوبارہ دہرایا جن کا میں نے اوپر ذکر کیا ہے۔ جب ہم اس کومقتول کی دکان پر لے کر آئے۔ ملزم نے ان الفاظ کوئی دفعہ استعمال کیا گرخصوصاً دوجگہوں پر ایک دفعہ اس وقت جب ہم اس کومقتول کی دولان پر الے دفعہ اس وقت جب ہم اس کومقتول کی دوکان پر لائے۔

ملزم نے کسی سوال کے جواب میں بے نہیں کہا تھا۔ ملزم نے کھڑے ہوئے لوگوں کو بہ بھی نہیں بتایا کہ وہ کیوں دوڑ گیا تھا۔ ملزم کو ٹال کے دروازے سے تین یا چار فنٹ کے فاصلہ سے کپڑا گیا تھا۔ اس ٹال کے گیٹ ہیں لیکن بیاس وقت کھلے ہوئے تھے۔ جہال سے ملزم کو پکڑا گیا تھا۔ اس کو ہم سڑک پر سے دیکھ سکتے ہیں۔ پولیس نے بھی سے نہیں پوچھا تھا کہ آیا ملزم نے کچھ کہا تھا۔ میں نے اس کاذکر نہیں کیا جو ملزم نے گرفتاری کے وقت کہا تھا۔ پولیس کا ذکر نہیں کیا تھا جو الفاظ مزم نے گرفتاری کے وقت کہا میں نے جو ضروری سمجھا وہ بتا دیا۔ میں نے جسٹریٹ کے سامنے اس کاذکر نہیں کیا تھا جو الفاظ مزم نے گرفتاری کے وقت کہا تھے۔ میں ملزم کو پہلے سے نہیں جانتا ہوں۔ پولیس گارڈ دکان سے باہر اوقات کار کے تھے۔ میں ملزم کو پہلے سے نہیں جانتا ہوں۔ پولیس گارڈ دکان سے باہر اوقات کار کے دوران (۹ بج جسخ تا ۵ بج شام) موجود رہتی تھی۔ میں نے اس کو ضروری نہیں سمجھا کہ پولیس کو اطلاع کرتا کہ جب میں اپنا بیان دے رہا تھا بھگت رام دکان میں موجود تھا۔

ہائمگورٹ (عدالت سے) میں نقشہ ای ایکس سے پی دیکھنا ہوں۔مقانی ا اس جگہ بیٹھا ہوا تھا جونقشہ میں دکھائی گئی ہے۔ میں پوائنٹ تمبر ایر کام کر رہا تھا اور بھا ت

عن زي الدين شهيد بينية كالآن الدين شهيد بينية الدين شهيد بينية الدين شهيد بينية الدين شهيد بينية الم

رام پوائٹ نمبر سوپر کام کررہاتھا۔ جب ہم نے اس کو گرفتار کیا وہاں کوئی نہیں آیا۔ میں وزیر چند نامی کسی شخص کونہیں جانتا۔

> سیشن جج ۲۹-۵-۲۹

گواه نمبرس:-مست

نام بھگت رام ولد بگرمل عمر ۲۵ سال \_ ذات کھتری \_ سکنه لا ہور \_ بیشہ: مقتول کا ملازم \_

میں مقتول کا آٹھ سال منتی رہا ہوں۔مقتول کی کتابوں کی دکان تھی۔ ۲ اپریل کو دو بیجے دن میں اپنے مالک کی دکان میں کام کر رہاتھا اور میرے ساتھ کیدار ناتھ بھی کام میں مصروف تھا۔ کیدار ناتھ اندر کے کمرے میں تھا جبکہ میں بیرونی کمرے میں تھا۔ مقتول این گدی پر مجھ سے آٹھ یا نوفٹ کے فاصلہ پر بیٹھا ہوا تھا۔ میں سیرهی پر کھڑا ہوا کتابیں ترتیب سے رکھ رہا تھا۔مقتول لکھ رہا تھا جبکہ کیدار ناتھ پارسل بنار ہاتھا۔ میں نقشہ دیکھتا ہوں۔مقتول نقشہ میں دکھائی جانے والی جگہنمبر اپر بیٹا ہواتھا جبكه مين نقشه مين دكھائى جانے والى جگه نمبر اور كيدار ناتھ نمبر ا جگه پر بيھا ہوا تھا۔ تخت یوش یا وہ گدی جس پر مقتول بدیٹا ہوا تھا زمین سے جار انچ بلند تھی۔ تخت پوش ملحقہ دروازے کے ساتھ تھا جو کمرے یا برآ مدے کی طرف جاتا ہے، جب میں سیڑھی پر کھڑا ہوا کتابیں ترتیب سے رکھ رہاتھا تو میں نے اپنے مالک کی آوازسی "میں مرگیا" اس پر میں نے اس کی طرف دیکھا کہ ایک شخص نے مقتول کو گردن ہے پکڑا ہوا تھا اور اس کی چھاتی میں جاتو سے وارکر رہاتھا۔ یہ دیکھ کر میں نے سیرھی پر سے حملہ آور پر کتابیں ماریں۔ کتابیں اس کو لگنے کے بعد باہرگلی میں گر گئیں اس کے بعد حملہ آور دکان ہے باہر سرک پر دوڑا جس کے تعاقب میں کیدار ناتھ اور میں سیڑھی سے بینچے اتر کر دوڑ ہے۔ بعد میں نا تک چنداور پر ما نند بھی ہمارے ساتھ شامل ہو گئے۔ حملہ آور ہیتال

عن زی مالاین شہید بیٹید کی طرف دوڑا۔ ہمارے اور اس کے درمیان بمشکل تعاقب میں ایک قدم کا فاصلہ تھا۔

کی طرف دوڑا۔ ہمارے اور اس کے درمیان بمشکل تعاقب میں ایک قدم کا فاصلہ تھا۔
ہم اس کو چھو سکتے تھے لیکن ہم نے اس کو نہیں بکڑا۔ پر ما نند آگے دوڑا تا کہ ہم اس کو بکڑ
لیس۔ اس ا نتاء میں حملہ آور و دیارتن کے ٹال میں داخل ہو گیا۔ جب حملہ آور اس ٹال
کے گیٹ میں داخل ہوا و دیارتن باہر آیا اور حملہ آور کو بکڑ لیا۔ ہم چار تعاقب کرنے والول
میں و دیارتن بھی شامل ہو گیا۔ حملہ آور علم الدین ملزم تھا جو عدالت میں ہے۔ ملزم بھی
ہمی ہماری آنکھوں سے او چھل نہیں ہوا۔ اس وقت سے لے کر جب اس نے قبل کیا اور
کیڑا گیا۔ ملزم نے بھا گئے کی کوشش کی لیکن ہم تعداد میں زیادہ اور اس سے طاقتور تھے۔
جب ہم ملزم کو بکڑ سے وہ برابر یہی کہتا رہا کہ وہ چوریا ڈاکونہیں ہے بلکہ اس

جب، ہم مزم کو پر سے وہ برابر ہی ہمارہ کہ دوہ پوریا وہ ویا ہے ہدہ کا درسول اللہ ہے ہے۔ یہ الفاظ وہ مقتول کی دکان پر پکڑے جانے کے بعد واپسی پر بھی کہتا رہا۔ جلد ہی ہم دکان پر بہتی گئے۔ وہاں پر بولیس آگی اورہم نے اس کو پولیس سے حوالے کر دیا جب میں دکان پر بولیس آیا تو میں نے دیکھا کہ مقتول آخری سانس اس تخت بوش یا گدی جس پر جیھا ہوا تھا لے رہا تھا۔ وہاں پر ایک گدی ایک کیش مانس اس تخت بوش یا گدی جس پر جیھا ہوا تھا لے رہا تھا۔ وہاں پر ایک گدی ایک کیش بکس پڑا ہوا تھا اور بیاس وقت دکھائی دی تھی جب پولیس نے چاتو قبضہ میں لیا تھا۔ چاتو خون آلود تھا پولیس نے اس کو اپنے قبضہ میں لیا۔ مقتول کے ہردوار جانے سے پہلے خون آلود تھا پولیس نے اس کو اپنے قبضہ میں لیا۔ مقتول کے ہردوار جانے سے پہلے بولیس گارد ہوتی تھی لیکن اس کی واپسی پر اس وقوعہ کے روز تک پولیس گارد معین نہیں کی میرے اور میں۔ ملزم کو جب پولیس لے گئی تو سب اسپکٹر جلال دین وہاں آیا۔ اس نے میرے اور دوسرے افراد پر جرح کی۔ مقتول کی لاش کو پوسٹ مارٹم کے لئے ہیتال بھیج دیا گیا۔ دوسرے افراد پر جرح کی۔ مقتول کی لاش کو پوسٹ مارٹم کے لئے ہیتال بھیج دیا گیا۔

:07.

ملزم سے وکیل کی طرف ہے میں اس بیان کو جو گواہ نے بولیس کے سامنے دیا ہے اس کی ایک قیمتا کا پی ملزم کومہا کی گئی ہے۔

میں نے مفتول کی صرف ایک ہی دفعہ آواز سی تھی جن الفاظ کا میں نے اوپر ذکر کیا ہے۔ مجھے اس کے مارے میں یا وہ الفاظ جو میں نے استعال کئے ہیں کوئی شک

نہیں ہے۔ وہ سیرھی جس پر میں کھڑا ہواتھا وہ دونوں کمروں کی دیوار کے ساتھ لگی ہوئی تھی اور میری کمرسڑک کی طرف تھی۔ میں سیرھی کے ساتویں ڈنڈے پر کھڑا ہواتھا جبکہ اس کے کل بارہ ڈنڈے ہیں۔ حملہ آ ور نے مقتول کی گردن کواپنے بائیں ہاتھ سے پکڑا ہواتھا اور دائیں ہاتھ میں چاتو تھا۔ میں نے چاقو کومقول کے زخم میں دیکھا جوملزم نے لگایا تھا۔ میں نے طرم کو چاقو باہر نکالتے اور لگایا تھا۔ میں نے ملزم کو چاقو باہر نکالتے اور گدی پر بھینکتے ہوئے دیکھا۔

میں نے مقتول اور حملہ آور کے درمیان بچاؤ کرنے کے لیے کوشش کرتے نہیں دیکھا۔ملزم مقتول پر جھکا ہوا تھا۔مقتول کے ہاتھ اس کے سامنے تھے اور وہ ملزم کو پکڑے ہوئے نہیں تھا۔اس کا ایک ہاتھ اوپر کواٹھا ہوا تھا جبکہ دوسرا نیچے تھا۔

جب ملزم دوکان میں تھا تو اس نے پھے نہیں کہا تھا۔ جب میں سیڑھی پر کھڑا ہوا تھا تو ملزم کی کرمیری طرف تھا۔ میں میں کہہ سکتا کہ جو کتا ہیں میں نے ملزم کو ماری تھیں وہ اس کو گی تھیں یا نہیں۔ آیا ملزم میرے اور مقتول کے درمیان تھا۔ ہوسکتا ہے کہ کتا ہیں ملزم کو گلی ہوں۔ یہ بنڈل تقریباً میں سے مندھا ہوا تھا جب یہ بنڈل ملزم کی کمر پر کتا ہوں پرمشمل تھا۔ یہ بنڈل مفبوطی سے بندھا ہوا تھا جب یہ بنڈل ملزم کی کمر پر لگا تو وہ گر پڑا۔ میں نے کوئی اور اس کے علاوہ کتا ہیں نہیں پھینکیں۔ ان کتا ہوں کا وزن دو یا ڈھائی سیرتھا۔ جب بنڈل کھلا تو کتا ہیں بھی گئیں۔ اس طرح پھی کتا ہیں سڑک پر جاگریں۔ میں نے کیدار ناتھ کو بھی ملزم پر پھی کتا ہیں پھینکتے ہوئے و کیھا۔ یہ دویا تین بندھی ہوئی کتا ہیں تھی منزل نہیں تھا میں نے اس کو یہ کتا ہیں ایک دفعہ مارتے بندھی ہوئی کتا ہیں تاری بنڈل نہیں تھا میں نے اس کو یہ کتا ہیں ایک دفعہ مارتے کیدار ناتھ کے کتا ہیں مارنے کے بعد اپنی کتا ہوں کا بنڈل ملزم کو مارا تھا۔ جو اس کو لگا کتا ہوں کا بنڈل ملزم کو مارا تھا۔ جو اس کو لگا اور اس نے اپنا جاتو پھینک دیا۔ ملزم پوری رفتار سے دوڑ رہا تھا۔ ہم ملزم کو نہیں پکڑ سے کھے کوئنہ دہ آگے تیز ہھاگ رہا تھا۔

عن زي الدين شهيد نيست كالمالدين شهيد نيست

پرمائندگی دُکان مقتول کی دکان سے قریب ہے۔ پرمائند بھی ہمارے ساتھ تعاقب میں شامل ہوگیا اور ہم برہمو ساج روڈ پر آگئے۔ اگر ملزم اس سراک کی طرف مز جاتا جو برہمو ساج کی طرف ہو ایس نے ایسا ہی کیا۔ ہمارے سوا اس وقت روڈ پرکوئی اور نہ تھا۔ وہاں پر دوسری دکا نیس بھی اس وقت کھلی ہوئی تھیں۔ میں نے ان دوکانوں سے کسی دوسرے آدمی کو آتائیس دیکھا۔ ملزم نے فرار ہونے کی ہرممکن کوشش کی چونکہ ہم تعداد میں اس سے زائد تھے، لہذا وہ ایسا نہ کر سکا۔ ہمارے درمیان معمولی کی چونکہ ہم تعداد میں اس سے زائد تھے، لہذا وہ ایسا نہ کر سکا۔ ہمارے درمیان معمولی کی چونکہ ہم تعداد میں اس سے زائد تھے، لہذا وہ ایسا نہ کر سکا۔ ہمارے درمیان معمولی کے تاب بدلہ کے لیا ہے۔ یہ الفاظ ملزم کے تھے۔ میرے خیال میں اس کے علاوہ اس نے کوئی اور الفاظ استعال نہیں کئے تھے۔ میری یا دمعمولی ہے۔ ملزم نے یہ بھی کہا تھا کہ وہ چورٹہیں ہے اور جب اسے ہتھاڑی لگائی گئی تو اس نے کہا تھا کہ یہ میرے لئے تھا کہ وہ چورٹہیں ہے اور جب اسے ہتھاڑی لگائی گئی تو اس نے کہا تھا کہ یہ میرے لئے سونے کی چوڑیاں ہیں۔

سب انسپٹر نے میرابیان دکان میں لیا۔ جب میرابیان لیا جارہاتھا تو وہاں پر کیدار ناتھ، پر مانند، ناتک چند وغیرہ بھی موجود تھے۔ مجھے دوسروں لوگوں کے نام یاد نہیں ہیں اور نہ ہی ان کے نام جانتا ہوں۔ مقتول کے چہرے کا رخ مشرق کی طرف تھا۔ میری کمرمشرق کی طرف تھی کیونکہ دکان کا رخ بھی ای طرف ہے۔ مقتول مجھ سے جنوب کی طرف تھا۔ کیدار ناتھ کا کام پارسل بنانا اور ان پر پیۃ لکھنا ہے۔ میں نہیں جانتا کہ کیدار ناتھ اس وقت کیا کر رہاتھا۔ جب میں نے اس کو پہلے دیکھا تو وہ لکھ رہاتھا۔ میس انسپکٹر نے وہ تی کچھ کھھا جو میں نے بیان کیا۔ میں نے اس کے کلھے کوئیس پڑھا۔ میں انسپکٹر نے وہ تی کچھ کھھا جو میں نے بیان کیا۔ میں نے اس کے کلھے کوئیس پڑھا۔ مید درست نہیں ہے کہ میں نے اپ بیان میں پولیس کے سامنے کہا تھا کہ راجپال مغرب کی طرف منہ کئے میری طرف بیٹھا ہوا تھا اور کیدار ناتھ اس کے نزد یک جیش کے میری طرف میٹھا ہوا تھا اور کیدار ناتھ اس کے نزد یک دوکان کے اندر بیٹھا ہوا تھا اور نہ ہی درست ہے کہ میں دوکان کے اندر بیٹھا ہوا تھا اور نہ ہی درست ہے کہ میں دوکان کے اندر بیٹھا ہوا تھا اور نہ ہی درست ہے کہ میں دوکان کے اندر بیٹھا ہوا تھا اور نہ ہی درست ہے کہ میں دوکان کے اندر بیٹھا ہوا تھا۔

میں نے پولیس کو یہی کچھ بتایا تھا جو کچھ اس وقت عدالت میں بتایا ہے۔ نام لیتے ہوئے کہ میں سٹرھی پر کھڑا تھا۔ بید درست نہیں ہے جو کہ میں نے بیان میں پولیس کے سامنے ریکارڈ کرایا کہ میں نے ملزم کواپنے ہاتھ میں ایک لمبا چاقو لئے ہوئے دیکھا اور مقتول پر حملہ کرتے ہوئے دیکھا۔

یہ درست نہیں ہے جو میں نے پولیس کے سامنے کہا کہ میں نے در حقیقت ملزم کو مقتول کے سینے میں جاقو گھو نیتے و یکھا ہے۔ جب میں نے دکان چھوڑی اس وقت مقتول کر چکا تھا۔ یہ درست نہیں ہے کہ میں نے اور کیدار ناتھ نے بچھ کتابیں ملزم کو ماریں لیکن اس نے جاتو مقتول کے سینے میں پیوست کر دیا تھا۔

سيشن جج

11-0-19

<u>گواه نمبریم: –</u>

نام نا تک چند ولدایل بوٹامل۔ ذات کھتری۔سکنہ ہیپتال روڈ لا ہور۔ پیشہ: کلاتھ مرچنٹ۔

میری دکان مقول کی دکان سے انارکلی کی طرف ہے، اس کے درمیان ایک گل اور درزی کی دکان ہے۔ میں یہ نہیں بتا سک کہ میری دکان کا رخ اس کے دروازے کی طرف ہے۔ ۲ اپریل کو میں اپنی دکان کے تھڑے پر بیٹھا ہواتھا۔ دو بج دو پہر کے قریب میں نے راجپال کی دکان سے سنا کہ'' مارگیا مارگیا'' میں نے ایک شخص کو راجپال کی دکان سے سپتال کی طرف دوڑتے ہوئے دیکھا۔ میں نے راجپال کے دونوں ملازم کیدار ناتھ اور بھگت رام کو اس کے پیچھے بھا گتے ہوئے دیکھا۔ میں بھی اس کے پیچھے دوڑا۔ پر مانندجس کی دکان میری دکان سے دوسری طرف ہے، وہ بھی تعاقب کرنے والوں میں شامل ہوگیا۔ جس آدمی کا ہم تعاقب کررہے تھے۔ دہ ہم سے پانچ یا جھقدم آگے تھا۔ جس آدمی کا ہم تعاقب کررہے تھے۔ دہ ہم سے پانچ یا جھقدم آگے تھا۔ جس آدمی کا ہم تعاقب کررہے تھے۔ دہ ہم سے پانچ یا جھقدم آگے تھا۔ جس آدمی کا ہم تعاقب کررہے تھے وہ سیتا رام مرگیا ہے اب اس کے لڑکے ودیارتن اور پرکاش چندر اس کا کاروبار سنجالے سیتا رام مرگیا ہے اب اس کے لڑکے ودیارتن اور پرکاش چندر اس کا کاروبار سنجالے

عن زى الدين شهيد بينيد كالمالاين شهيد بينيد

ہوئے ہیں۔ جب وہ آدمی ٹال میں داخل ہوا تو ودیارتن نے اس کو پکڑ لیا۔ ہم بھی وہاں پہنچ گئے اور میں نے اس کو پکڑ لیا۔ ہم بھی وہاں پہنچ گئے اور میں نے اس شخص کو وہاں دیکھا جواس وقت عدالت میں بطور ملزم کھڑا ہے۔

ف

جس تف کا ہم تعاقب کررہے تھے وہ پکڑے جانے تک میری نظروں سے
اوجھل نہیں ہوا تھا۔ مجھے پہ چلا کے ملزم نے راجپال کوتل کر دیا تھا۔ پھر ہم ملزم کو مقتول
کی دکان پر لائے جہاں پر اس نے کہا مقتول میرا دیمن نہیں تھا بلکہ میرے رسول
میری نہیں تھا اور اس نے بدلہ لے لیا ہے۔ ہمارے دکان پر پہنچنے کے تھوڑی دیر بعد
پولیس آگی اور ہم نے اس کو پولیس کے حوالے کر دیا۔ میں نے مقتول کو اس کی گدی پر
مرا ہوا دیکھا۔ میں نے ایک زخم اس کے دل میں دیکھا۔ اُس کے کیڑے خون میں بھرے
موئے تھے۔ میں نے گدی کے پنچ پڑے ہوئے ڈیسک پر چاقو پڑا ہوا دیکھا۔ میں نے
عدالت میں تین چاقو دیکھا اور ان میں سے وہ چاقو پہچان لیا جو میں نے مقتول کی دکان پر
دیکھا تھا۔ میں نے اُس کی نوک ٹو شنے کی بناء پر پہچانا۔ پولیس نے چاقو اپنے قبضہ میں
دیکھا تھا۔ میں نے اُس کی نوک ٹو شنے کی بناء پر پہچانا۔ پولیس نے چاقو اپنے قبضہ میں
دیکھا تھا۔ میں نے اُس کی نوک ٹو شنے کی بناء پر پہچانا۔ پولیس نے پولیس افسران
دیکھا تھا۔ میں کی لاش کو پوسٹ مارٹم کے لئے ہمپتال بھیج دیا گیا۔ بہت سے پولیس افسران
دکان پر آئے جن میں سے ایک سب انہکر نے میرا بیان لیا۔ میں اس کا نام نہیں جانا۔

-:*\\_*.

جب میں نے ملزم کو دیکھا وہ تیز بھاگ رہا تھا۔ میں نے بھی تیز بھاگئے کی کوشش کی لیکن اس کی طرح تیز نہ بھاگ سکا۔ ہمارے درمیان فاصلہ ایک جیسا رہا۔ دوسرے تین تعاقب کرنے والے بھی سے آگے تھے۔ جب ملزم لکڑی کے ٹال میں داخل ہوا۔ اُس وقت میں اس سے پانچ یا چوقدم کے فاصلہ پرتھا۔ دوسرے تین تعاقب کرنے والے ملزم کے ساتھ ٹال میں داخل ہوئے۔ میں نے ددیارتن کو ملزم کو پکڑت کرنے والے ملزم کے ساتھ ٹال میں داخل ہوئے۔ میں نے ددیارتن کو ملزم کو پکڑے ہو ہوئے۔ میں نے دریارتن کو ملزم کو پکڑا۔ دوسرے بہت سے لوگ وہاں جمع ہو گئے۔ اُس نے ملزم کو اسکیلے پکڑا۔ دوسرے بہت سے لوگ وہاں جمع ہو گئے۔ اُس خوار ہونے کی کوشش کی مگر وہ ایسا نہ کرسکا۔ تقریباً دس یا پندرہ آ دمی جمع ہو گئے۔ سے دوساں پرکوئی اُس کے سے۔ بیا شخاص بھی اسی طرف سے آئے تھے جدھر سے جم آئے تھے۔ وہاں پرکوئی

## عَلَىٰ الدِن تُهِدِدِ اللَّهِ الدِن تُهِدِدِ اللَّهِ اللَّ

پولیس آفیسرنہیں آیا۔ملزم نے جوالفاظ کے ان کا میں نے اوپر ذکر کیا ہے۔ یہ الفاظ اُس نے مقتول کی دکان کے تھڑے پر کہے تھے۔

میں نے کیدار ناتھ اور بھگت رام کے الفاظ سے تھے کہ'' مار گیا، راجپال کو مار گیا'' ان الفاظ کو سننے کے بعد میں اپنی دکان کے اندر سے باہر آیا۔ میں نے بہت سے زخم دیکھے تھے۔ میں نے بہت زیادہ خون بہنے کی وجہ سے ان زخموں کا اندازہ لگایا تھا۔ میں نے ملزم کومقتول کی دکان سے باہر آتے ہوئے دیکھا تھا۔ میری توجہ اس طرف شور ہونے کی وجہ سے گئ تھی۔ میری دکان اور مقتول کی دکان جہاں سے ملزم بھاگ رہا تھا کا ہونے کی وجہ سے گئ تھی۔ میری دکان اور مقتول کی دکان جہاں سے ملزم بھاگ رہا تھا کا فاصلہ بندرہ یا ہیں قدم کا تھا۔

میں اپنی دکان پر اکیلاتھا۔ اس وقت ہپتال روڈ کی تمام دکانیں کھلی ہوئی تھیں۔ ملزم کو بھاگے اور واپس اس کو پکڑ کرمقول کی دکان میں لانے کے لئے چار یا پانچ منٹ کا وقت گزرا ہوگا۔ ہمارے دکان پر پہنچے ہی پولیس آگئ تھی۔ اس وقت پولیس نہیں آئی تھی جب ملزم نے وہ الفاظ کے شے جن کا میں نے اوپر ذکر کیا ہے۔ جہال تک مجھے یاد ہے میرا بیان دوسروں کے بعد لیا گیا تھا۔ دوسرے لوگوں کا بیان میری موجودگی میں لیا گیا تھا۔ یہ بیانات مقول کی دکان میں لئے گئے تھے۔ اس مقدمہ میں صرف گواہوں کے بیانات بولیس نے لئے تھے۔ میں نے ملزم سے کوئی سوال نہیں میں صرف گواہوں کے بیانات پولیس نے لئے تھے۔ میں نے ملزم سے کوئی سوال نہیں کیا تھا اور نہ ہی میری موجودگی میں کسی دوسرے شخص نے اس سے کوئی سوال کیا یا سنا تھا۔ میں وزیر چند کو جانتا ہوں۔ میں نے اس کو دکان پر دیکھا لیکن میں نے اس کو وہاں آتے ہوئے نہیں دیکھا۔ میں نے اس کو اس وقت مقتول کی دکان پر دیکھا جب ہم ملزم آتے ہوئے نہیں دیکھا۔ میں نے اس کو اس سے کوئی بات نہیں کی۔

آر۔او۔اے۔ی سیش جج سیش جج ۱۹۲۹۔۵۔۱۹۲

گواه نمبر۵:-

پر مانند ولد کیدار ناتھ۔عمر۳۳ سال۔ ذات کھتری۔ سکنہ ہیپتال روڈ لا ہور۔ پیشہ: ہیپر مرجنٹ۔

میری دکان انارکلی کی طرف سے مقول کی دکان سے چوتھی دکان ہے۔ ا
اپریل کو دو بجے دو پہر میں اپنی دکان کے تھڑے پر بیٹھا ہوا تھا۔ میں نے کیدار ناتھ کی
آ واز منی جو کہہ رہا تھا'' مارگیا، مارگیا پکڑو پکڑو' اور اس کو ایک آ دمی کے پیچھے دوڑتے
ہوئے دیکھا۔ جب میں نے کیدار ناتھ کی چیخ و پکار منی تو اُس دوران میں نے ایک
آ دمی کو مقول کی دکان سے باہر دوڑتے ہوئے دیکھا اور کیدار ناتھ اس کے پیچھے تھا۔
بھگت رام بھی اس کے پیچھے بھاگ رہا تھا۔ میں اور نا تک چند بھی اس کا تعاقب کرنے
میں شامل ہوگئے۔

وہ تخص ہبتال کی طرف بھاگا۔ میں اس تخص کے آگے بھاگا تا کہ ہم اس کو پکڑ لیں۔ وہ سیتا رام کے نال میں دوڑا جہال پر ودیا رتن اور پرکاش چندر نے اس کو پکڑ لیا۔ ہم چاروں جو اس کا تعاقب کر رہے تھے وہاں پہنچ گئے اور اس کو پکڑ لیا۔ جس آ دی کا ہم تعاقب کر رہے تھے وہ اس پہنچ گئے اور اس کو پکڑ او کیدار کا ہم تعاقب کر رہے تھے وہ طزم عدالت میں موجود ہے۔ جب طزم کو پکڑا تو اس نے کہا کہ ناتھ نے کہا کہ اس نے راجیال کو مار دیا ہے جب ہم نے طزم کو پکڑا تو اس نے کہا کہ راجیال نے رسول خدا ہے پہنچ ہی شان میں گمتا فی کھی اور میں نے اس کا بدلہ لے لیا داجیال نے رسول خدا ہے پہنچ ہی شان میں گمتا فی کھی اور میں نے اس کا بدلہ لے لیا مرا ہوا دیکھا۔ اس کے پڑے خوان میں بھرے ہوئے تھے اور میں نے اس کی چھاتی مرا ہوا دیکھا۔ اس کے پڑے خوان میں بھرے ہوئے تھے اور میں نے اس کی چھاتی مرا ہوا دیکھا۔ اس کے پڑے خوان میں بھران لیا کیونکہ اس کی نوگ ٹوٹی ہوئی تھی۔ جلہ ہی تھا۔ اس چاقو کو میں نے عدالت میں بہچان لیا کیونکہ اس کی نوگ ٹوٹی ہوئی تھی۔ جلہ ہی قسا۔ اس چاتو کو میں نے عدالت میں بہچان لیا کیونکہ اس کی نوگ ٹوٹی ہوئی تھی۔ جلہ ہی اس پولیس آگی اور اس کو پولیس کے حوالے کر دیا۔ دوسرے پولیس افران بعد میں وہاں پولیس آگی اور اس کو پولیس کے حوالے کر دیا۔ دوسرے پولیس افران بعد میں آگی اور اس کو تھا۔ گیا۔

-:7,7

جب میں نے پہلی دفعہ کیدار ناتھ کو دیکھا تو میری توجہ اس کی چیخ و پکار کی طرف گئے۔ وہ اپنی دکان کے تھڑے سے اُتر رہا تھا اور ملزم اس سے دوقدم آگے تھا جب کیدار ناتھ نے ہمیں بتایا کہ ملزم نے مقتول کو جان سے مار دیا ہے تو پھر میں" مار گیا مار گیا'' کا مطلب سمجھ گیا۔ مجھے یا رہیں کہ جب ہم نے ملزم کو پکڑا وہاں پر دوسرے لوگ بھی جمع ہو گئے تھے۔ جب ملزم کو پکڑا گیا تو کسی نے اس سے کوئی سوال نہیں کیااور نہ بی جمع ہو گئے تھے۔ جب ملزم کو پکڑا گیا تو کسی نے اس سے کوئی سوال نہیں کیااور نہ بی بچھ پوچھا تھا۔ اس نے مذکورہ الفاظ اپنی مرضی سے کہے تھے۔ یہ کسی سوال کے جواب میں نہیں کہے تھے۔

جب ہم ملزم کو مقتول کی دکان پر لائے تو وہاں بہت سے لوگ جمع ہو گئے سے میں اس مقدمہ میں کسی گواہ وزیر چند کونہیں جانتا۔ جب ہم ملزم کو مقتول کی دکان پرلائے تو وہاں بہت سے آ دمی جمع ہو گئے مگر پولیس نے ان کو دکان کے اندر داخل ہونے کی اجازت نہ دی۔ میں نے مقتول کو اپنی دکان کی گدی پر مرا ہوا و یکھا تھا۔ میں دکان کے اندر نہیں گیا۔ جب ہم ملزم کو دکان پر لائے تو وہاں ایک بڑا ہجوم لوگوں کا تھا۔ پچھ کتابیں سڑک پر پڑی تھیں جن کو اٹھا کر دکان کے اندر لائے۔ یہ کتابیں لوگوں کے پیروں میں بڑی تھیں۔

جب میں واپس ہوا تو دکان میں ایک یا دوآ دمی ہے جب میں نے مقتول کو گئی تھے جب میں نے مقتول کو گئی کر مردہ دیکھاتو میرے اور مقتول کے درمیان کوئی شخص کھڑا نہیں تھا۔ میں نے چاقو اس وقت دیکھا جب مقتول گدی پر مردہ پڑا تھا۔ میں نے چاقو تھڑے پر پڑا ہوا دیکھا تھا۔ میرا بیان پولیس نے مقتول کی دکان سے باہر سڑک پر لیا تھا۔ دوسرے گواہوں کا بیان میرے سامنے نہیں لیا گیا اور نہ ہی میں نے سا۔ مجھے یا دنہیں جب میں نے کیدار ناتھ کی چیخ سنی میری دکان پر کوئی اور دوسرا شخص موجود تھا۔ میں نہیں کہ سکتا کہ میرا ملازم وہاں تھا یانہیں۔ ہوسکتا ہے میری دکان پر پھھ گا کہ ہوں جو وہال سے ہو

سكتاب دوڑ كئے ہوں۔ .

دوباره جرح:-

ججوم سڑک پر باہر جمع ہو گیا تھا۔

سيشن جج

15-6-,1959

گواه نمبر ۲:-

ودیارتن ولدسیتارام عمر۲۳ سال قوم آریا بسکندلا ہور۔ پیشہ: ایندهن فروش۔

میری ایندهن کی دکان ہے جومقول راجپال کی دکان سے دوسوفٹ کے فاصلہ پر ہے۔ میری دکان مقول کی دکان سے مخالف سمت ہمپتال روڈ پر ہے، وہاں رہتا بھی ہوں گذشتہ اپریل کو دو بجے دو پہر میں اپنے دفتر میں جیفا ہوا تھا جو میرے لکڑی ٹال کے سامنے ہے۔ ٹال میں داخلہ کے لئے ایک طرف سے کھلا ہے۔ ہم رات کواسے ایک کھڑکا ہے بندکرتے ہیں۔

جب میں وقوعہ کے روز اپنی دکان میں جیھا ہوا تھا تو میں نے شور سنا" کیڑو

پر و، مار گیا مار گیا" بیشور مقتول کی دکان کی طرف ہے آرہا تھا۔ میرے دفتر کے دو
دروازے اور دو کھڑکیاں ہیں۔ ایک دروازہ اور کھڑکی سڑک کی طرف کھلی ہوئی تھیں،
شور سننے اور کھلے ہوئے دروازے میں سے سڑک پر دیکھنے سے میں نے ایک آ دی کو
سرخ دھاری دار میٹے ہوئے دوڑتے ہوئے دیکھا جس کے تعاقب میں آٹھ یا دی آ دی
سرخ دھاری دار میٹ پہنے دوڑتے ہوئے دیکھا جس کے تعاقب میں آٹھ یا دی آدی
سرخ دھاری دار میٹ بہنے دوڑتے ہوئے دیکھا جس کے تعاقب میں آٹھ یا دی آدی
سرخ دھاری دار میٹ بہنے دوڑتے ہوئے دیکھا جس کے تعاقب میں آٹھ یا دی آدی
سرخ دھاری دار کی کا تعاقب کیا جارہا تھا۔ وہ میرے ٹال کی طرف آرہا تھا۔ تب ٹال میں
سرخ دوانے دفتر کے دروازے سے اندر داخل ہوا اور تعاقب کرنے دالے آدی کو پکڑ
لیا۔ تعاقب کرنے والوں کے پہنچنے پر اس آدمی کو ہم نے قابو کر لیا۔
اُس آدمی نے ایپ آپ کو چھڑانے کی کوشش کی وہ محض جس کو ہم نے پکڑا

تھا۔ ملزم علم الدین عدالت میں موجود ہے۔ تعاقب کرنے والوں میں کیدار تاتھ، بھگت رام، پر ماننداور تا تک چند سے جن کو میں پہلے سے جانتا ہوں۔ میں وہاں پر جمع ہونے والے آ دمیوں کے نام نہیں جانتا، ان کو پہچان سکتا ہوں جب میں نے ملزم کو پکڑا تو اس نے پہلے کہا کہ مجھے جانے دو، میں نے بھے نہیں کیا۔ میں نے رسول اللہ حضرت محمد مصطفیٰ مطابق کا بدلہ لیا ہے۔ میں اور دوسرے لوگ پھر ملزم کو مقول کی دکان پر لے آئے جب ہم ملزم کو مفول کی دکان پر لے آئے جب ہم ملزم کو مفول کی دکان پر لے آئے جب ہم ملزم کو مفول کی دکان پر لیا رہے تھے تو ملزم متواتر کہدرہاتھا کہ میں کوئی چوریا ڈاکونیس بلکہ میں نے رسول اللہ سے تھے تو ملزم متواتر کہدرہاتھا کہ میں کوئی چوریا ڈاکونیس بلکہ میں نے رسول اللہ سے تھے تو ملزم متواتر کہدرہاتھا کہ میں کوئی

پولیس بھی ای وقت دکان پر پہنچ گئی اور ہم نے اس کو پولیس کے حوالہ کر دیا جس وقت پولیس نے اس کو ہفکڑی لگائی تو ملزم نے کہا کہ یہ میرے لئے سونے کی چوڑیاں ہیں۔ پولیس ملزم کولوہاری گیٹ کی طرف لے گئی۔ میں نے مقتول کو دکان میں پڑے ہوئے دیکھا اس کے کپڑے خون میں بھرے ہوئے تھے اور اس کے جسم سے خون بہدرہا تھا۔مقتول تحت پوش پر پڑا ہوا تھا جہاں پر ڈیسک اور کیش بکس رکھا ہوا تھا۔ چاتو کی نوک بھی ٹوٹی ہوئی تھی۔ چاتو کو میں نے عدالت میں شاخت کیا ہے۔ پولیس نے چاتو ای نوک بھی ٹوٹی ہوئی تھی۔ چاتو کو میں نے عدالت میں شاخت کیا ہے۔ پولیس نے چاتو این جس پر میں نے دستخط کئے۔ خوات ہولیس افسران بعد میں آئے اور ان میں سے ایک نے میرابیان لیا۔

-:*こァ* 

ملزم کے وکیل کے کہنے پر گواہ کے بیان کی کاپی جو اس نے پولیس کو دیا تھا حوالے کی جاتی ہے۔

وہ تمام آدمی جوملزم کا تعاقب کرتے ہوئے میرے ٹال پر آئے وہ تمام کے تمام ہندو تھے۔ ملزم کے بیدالفاظ کہنے کہ'' مجھے جانے دو' کے درمیان کوئی وقفہ نہیں تھا۔ میرا بھائی پرکاش چندر میرے ساتھ دفتر میں تھا۔ وہ بھی میرے ساتھ ٹال میں گیا۔ اُس فت بھی ملزم کو پکڑا تو عین اس وقت نے بھی ملزم کو پکڑا تو عین اس وقت

تعاقب کرنے والے لوگ بھی آگئے۔ مزم ٹال میں واخل ہونے کے چاریا پانچ منٹ بعد گیا تھا جب میں نے اس کو پکڑا۔ میرا منہ میرے گھر کی طرف تھا جب میں نے ماس کو پکڑا۔ میرا منہ میرے گھر کی طرف تھا جب میں نے ملزم کو پکڑا۔ میرا منہ میرے گھر کی طرف تھا جب میں نے ملزم کو پکڑا۔ ملزم نے ٹال سے باہر نگلنے کی کوشش کی اور مزاحمت نہیں کی اور مزیدا ندر جانے کی کوشش کی۔ یہ درست ہے جو پولیس کو بیان دیا ہے کہ وہ میری رہائش کی طرف جارہا تھا چونکہ اس کا دروازہ بند تھا۔ لہذا وہ واپس تھہرا۔ میں نے بید آج نہیں کہا تھا کیونکہ بیہ جمھے وہ حقیقی الفاظ یاد نہیں ہیں جو ملزم نے کہے تھے بلکہ ان

الفاظ کا نچوڑ بیان کیا ہے۔
جھے یا دنہیں کہ ملزم کو بگڑا گیا تھا تو اس نے بچھ اور الفاظ بھی کہے تھے۔ میں ملزم کو پہلے ہے نہیں جانتا جب ملزم کو پولیس کے حوالے کیا گیا تو اس نے اپنا نام بتایا۔ شب میں نے اس کا نام سنا۔ ملزم نے یہ کہا تھا کہ نہ تو وہ چور ہے اور نہ ہی ڈاکو۔ یہ الفاظ اس نے پولیس کے تھے جب میں نے اس کو پکڑا تھا۔ اس نے پولیس کے تھے جب میں نے اس کو پکڑا تھا۔ مجھے یہ یا دنہیں ہے کہ میں نے پولیس کے سامنے یہ کہا ہو کہ ملزم نے اپنا نام علم الدین ترکھان کہا ہواور کہا کہ میں چور نہیں ہوں اور اس نے مقتول کوئل کرنے کے بعد رسول ترکھان کہا ہواور کہا کہ میں چور نہیں ہوں اور اس نے مقتول کوئل کرنے کے بعد رسول ترکھان کہا ہواور کہا کہ میں چور نہیں ہوں اور اس نے مقتول کوئل کرنے کے بعد رسول

حقیقت ہے ہے کہ طرم نے اپنا نام اس وقت بتایا تھا جب ہم اس کو ٹال سے مقتول کی دکان پر لے جارہے تھے۔ لہذا ہے درست نہیں ہے کہ مجھے اس کے نام کا پتہ اس وقت چلا جب وہ پولیس کی تحویل میں تھا۔ جب ہم طرم کو لے کرمقتول کی دکان پر بہنچے تو سیجھ لوگ دکان سے باہر اور بجھے اندر موجود تھے۔ جب میرا بیان لیا جارہا تھا تو مقتول کی لاش کو جب بتال نہیں لے جایا گیا تھا بلکہ وہ سڑک پر ایک بستر پر پڑی تھی۔ ایک مقتول کی لاش کو جب بتال نہیں لے جایا گیا تھا کہ دہ سڑک پر ایک بستر پر پڑی تھی۔ ایک فخص جو تھڑے پر کھڑ اتھا وہ مسلمان دکھائی ویتا تھا۔ جب ہم نے طرم کو پکڑ اس وقت جائے وقوعہ پر کوئی اور شخص نہیں آیا تھا لیکن جب ہم اس کو مقتول کی دکان پر لا رہے تھے تو بہت ہے لوگ جمع ہو گئے۔ پر کاش چند بھی ہمارے ساتھ مقتول کی دکان پر لا رہے تھے تو بہت ہے لوگ جمع ہو گئے۔ پر کاش چند بھی ہمارے ساتھ مقتول کی دکان پر آیا۔ ہیں تو بہت ہے لوگ جمع ہو گئے۔ پر کاش چند بھی ہمارے ساتھ مقتول کی دکان پر آیا۔ ہیں تو بہت ہے لوگ جمع ہو گئے۔ پر کاش چند بھی ہمارے ساتھ مقتول کی دکان پر آیا۔ ہیں

نہیں جانتا آیا کہ پولیس نے اس کا بیان لیا یانہیں۔ جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے میری موجودگی میں دویا تین آ دمیوں کے بیانات پولیس نے لئے تھے۔

یدورست ہے کہ ہیں نے مجسٹریٹ کے سامنے بیان دیا تھا کہ جب ہیں نے ملزم کو دیکھا تو وہ میری رہائش گاہ کی طرف ہے آرہا تھا۔ دکان میں دوآ دی تھے۔ ان میں ہے ایک کو میں جانتا ہوں جس کا نام ڈاکٹر دھلا رام ہے دوسرامسلمان تھا جس کے بارے میں بعد میں بیۃ چلا کہ وہ بھی ڈاکٹر تھا۔ ڈاکٹر دھلا رام کی ڈسپنٹری لوہاری گیٹ کے باہر سڑک پر ہے جو باغ کی طرف جاتی ہے۔ میں نے اس کا ذکر ملزم کے سامنے نہیں کیا تھا کہ جب اس نے ہتھکڑی پہنی تو یہ کہا تھا کہ سونے کی چوڑیاں دی گئی ہیں۔ میں کیا تھا۔ ملزم میری میں نے بائش گاہ کی طرف دوڑا اور پھر واپس مڑا جیسا کہ نقشہ میں دیکھایا گیا اور جہان پر مہائش گاہ کی طرف دوڑا اور پھر واپس مڑا جیسا کہ نقشہ میں دیکھایا گیا اور جہان پر میں نے پکڑا وہ نقشہ میں نہر ۸ میں دیکھا گیا۔

سیشن جج ۱۹۲۹ –۵-۵

گواه نمبر ۷:-

نام وزیر چند ولد نهال چند عمر ۵۰ سال قوم کھتری ۔ سکنه گوجرانواله ۔ پیشہ: ٹھیکیداری ۔

گذشتہ ۱ اپریل کو دو ہبے دو پہر میں گورو گھنٹال کے دفتر بیٹھا ہوالالہ شام لال
ایڈیٹر سے بات چیت کر رہاتھا۔ اس سے میں لا ہور پہنچا تھا۔ گورو گھنٹال کے دفتر کے پنچے
مقتول راج پال کی کتابوں کی دکان ہے جب میں دہاں بیٹھا ایڈیٹر سے باتیں کر رہاتھا تو
میں نے پنچ سے آواز سی'' مار گیا مار گیا پکڑو'' میں نے گلی میں کسی چیز کے گرنے کی آواز
سی اور جب میں نے کھڑکی میں سے دیکھا تو چند کتابیں سڑک پر گری تھیں اور ایک آدی
ہیپتال کی طرف بھاگ رہاتھا جس کے تعاقب میں دویا تین آدمی ہے۔ تعاقب کرنے

والے چلا رہے تھے'' مار دیا ، مار دیا'' میں بھی جلایا، اس کو بکڑو اور جانے نہ دو، اور سیر ھیوں سے نیچے آیا اور تعاقب کرنے والوں میں شامل ہو گیا اور سیتا رام کے ٹال کے نزدیک میں نے دویا تمن آ دمیوں کو دیکھا جنہوں نے اس کو بکڑلیا تھا۔

میں نے ملزم کو عدالت میں شاخت کرلیا۔ میں نے ملزم کو بازو سے پکڑا اور

پوچھاتم نے کیا کیا تھا؟ اس پراس نے اپنا بازو چھڑایا اور کہا کہ میں نے پچھنیں چرایا

ہے۔ میں نہ تو چور ہوں اور نہ ہی میں نے پچھ کیا ہے۔ میں نے تو صرف رسول الله
حضرت محمر مصطفیٰ ہے ہے تھا کہ المہ لیا ہے۔ اس وقت مجھے نہیں بتاتھا کہ اصل ملزم نے کیا کیا
تھا۔ ہم ملزم کومقتول راجیال کی دکان پرواپس لائے لیکن میں اندر نہیں گیا۔

مجھے پہ چلا کہ ملزم نے راجپال کو چاتو سے قبل کیا ہے۔ میں پولیس کو لینے لوہاری چوکی پر گیا یہ یقین کرنے کے لیے کہیں ملزم بھاگ نہ جائے۔ جس چاتو سے اس نے قبل کیا تھا وہ دکان میں پڑا ہواتھا۔ میں نے پولیس چوکی میں جا کر واقعہ کے بارے میں بنایا اور پچھ پولیس والے میرے ساتھ آئے۔ پولیس ملزم کو لے گئی فوری طور پر پچھ بیل بنایا اور پچھ پولیس نے دویا ڈھائی پولیس افسران آئے اور بچوم بڑھ گیا۔ جہاں تک مجھے یاد ہے پولیس نے دویا ڈھائی سے واپس گاری سے واپس گیا۔ جہاں تک جھے یاد ہے پولیس نے دویا ڈھائی جر رح: ۔

میں نے ملزم کو پکڑتے ہوئے نہیں دیکھالیکن جب ٹال کے قریب جائے وقوعہ پر پہنچا تو میں نے لوگوں کو اسے پکڑے ہوئے پایا اور پتہ چلا کہ وہ ٹال کے اندر سے پکڑا میں ہے۔ اس وقت ملزم کے ساتھ پانچ یا چھآ دی تھے، ان میں ہے کی شخص کا نام نہیں جانیا کیکن ان میں ہے ایک یا دو کو پہچانے کے قابل ہوں۔ ان میں ہے سیتا پام نہیں جانیا کیکن ان میں ہے ایک یا دو کو پہچانے کے قابل ہوں۔ ان میں ہے سیتا پر دام کے بیٹے نے ملزم کو پکڑا ہوا تھا۔ میں نے ماسوائے متذکرہ افراد کے کسی اور شخص کو مرک پر نہیں دیکھا۔ میں نے دوسرے دکا نداروں کو اپنی دکانوں پر بیٹھا ہوا دیکھا۔ میں سے کوئی بھی باہر نہیں آیا۔ بھیے نہیں معلوم کہ جن افراد نے ملزم کو پکڑا تھا وہ مگر ان میں سے کوئی بھی باہر نہیں آیا۔ بھیے نہیں معلوم کہ جن افراد نے ملزم کو پکڑا تھا وہ

سب کے سب ہندو تھے یا نہیں۔ جب ملزم زور سے پکارا تو اس وقت مجھے پیۃ چلا کہ وہ علاقہ کے مسلمان دکا نداروں سے مخاطب تھا۔ میں نے ملزم کو اس لئے ہازو سے پکڑا تھا تاکہ مجھے یقین ہو جائے کہ اس کے پاس کوئی اور دوسری چیز نہیں ہے۔ میرا ہاتھ اس کے بازو پر ہی رہا۔ جب اس نے اپنے ہاتھ بھیلائے میں نے ملزم کی دب بھی دیکھی تاکہ اس میں کوئی اور چیز چھیی نہ ہو۔ مجھے یا دنہیں کہ جب ہم ملزم کو واپس لے کر آئے تو مقتول کی دکان پر کوئی افسر موجود تھا۔

جب مجھے راجیال کے قل کے بارے میں معلوم ہوا تو میں بشکل مقتول کی دکان پرایک منٹ رکا۔ میں فوری طور پر پولیس چوکی گیا۔ جہاں تک مجھے یاد ہے کہ جب میں پولیس چوکی گیا۔ جہاں تک مجھے یاد ہے کہ جب میں پولیس چوکی گیا تو لوگوں نے اس وقت اس کو بکڑا ہوا تھا۔ میرا بیان مقتول کی دکان سے باہرلیا گیا تھا۔ تین یا چار آدمیوں کا بیان میری موجودگی میں لیا گیا تھا۔ میں مقتول کو چہرے سے جانتا ہوں جہاں تک مجھے علم ہے مقتول ملزم سے چھوٹے قد کا آدمی تھا۔ دو بارہ جرح: -

جس شخص کا تعاقب کیا جار ہاتھا اس نے سرخ دھاری کی تمیض سفید شلوار اور سفید پکڑی بہنی ہوئی تھی۔

جب میں نیچ گلی میں آیا تو میں نے نعاقب کرنے سے پہلے چند آدمیوں کو تعاقب کرتے ہوئے دیکھا۔ میں نے ملزم کونہیں دیکھا۔

11-0-1919

گواه نمبر ۸:-

نام \_ آتما ولدگو پی مل \_عمر + سال \_ ذات کمبوه \_ سکنه کمنی بازار لا ہور \_ . پیشه کمباژید

آج سے تقریباً تین یا ساڑھے تین سال پہلے میں نے پانچ سو جا قو لا ہور جھاؤنی کے میڈیکل شعبہ سے نیلامی میں خریدے۔ میں نے عدالت میں ان تین

جا قووں میں ہے ایک کی شناخت کرلی ہے جوملزم نے میری دکان سے خرید اتھا جواب عدالت میں ہے۔

تقریبا ایک ماہ سے زائد کا عرصہ ہوا یہ خص ایک صبح ساڑ ھے نو بجے کے قریب میری دکان پر آیا اور مجھ سے پوچھا کیا کوئی چاقو فروخت کرنے کے لئے ہے؟ میں نے دکان پر نیلام میں خریدے ہوئے چاقو لگائے ہوئے تھے۔ ان میں سے دویا تین چاقو میں نے اس کو دکھائے۔ ان میں ایک چاقو کی قیمت ملزم نے مجھ سے پوچھی تو میں نے اس کی قیمت ایک روپیہ بنائی تھی اس نے مجھے دس آنے کے جس پر میں نے انکا رکر دیا۔ آخرا یک روپیہ میں سودا ہوگیا۔

ملزم نے ان میں ہے ایک چاقو منتخب کیا اور کہا کہ اس کوعلیحدہ رکھوتا کہ میں واپسی پر روپیہ لے آؤں۔ وہ ایک گھنٹہ بعد واپس آیا۔ اُس نے مجھے روپیہ دیا اور میں نے چاقو اس کے حوالے کر دیا دو دن کے بعد دو پولیس آفیسر میری دکان پر آئے اور مجھ سے پوچھا کہ یہ چاقو میری دکان پر تھے میں نے کہاں سے خریدے ہیں، میں نے ان کو بتایا۔ پولیس افسران نے دو چاقو لئے۔ انہوں نے ایک کاغذ پر پچھ کھا جس پر میں نے دستخط کو بچچا نتا ہوں۔ پولیس افسران نے مجھ سے پوچھا آیا وستخط کر دیئے۔ میں اپ دستخط کو بچچا نتا ہوں۔ پولیس افسران نے مجھ سے پوچھا آیا کہ میں نے کوئی چاقو فروخت کیا تھا جس پر میں نے ان کو جواب دیا کہ ہاں بیچا تھا۔

دو دن بعد مجھے نولکھا تھانہ سول لائن بلایا گیا اور وہاں تھہرنے کو کہا۔ دو تھنظ بعد مجھے تھانہ سول لائن لے جایا گیا اور مجھ سے بوچھا گیا کہ آیا میں اس شخص کو پہچان سکتا ہوں جس کے ہاتھ چاقو فروخت کیا۔ مجھے اس کمرے میں لے جایا گیا جہاں سات یا آٹھ آ دمیوں کی لائن گی ہوئی تھی۔ میں نے تین دفعہ اس لائن کے گرد چکر لگائے اور آخر کار میں نے ملزم کو پہچان لیا جس کے ہاتھ میں نے چاقو فروخت کیا تھا۔ اگلے دن میں کار میں نے ملزم کو پہچان لیا جس کے ہاتھ میں نے جاقو فروخت کیا تھا۔ اگلے دن میں نے مجسٹریٹ کے سامنے اپنا شہادتی بیان دیا۔ شناخت کے دوران افسران کمرے میں موجود تھے۔ میں نے عدالت میں چاقو دیکھا اس کے بعد دو جاتو جو پولیس میری دکان موجود تھے۔ میں نے عدالت میں چاقو دیکھا اس کے بعد دو جاتو جو پولیس میری دکان

سے لا کی تھی وہ بھی دیکھے میں نے اس کو چند مخصوص نشانات کی وجہ سے شناخت کیا ہے۔ جب میں نے جاتو فروخت کیا تھا اس وقت اس کی نوک ٹوٹی ہو کی نہیں تھی۔

-: 7.

میں ملزم کو پہلے سے نہیں جانتا۔ وہ میری دکان پر پہلی مرتبہ آیا۔ میں نے اس
کو پہلے نہیں دیکھا تھا۔ میں نے ملزم کو اس لئے پہچانا کیونکہ اس کے کان چھیدے
ہوئے تھے اور اس کی ناک کے دائیں جانب نشان تھا۔ ملزم نے چھیدے ہوئے
کانوں میں دھا گہ ڈالا ہوا تھا۔ یہ میں نے اس کو شناخت کرتے وقت دیکھا۔ اس کے
علاوہ میں نے کوئی اور نشان نہیں دیکھا تھا۔ میں خصوصاً ان لوگوں کو دیکھا ہوں جو چاقو
خریدنے آتے ہیں۔

اس کے بعد میں گھر واپس آگیا۔ میں نے دوسرے کباڑیوں کو دو ہیج دوپہر ملایا۔ بیہ کباڑیئے پانی والے تالاب کے قریب رہنے ہیں۔ میں نے تقریباً پندرہ منٹ

خي زي الدين شهريد بينية كالدين شهريد بينية كالدين شهريد بينية كالدين شهريد بينية كالدين شهريد بينية كالمعالم الدين شهريد بينية كالمعالم كا

تک ڈاکٹر کی چیزوں کو دیکھا۔ میر کی نظر اچھی نہیں ہے۔ میں بچاس قدموں سے کسی کی شکل نہیں بہچان سکتا۔ جب ملزم میر کی دکان پر آیا تو اس نے تمیض شلوار اور پگڑی بہنی ہوئی تھی۔ مجھے ان میں سے کسی کا رنگ یاد نہیں ہے جب میں نے ملزم کی شناخت کی اس وقت اس نے دوسرے کپڑے بہنے ہوئے تھے۔ یہ کپڑے زیادہ میلے تھے۔ اس وقت اس نے دوسرے کپڑے بہوئے تھے۔ یہ کپڑے زیادہ میلے تھے۔ اس وقت ملزم کے کان چھیدے ہوئے نہیں ہیں اور ان میں دھا گے بھی نہیں ہیں۔ میں نے اپنی طرم کے رضار کی ہڈی یا ماتھے پر کوئی نشان نہیں دیکھے تھے۔ اس وقت اس نے اپنی گڑی ماتھے پر بہنی ہوئی تھی۔

وکیل کی درخواست پر ملزم کے چہرے کا معائد کیا گیا اور باکیں رضار کی برنشان اور ناک کی داکیں جانب بھی چوٹ کا نشان موجود تھا۔ باتھے کا نشان اور ناک کی داکیں جانب بھی چوٹ کا نشان موجود تھا۔ باتھے کا نشان دونوں نشانوں سے زیادہ نمایاں ہے۔ ملزم کے کان کی لو میں چھیدے جانے کے نشانات نہیں ہیں۔ البتہ ان کوشیشہ کی مدد سے دیکھا جا کتا ہے کہ کان کے چھیدے جانے کے نشان ضرور تھے۔ کتے عرصہ پہلے تھے یہ کہنا ناممن ہے۔ یہ کہنا دوست نہیں ہے جیسا کہ پولیس کے سامنے کہا ہے کہ ملزم پہلے بھی دویا تین دفعہ میری درست نہیں ہے جیسا کہ پولیس کے سامنے کہا ہے کہ ملزم کی ناک پر چوٹ کا نشان تھا یا ہے کہ دکان پر چوٹ کا نشان تھا یا ہے کہ اس کے کان چھیدے ہوئے تھے اور ان میں دھا کہ بھی تھا۔ جب اُس سے مخصوص جاتو واقع اٹھانے کے لئے کہا گیا جو اس نے ملزم کے ہاتھ فروخت کیا تھا۔ پولیس کے چیش کردہ چاتوؤں میں سے اس نے ایک اٹھایا۔ میں نے ایسے بہت سے چاتو فروخت کے ہیں۔

#### دوباره جرح:

جب ملزم میری دوکان پر دوموقع پر جاقو خریدنے آیا، اس وفت وہ میرے سے دوقدم کے فاصلہ پر کھڑا تھا۔

پولیس ملزم کومیری دکان پرنہیں لے کر آئی۔

سيش جج

10-0-,1979

گواه نمبر ۹: –

رحمت خان ولد نامعلوم عمر ..... ذات ..... سکنه تھانه کچهری پیشه: کانشیبل نمبر ۲۰۴۵

گذشتہ ۲ اپریل کو میں انارکلی بازار میں ڈیوٹی پرتھا۔ جب میں اوہاری گیٹ چوک کے قریب پہنچا تھا ایک لڑکا جس کی عمر ۱۰ یا ۱۲ سال تھی نے مجھے بتایا کہ راجپال کو قتل کر دیا گیا۔ میں راجپال کی دکان ہمیتال روڈ گیا جب میں ودیارتن کے ٹال کے قریب پہنچا تو میں نے ملزم کو دو تین آ دمیوں میں گھرا ہواد یکھا۔ مجھے بتایا گیا کہ ملزم نے راجپال کوقل کر دیا ہے۔ برکت علی ہیڈ کانشیبل اور شیر محمد کانشیبل بھی تقریباً ای وقت موقع پر پہنچ گئے۔ ہم مقتول کی دکان پر پہنچ گئے وہاں پر مجھے ہیڈ کانشیبل برکت علی فون کیا نے ہم تھول کی دکان پر پہنچ گئے وہاں پر مجھے ہیڈ کانشیبل برکت علی نے ہم تقول کی دکان پر پہنچ گئے وہاں پر مجھے ہیڈ کانشیبل برکت علی اور ہم تھول کی دکان کے ہم تعقول کی دکان کے ہم تعقول کی دکان کی دکان کے ہم کے ہارے میں آگاہ کیا اور ہم تھول کی دکان کے میں نے ملزم کو ہم تھول کی دکان کر واپس مقتول کی دکان کر آیا۔ میں نے ملزم کو ہم تھول کی اور اس کو پولیس چوکی لوہاری گیٹ لے آیا۔

سب انسپکٹر جلال دین نے چند باتیں معلوم کیں اور وہ جائے وقوعہ پر چلا گیا۔ میں سب انسپکٹر جلال کو اس کی دکان میں مردہ پایا۔ جب میں ہتھکڑی لینے گیا تو ہیڈ کیا۔ بیس سنے ملک کو اس کی دکان میں مردہ پایا۔ جب میں ہتھکڑی لینے گیا تو ہیڈ کان میں موجود رہے۔

-:*こス* 

میں نے ملزم اور اس کے پکڑے جانے والوں کو ٹال کے نزدیک دیکھا۔ وہ اس کومقنول کی دکان پر لا رہے ہتھ۔ملزم کو تین سے زائدافراد نے پکڑا ہوا تھا۔ اس

ن زی الدین شهرید ا

وقت وہاں پر اور کوئی نہیں تھا۔ برکت علی اور شیر محمد میرے ساتھ مقتول کی دکان پر آئے ،
سے۔ جب ہم دکان پر پہنچے تو ہیں یا پچپیں لوگ وہاں جمع ہو گئے تھے۔ وہ لوگ جنہوں نے ملزم کو پکڑ رکھا تھا۔ ان میں سے میں صرف اس شخص کو جانتا ہوں اور اُس نے ودیارتن کی طرف اشارہ کیا۔

سیش جج ۱۹۲۹–۵–۱۹

گواه نمبر ۱۰:-

بركت على ميد كانشيبل ثريفك ويوفى لا مور

گذشتہ ۲ اپریل کو میں لوہاری گیٹ چوک پر دو ہیجے ڈیوٹی پرتھا۔ میں کوتوالی ہے آرہا تھا۔ میں نے سنا کہ راجیال کوئل کر دیا گیا ہے۔ میں سائکل پرتھا میں شیرمحمہ کانشیبل کے ساتھ مقتول کی دکان پر آیا۔ جب میں جائے وقوعہ پر پہنچا تو میں نے ملزم کو دو آ دمیوں کے درمیان بکڑے ہوئے دیکھا جواس کومقتول کی دکان پر لا رہے تھے۔ان دونوں آ دمیوں نے ملزم کو بازوؤں سے بکڑا ہوا تھا۔ان کے علاوہ اور کوئی آ دمی نہیں تھا۔

مقتول کی دکان پر ہیں یا مجیس افراد جمع ہو چکے تھے۔ رحمت خان کاسیبل محصے اس وقت رائے میں ملاجب ہم مقتول کی دکان پر جارہے تھے۔ میں نے راجپال کو دکان پر مردہ پایا اور اس کی جھاتی میں ایک زخم تھا۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ ملزم نے راجپال کوقل کر دیا تھا۔ میں نے رحمت خان کولو ہاری گیٹ پولیس چوکی جھکڑیاں لانے کے لئے بھیجا۔ رحمت خان جھکڑیاں لایا۔ میں نے اس کو جھکڑی لگائی اور پولیس چوکی لوہاری گیٹ رحمت خان اور شیر محمد اس کو سے گئے۔

اس وفت لوگوں کا بجوم بڑھ کمیا تھا۔ جب میں ملزم کو بھیج رہاتھا۔ اس وفت تارا چند ہیڈ کاشیبل موقع پر آیا۔مقتول کی لاش گدی پر پڑی ہوئی تھی اورخون آلود جاتو ڈیسک کے نزدیک پڑا ہواتھا۔ جاتو کی ٹوک ٹوٹ کئی تھی۔ وہاں پر بچھ کتابیں بھی بھری

ہوئی تھیں۔ وہاں پر کوئی تخت پوٹن نہیں تھا۔ عدالت میں جو جاقو ہے یہ وہی ہے جس کی نوک ٹوٹی ہوئی تھی۔ تارا چند نے جاقو اپنے قبضہ میں لے لیا اور ضروری فرد تیار کی جس پر میرے دستخط ہیں جب تارا چند فرد تیار کر رہاتھا سب انسپکڑ جلال دین وہاں آیا اور اُس نے وہاں اُنا اور اُس نے وہاں اُنا اور اُس نے وہاں اُنا وار کردی۔

-: 7.

راجپال تنومند شخص تھا۔ جاقو کی ٹوٹی ہوئی نوک کو تلاش کیا گیا مگر وہ نہل سکی۔ سیشن جج

15-0-1959

گواه نمبراا: -

تارا چند ہیڈ کانٹیبل نمبر ۱۲۵۸ تھانہ کچہری

گذشتہ ۱ اپریل کو دو ہے دو پہر میں سیتلا مندر کی طرف آرہا تھا کہ ہیں نے شورسنا کہ راجیال کوتل کر دیا گیا ہے۔ میں فوری طور پرمقتول کی دکان کی طرف دوڑا۔ میں اس کی دکان کو جانتا تھا۔ میں نے برکت علی ہیڈ کانشیبل اور دو یا تین آ دمیوں کو مقتول کی دکان کے اندر دیکھا اور باہرلوگوں کا ہجوم تھا۔

راجیال ابنی دکان کی گدی پر مردہ پڑا ہو اتھا۔ اس کی چھاتی پر زخم تھا اور اس کے کیڑے خون آلود تھے۔ ایک نوک ٹوٹا خون میں بھرا ہوا چاتو کیش بکس اور مقتول کی لاش کے درمیان پڑا ہو اتھا۔ میں نے چاتو کو اپنے قبضہ میں لیا اور سپر دگی کی فہرست بنانے لگا۔ جب میں فہرست تیار کر رہاتھا سب انسپکڑ جلال دین وہاں آیا۔ سب انسپکڑ کے فوری طور پر اس کا خاکہ کھینچا اور اُس کی ہدایت کے مطابق میں نے اُس کا پارسل بنایا۔ زیر بحث چاتو وہ بی ہے مقتول کی لاش کو پوسٹ مارٹم کے لئے ہیںتال بھیج دیا گیا۔ منایا۔ زیر بحث جاتو وہ بی ہے مقتول کی لاش کو پوسٹ مارٹم کے لئے ہیںتال بھیج دیا گیا۔ دس یا پندرہ منٹ کے بعد پولیس کے اعلیٰ افسران جائے وقوعہ پر پہنچ گئے۔ جب میں دس یا پندرہ منٹ کے بعد پولیس کے اعلیٰ افسران جائے وقوعہ پر پہنچ گئے۔ جب میں

# غازى الدين شهب دينية

مقتول کی دکان پر پہنچااس وقت تک ملزم کو پولیس چوکی بھیج ویا گیا تھا۔

-:*\7.* 

تقریباً جاقو کا پورا کھل خون ہے بھرا ہوا تھا۔ میں نے فرش پرخون کے دھے نہیں دیکھے تھے۔

سيشن جج

10-0-1979

گواه نمبر۱۱:-

لالهملكه راج مجستريث درجه اوّل لا مورب

میں ای ائیس بی / کیو دیکھتا ہوں۔ پولیس کی درخواست پر میں نے 9 اپریل ۱۹۲۹ء کو پولیس لائن میں شناخت پریڈ کرائی۔ پریڈ کا مقصد ملزم علم الدین کی شناخت کرانا تھا۔ ملزم علم الدین سول لائن کی حوالات میں تھا۔ کواہ پولیس لائن میں نہیں تھا بلکہ وہ تھانہ نولکھا میں تھا۔ حوالات ایمپرس روڈ سے سوگز کے فاصلہ پر ہے۔ میں نے حوالات میں ملزم کی شناخت چے دوسرے آ دمیوں کے ساتھ کرائی۔

تقریباً سات یا آٹھ منٹ کے بعد پریڈ تیار ہوگئی۔ ہیں نے گواہ آتما رام کو حوالات میں لائن میں داخل ہوتے ایمپرلیں روڈ کی طرف سے دیکھا۔ جدھر سے وہ آیا دہاں سے وہ پریڈکونہیں دیکھ سکتا تھا۔ ملزم پریڈ میں نمبر دو پر دائیں طرف میرے بائیں کھڑا تھا۔ میں نے اس کو اس نمبر پر کھڑے کھڑا تھا۔ میں نے اس کو اس نمبر پر کھڑے ہونے کونہیں کہا تھا۔ ملزم کے علاوہ تین اور آ دمیوں نے شلوار پہن رکھی تھی۔ ملزم کے ساتھ چاراور آ دمیوں نے بھی شناخت پریڈ میں گیڑی پہن رکھی تھی۔ دوسرے افراد کے ساتھ چاراور آ دمیوں نے بھی شناخت پریڈ میں گیڑی پہن رکھی تھی۔ دوسرے افراد کے علاوہ ماسوائے دین مجد کے وہ ملزم سے مشابہت رکھتا تھا۔ میں بینہیں کہہ سکتا کہ وہ علاوہ ماسوائے دین مجد کے وہ ملزم سے مشابہت رکھتا تھا۔ میں بینہیں کہہ سکتا کہ وہ دوسرے افراد سے چھوٹا تھا یا بڑا۔ گواہ آتما رام کو اس کرے میں بلایا گیا جہاں پر

شناخت پریڈکا انعقادتھا۔ جہاں تک مجھے یاد ہے میرے ساتھ کمرے میں انسپکڑ جواہر لال تھا گواہ نے شناخت پریڈ کے گرد ادھر سے ادھر کا چکر لگایا اور پھراس نے ملزم علم الدین کو شناخت کرلیا۔ آتما رام سے کہا گیا تھا کہ وہ اس شخص کی شناخت کرے جس کے ہاتھ اس نے چاقو فروخت کیا تھا جس پرگواہ نے کہا تھا کہ بیدوہ آدمی ہے جس کے ہاتھ اس نے چاقو فروخت کیا تھا۔ اس پر میں نے پریڈ کی رپورٹ تیار کی۔

-:כ

میں پولیس لائن شام ہم بجے یا ۵ بجے بہنچا تھا۔ میں وہاں پر نصف گھنٹہ رہا وہ چھ افراد جن کو پریٹر میں شامل کیا گیا تھا وہ میرے سے پہلے وہال موجود تھے۔ میں ان چھ افراد کونہیں جا نتا اور نہ ہی مجھے ان کے نام معلوم ہیں۔ ان چھ آدمیول نے اپنے نام مع ولدیت کے مجھے دیئے اور اپنا نام پتہ بھی بتایا۔ مجھے نہیں معلوم کہ بید درست ہے یا نہیں۔ میں نے اس کی تحقیق نہیں کی کہ آیا گواہ آتما رام ان چھ آدمیوں میں سے کسی کو پہلے سے جانتا تھا یا نہیں۔ میں نہیں کہ سکتا کہ جار آدمیوں نے بگڑی پہنی ہوئی تھی جن میں تین افراد شلوار پہنے ہوئے تھے۔ میرا تاثر یہ ہے کہ ملزم کے علاوہ دوسروں نے بھی شلوار اور بگڑی پہنی ہوئی تھی۔

میں نے ملزم کے چہرے پر ایبا کوئی نشان نہیں دیکھا جس سے اس کی شاخت میں آسانی ہو۔ اگر ملزم کے چہرے پر کوئی نمایاں نشان ہوتا تو پھر میں اس کو ضرور نوٹ کرتا۔ میں نے ملزم کے کانوں میں کوئی دھا گرنہیں دیکھا تھا۔ میں اب بھی اس کی ناک یا چہرے پر کوئی نشان نہیں دیکھتا ہوں۔ ملزم اور گواہ کے درمیان سات یا آٹھ فٹ کا فاصلہ تھا۔

مجھے یا دنہیں کہ ملزم کا لباس صاف ستھراتھا یا گندہ اور دوسرے افراد کے لباس کے بارے میں بھی مجھے یا دنہیں۔ میں نے ملزم کی شناخت پریڈ میں چھ افراد کو شامل کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔ ان میں سے سچھ حاضر ہیں۔ میں نے جگہہ کی تنگی ہونے کی وجہ

ے زیادہ افراد شامل نہیں کئے تھے۔ مجھے یاد نہیں کہ ملزم نے مجھے بتایا ہو کہ شناخت

ہے پہلے اس کی نثاندہی کی جا چکی تھی۔ اگر وہ ایسی شکایت کرتا تو پھر میں اس کو کاروائی
میں ضرور لکھتا۔ اس پر ٹیڈ کے دوارن میں ملزم سے تمن یا چارفٹ سے زیادہ قریب نہیں
رہا تھا۔ مجھے اس کے چبرے یا کان پر کسی قتم کے نثان نظر نہیں آئے، جس انداز سے
گواہ نے ملزم کی نثاندہی کی ہے۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ ملزم کی شناخت درست
ہوئی ہے اور اس کو پہلے ہے آگاہ نہیں کیا گیا تھا۔

سيشن جج

10-0-1949

. گواه نمبرسا:-

نام بنس رائح ہیڈ کانشیبل نمبر ۱۸۱۸ تھانہ کیجبری۔

میں راجیال کی لاش کو اس کی دکان سے پوسٹ مارٹم کے لئے لے کر گیا تھا یہ پوسٹ مارٹم تک میری تحویل میں رہی۔ پوسٹ مارٹم تک کسی بھی شخص نے کوئی مدا خلت نہیں کی۔مقتول کے جسم سے کیڑے بوسٹ مارٹم سے پہلے اتار لئے گئے تھے۔

-:*\\_*;?

مقتول ایک تنومند شخص تھا اس کا قد ۵ فٹ ۲ اپنج تھا۔

سيش جج

10-0-1979

گواه تمبرهما:-

مردهاری لال ولد بندست نقورام عمره سال سکندلا مور ... بعد: اسسننس سپرندندنش دی اے دی سکول بورد گک باوس ..

میں مقتول کی لاش کے ساتھ بوسٹ مارٹم کے لئے گیا اور ڈاکٹر کے سامنے لاش کی شاخت کی۔ راستہ میں کسی نے بھی کوئی مداخلت نہیں گی۔ میں مقتول کو کئ سالوں سے جانتا تھا۔

-:*Z,?* 

کوئی نہیں۔

سیش جج ۱۹۲۹–۵-۵۵

گواه نمبر۵ا:-

نام محمد عثمان ولد عبدالبحان ۔ ذات سیّد ۔ سکند مزیک پیشہ ڈرافٹ مین ۔
میں نے نقشہ ای ایکس ہے / پی تیار کیا۔ یہ دس فٹ ایک انجے کے سکیل پر
درست بنایا گیا ہے۔ میں وقوع کے روز وہاں پر شام کو گیا اور مختلف لوگوں نے جو
مقامات مجھے دکھائے ان کو میں نے نقشہ پر ظام رکیا ہے۔

-:כ

پوائٹ نمبر کی جانب و دیارتن (گواہ نمبر ۲) اور پرکاش چندر نے نشاندہی کی تھی۔ پوائٹ نمبر ۸ بیر کی تھی۔ پوائٹ نمبر ۸ بیر ان دونوں اشخاص نے نشاندہی کی۔ دونوں پوائٹ نمبر ۸ پر ان دونوں اشخاص نے نشاندہی کی۔ دونوں پوائٹ کیانے ان دونوں انتخاص نے نشاندہی کی۔ دونوں پوائٹ کے اور ۸ کے درمیان فاصلہ پیانے کے مطابق بنایا گیا ہے۔

ٹال میں داخل ہونے کی چوڑائی اٹھارہ فٹ ہے۔ پوائٹ نمبر ۸ اور پوائٹ نمبر ۸ کے درمیان فاصلہ ۳۳۳ فٹ کا ہے۔ پوائٹ نمبرا کے درمیان فاصلہ ۱۱ فٹ کا ہے۔ اور ڈوٹ لائن کا فاصلہ ۳۳۳ فٹ کا ہے۔ جہاں تک میں جانتا ہوں ٹال میں واخل

خى زى كم الدين شهريد المسيد ال

ہونے اور باہر جانے کا ایک ہی راستہ ہے۔ بوائٹٹ نمبر ا اور تھڑے کے درمیان سات فٹ کا فاصلہ ہے۔

گواه نمبر ۱۲:-

نام خوشحال چند ولد لاله گزگابشن \_عمر٣٢ سال \_ ذات آ ژوا\_سكنه \_ قلعه گوجر

. سگھر۔

پیشه: دکاندار

جس روز راجپال قتل ہوا مجھے انسپکٹر جواہر لال نے پولیس لائن بلایا۔ میری موجودگی میں انسپکٹر جواہر لال نے ملزم کی قمیض اور شلوار کواٹر گارد پولیس لائن میں اتروائی۔ان کپڑوں پرخون کے دھے تھے۔

ان کومیری موجودگی میں پارسل بنانے کے بعد سیل کر دیا گیا۔ اس شمن میں کاغذات تیار کئے محمے جن پر میں نے دستخط کئے۔ میں یادداشت ایکس ٹی اکے دیکھتا ہوں جس پرمیرے دستخط شبت ہیں۔ان دونوں کپڑوں تمیض اور شلوار کا پارسل بنانے سے پہلے میں نے ان پردستخط کئے۔زیر بحث اس تمیض اور شلوار کو شناخت کرتا ہوں۔

-:ひ?

جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے میض کی دائیں آسٹین پر کہنی کے نزدیک اور شلوار کے دائیں آسٹین پر کہنی کے نزدیک اور شلوار کے دائیں طرف پر محصنے کے نزدیک خون کے دھبے تھے۔ دونوں وھبے نہایت ہی معمولی نوعیت کے نتھے۔

گواه نمبر کا:-

نام شير محد الشيبل نمبر ١٨٩ تفانه يجهرى-

٨ ابريل كو مجھے السبكٹر جوائبر لال اور سب انسپكٹر جلال دين نے دو بارسل

دیئے۔ ان میں سے ایک میں کپڑے اور دوسرے میں جاتو تھا۔ میں ان کو لے کر کیمیکل ایگزامیز کے دفتر گیا اور وہاں پر کیمیکل ایگزامیز کے حوالے ان دونوں پارسل کوکیا۔ یہ کپڑے ایک قمیض اور ایک شلوار پرمشمل تھا۔

-:7.7.

میں اس افسر کا نام نہیں جانتا جس نے بیہ پارسل لئے تھے۔ سیشن جج

10-0-1979

گواه نمبر ۱۸: –

نام غلام نبی کانشیبل نمبر ۲۹۱ ان تھانہ کیجری۔ جرح کے لئے اس کی شہادت غیر ضروری سمجھی جاتی ہے۔

-:ひス

کوئی نہیں۔ عدالتی کاروائی ملتوی کی جاتی ہے۔

سیش جج . ۱۹۲۹–۵–۱۵

گواه نمبر ۱۹:-

نام جلال دین سب انسپکڑنمبری۔۲۳۳ تھانہ کچہری۔ گذشتہ ۱ اپریل دو بیج دو پہر کو مجھے تھانہ محرر نے بتایا کہ ایک ٹیلی فون چوکی لوہاری گیٹ کے ذریعہ معلوم ہوا ہے کہ راجیال کوقتل کر دیا گیا ہے۔ میں فوراً جائے وقوعہ پر گیا۔ ابھی میں راستہ ہی میں تھا کہ ہیڈ کانٹیبل نے مجھے بتایا کہ جملہ آور گرفار گر

لیا گیا ہے اور اس کو پولیس چوکی لوہاری گیٹ پہنچا دیا گیا ہے۔ میں پھر پولیس چوکی گیا اور وہاں پر میں نے ملزم الدین کو پولیس کی تحویل میں پایا۔ میں نے ملزم اور اس کے کپڑوں کو دیکھا۔ میں نے ملزم کی تمیض کی دائیں آستین پر چھوٹے خون کے دھیے دیکھے۔ عدالت میں وہی تمیش ہے۔ اس کی شلوار کے دائیں طرف بھی خون کے دھیے تھے۔ یہ بھی اس وقت عدالت میں ہے۔ ملزم کا معائنہ کرتے وقت میں نے اس کی بائیس متھی کے کونے پر ایک نثان و یکھا۔ دوسرا بائیس ہاتھ کی انگوشی والی انگی اور تیسرا بائیس متھی پر دیکھا۔ میں نے وائری میں ان نثانات اور خون کے دھوں کونوٹ کیا۔ بعد میں اس یا دواشت کے نوٹ کوشائع کردیا۔

میں نے ملزم کے کپڑے اس لئے نہیں بدلوائے کیونکہ مجھے جائے واردات پر سوا دو ہجے پہنچ گیا۔ میں نے مقتول کی لاش کا حکدی پر بڑی ہوئی دیکھی۔ اس کا سرالماری سے لگا ہوا تھا۔ تارا چند ہیڈ کانٹیبل نے چاتو اپنے قبضہ میں کیا اور برآ مدگی فہرست تیار کر رہا تھا۔ چاتو خون سے بھرا ہوا تھا اور اس کی نوک ٹوٹی ہوئی تھی۔ فہرست پر میرے دستخط شبت ہیں۔ میں نے چاتو کا خاکہ کھینچا اور اس کا پارسل بھی میری موجودگی میں بنایا گیا جس پر میرے دستخط ہیں۔

اس کے بعد میں نے انکوائری کا آغاز کیا اور کیدار ناتھ کا بیان لیا اور ای کو ایف آئی آرتصور کیا گیا۔ اس کو میں نے تھانہ میں درج کرنے کے لئے بھیج دیا۔ اس کے بعد میں نے ودیا رتن ، بھگت رام ، نا نک چند اور پر مانند کے بیانات ریکارڈ کئے۔ جب میں بھگت رام کا بیان لے رہا تھا تو پولیس کے اعلیٰ حکام وہاں پر پہنچ گئے۔ پھر میں نے رخموں کی اور تفتیش قتل کی رپورٹ شروع کی۔ میں نے مقتول کے سر پر کوئی زخم نہیں دیا خوام کی اور تفتیش قتل کی رپورٹ شروع کی۔ میں نے مقتول کے سر پر کوئی زخم نہیں دیا تھا۔ میں نے بنس راج بیڈ کانشیبل کو لاش کے پوسٹ مارٹم کے لئے ہمپتال روانہ کیا۔ تفتیش کے دوران پت چال کہ ملزم نے جاتو تھئی بازار کے ایک کہاڑ یہ سے خریدا تھا۔ کیا۔ تفتیش کے دوران پت چال کہ ملزم نے جاتو تھئی بازار کے ایک کہاڑ یہ سے خریدا تھا۔ چنا نچے کاپریل کو میں اور انسپٹر جواہر لال بتائے ہوئے ہت پر آتما رام کی ڈکان پر گئے۔

عن ازی کم الدین شهرید دنیانید

اس کی دکان پر بیندرہ جاقو ای طرح کے لگے ہوئے تھے جیسا کہ ایک اس وقت عدالت میں ہے۔ ہمارے دریافت کرنے پراس نے بتایا کہ ای فتم کا ایک چاقو اس نے کل بیچا تھا۔ ملزم کے وکیل نے گاہ بیان کے اس حصہ پراعتراض وفعہ ۱۶۲ ضابطہ فو جد داری کے تحت کیا۔

ہم نے آتما رام ہے دو جاتو لئے تا کہ ان کا موازنہ کیا جا سکے اور اس ضمن میں فرد تیار کی۔

سوال: آپ کوکس ہے معلوم ہوا کہ چاقو مقتول کے پاس کہاں پڑا ہواتھا؟ اس کو کہاں سے خریدایا حاصل کیا گیا؟

ملزم کے وکیل نے اس پر اعتراض ان وجوہات کی بناء پر کیا کہ اس کا حقائق سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ لہذا قانون شہادت کی دفعہ ۲۷ کے تحت اس کی اجازت نہیں دی جاستانہ دی جاستانہ دی جاستانہ دی جاستانہ دی جاستانہ ہے۔ استفانہ سے بارے میں ہائیکورٹ کا ایک فل بینج فیصلہ دے چکا ہے۔ استفانہ سی تابت کرنا چاہتا ہے کہ مکزم نے چاقو خرید نے والی دکان کی ازخودنشاندہی کی ہے۔

میری رائے میں ملزم نے جو پتہ بتایا ہے کہ اس نے کہاں سے یہ چاقو خریدا تھا۔ حقائق پرمبنی ہے کہ اس نے یہ چاقو آتما رام کی دکان سے خرید اتھا۔ یہ مسئلہ اس وقت عدالت میں زریر بحث بھی ہے۔ یہ حقیقت میں ذہنی علم ہے جس کی وجہ سے پولیس نے ملزم سے آتما رام کی دکان کا پتہ دریافت کیا۔ اُس نے چاقو وہاں سے خریدا لہذا میرے نزدیک ایس سوال کی اجازت دی جاتی ہے۔

ملزم نے ہم کو بتایا تھا کہ اس نے بیمخصوص جاتو گئی بازار میں واقع دکان سے خریدا تھا۔مقتول کو اپنی حفاظت کے لئے پولیس گارد مہیا کی گئی تھی۔ وقوعہ کے روز بھی ایک کانٹیبل اس کی حفاظت کے لئے دیا گیا تھا اور اس روز کانٹیبل مقتول کی اجازت سے روٹی کھانے کے لئے گیا تھا۔

-:ひァ

میں نے بھگت رام کا بیان ۲ اپریل اور آتما رام کا بیان کے اپریل کو تفتیش کے دوران لیا تھا۔ یہ بیانات درست اور احتیاط کے ساتھ ہیں جو پچھ گواہوں سے کہا ریکارڈ کئے گئے تھے۔

ملزم کا وکیل بھگت رام کے بیان کا حصہ اے اور نی اور آتما رام کے بیان کا حصہ اے اور نی اور آتما رام کے بیان کا حصہ ی ان کے بیان کی اصل کا بی سے ٹابت کرنا جائے ہیں۔ لہذا ملزم کو اس کی خواہش کے مطابق ایبا کردیا گیا۔

بھکت رام کے بیان میں حصہ اے اور نی اور آتما رام کے بیان میں حصہ ی درست ہے اور بید حصے وہی کچھ پیش کرتے ہیں جو ان دونوں کواہوں نے کہا ہے۔

میں نے وزیر چند کا بیان مقتول کی دکان پرشام ۵ بجے ریکارڈ کیا تھا۔ وزیر چند نے بیان لینے کے دوران صرف جگہ کے معائنہ کرنے، چاتو کا پارسل بنانے اور لاش کو پوسٹ مارٹم کے لئے بھیجنے میں جو وقت لگا صرف استے وقت کا وقفہ ہے۔ میں نے چاتو کی ٹوٹی ہوئی نوک کو تلاش کیا۔ اس کو دو دفعہ تلاش کرنے کی کوشش کی گئے۔ میں نے ودیارتن کے بھائی پرکاش چندر کے بیان کو بھی ریکارڈ کیا۔ میں نے اس کو مقدمہ میں گواہ بنانا ضروری نہیں سمجھا۔ میں نے اپنی ڈائری میں بطور یا دواشت کے ملزم کے کیڑوں پرخون کے دھے یا اس کے جسم پر پائے جانے والے نشانات کو نوٹ نہیں کیا تھا اور یہ کہ بعد میں اس کو ضائع کر دیا۔

میر کہ آتما رام کی دکان سے چاتو خریدا کمیا تھا اس کی اطلاع کے اپریل کو ملی تھی۔ اس وقت انسپٹر جواہر لال بھی موجود تھا۔ اس کے علاوہ دوخفیہ پولیس کے آدمی بھی موجود تھے۔ واوگ وہاں موجود تھے وہ با آسانی سن سکتے تھے کہ ملزم نے کیا کہا تھا۔ ہم آتما رام کی دکان پر کے اپریل کوشام ساڑھے پانچ بیجے مجمعے تھے، میں نے آتما

رام سے بیتحقیق نہیں کی تھی کہ جاتو کے اپریل کی صبح کو فروخت کیا گیاتھا۔کومیٹنگ مجسٹریٹ کے روبرومیرا بیہ بیان درست طور پر ریکارڈ نہیں کیا کہ آتمارام نے کہا تھا کہ جاتو کا اپریل کی صبح کوفروخت کیا گیا تھا۔

( گواہ کا بیان انگریزی میں اس طرح ہے)

آتما رام نے مجھے اس صبح آگاہ کیا کہ اس نے چاقو فروخت کیا تھا اور گواہ نے اس کی وضاحت کی تھا اور گواہ نے اس کی وضاحت کی'' اس صبح'' جس کا حوالہ اس صبح جس روز قتل ہوا لیعنی ۲ اپریل ہے۔ اس کا بیان مقامی زبان میں ہے۔ لہذا اس وضاحت 'سے اس پراٹر پذر نہیں ہوتا۔

ملزم کی شلوار کے دائیں طرف جوخون کے دھیے تھے وہ مجھے اس وقت اس
کے گھنے اور کو لیے کے درمیان باہر کی ران پر تھے۔ شلوار پر جوخون کے نشانات تھے وہ
قمیض کے کونے سے ڈھکے ہوئے نہیں تھے۔ میں نے قمیض اٹھا کر یا کسی اور چھونے
کے طریقے سے خون کے دھے نہیں دیکھے۔ میں ینہیں کہ سکتا کہ ملزم نے جوقمیض پہن
کے طریقے سے خون کے دھے نہیں دیکھے۔ میں ینہیں کہ سکتا کہ ملزم نے جوقمیض پہن
رکھی تھی وہ اتن کم بی حس سے اس کی شلوار پرخون کے دھے چھپ گئے تھے۔
سیشن جج

15-0-1959

# گواه نمبر ۲۰:-

نام جواہر لال انسپکٹر بولیسس آئی اے لاہور۔

میں پولیس سپر نٹنڈنٹ کے دفتر میں تھا کہ ۱ اپریل کو دو بے کے قریب مجھے راجیال کے قتل کی اطلاع موصول ہوئی۔ میں ایس ایس پی کے ہمراہ وہاں پر ڈھائی ہے ہے ہیں ایس ایس پی کے ہمراہ وہاں پر ڈھائی ہے ہے ہیں ایس ایس پی کے ہمراہ وہاں کے بیانات قلم ہے ہیں ایس اسپٹر جلال دین گواہوں کے بیانات قلم ہند کررہاتھا۔مقتول اپنی گدی پر مردہ پڑا ہوا تھا اور آکہ قتل چاقو جومقول کے قریب سے ہند کررہاتھا۔ وہ ہیڈکانٹیبل تار اچند کے قبضہ میں تھا۔ اس وقت سے چاقو عدالت میں

عن زی الدین شهرید دستید کی الدین شهرید دستید

ہے۔ یہ خون سے بھرا ہوا اور اس کی نوک ٹوٹی ہوئی تھی۔ اس وقت ملزم پولیس چوکی اوہ اس کی تحویل میں تھا مگر ایس ایس پی کے حکم پر اس کو پولیس لائن کی حوالات میں لئے جھے ذاتی طور پر ملزم کے گھر کی تلاشی کے لئے حکم دیا گیا۔ میں پولیس لائن گیا اور ملزم سے اس کے گھر کا بہتہ معلوم کیا اور پھر اس کے گھر کی تلاشی لی۔ ملزم کے گھر کی تلاشی لی۔ میں جوئی خاص چیز برآ مدنہیں ہوئی۔

ملزم اپنے والداور بھائی کے ساتھ ڈنی بازار کے پیچھے ایک گلی میں رہتا تھا۔ تلاشی لینے کے بعد میں جائے وقوعہ پرآیا اور پھر یہاں سے پولیس لائن گیا۔ میں پولیس تھانہ چھاور ساڑھے چھ بچے کے درمیان پہنچا۔

پھر میں نے ملزم کے خون کے دھیے والی تمیض اور شلوار اتر وائی۔ میں نے یہ کپڑے دوخص ایک خوشحال چند اور دوسرا ہری سنگھ کی موجودگی میں اتر وائے۔اس ضمن میں فرد تیار کی گئی ہے۔

میں نے ان دونوں کپڑوں کا پارسل بنانے کے بعد اگلے روز کیمیکل انگرامیز کے لئے بھیج دیا۔ شلوار کے ایک طرف میں جو سرخ رنگ کا داغ ہے وہ حقیقت میں سرخ سیابی کا ہے جو میرے سے اس پر گرگئ تی جس کی فردموجود ہے۔
میں نے ملزم کے جسم پہلی زخوں کے نشانات دیکھے۔ میں نے بیان تیار کیا جب میں نے اس کا حلیہ لکھنا شروع کیا تو میں نے دیکھا کہ اس کے دونوں کان چیدے ہوئے ہیں جن میں دھا گہ پڑا ہواتھا اور ناک کے دائیں کو نے پرنشان تھا۔
چھیدے ہوئے ہیں جن میں دھا گہ پڑا ہواتھا اور ناک کے دائیں کو نے پرنشان تھا۔
جس وقت ملزم پولیس لائن کی حوالات میں بند تھا تواس طرف کے تمام رائے بند تھے۔ ایک پیشل گارڈ حوالات پر متعین کر دی گئی تھی تاکہ کوئی بھی شخص ملزم سے رابطہ یا کسی بھی قسم کی اطلاع یا اس کو نہ دیکھ سکے۔ ملزم کو ۱۰ اپریل کی صبح تک حوالات میں رکھا گیا تاوقتیکہ سنٹرل جیل میں مجسٹریٹ کے سامنے انکوائری شروع ہوئی۔
حوالات میں رکھا گیا تاوقتیکہ سنٹرل جیل میں مجسٹریٹ کے سامنے انکوائری شروع ہوئی۔

عنی نی کم الدین شہید بیٹید جب کہ اس کوسنٹرل جیل انکوائری کے لئے پہنچایا گیا۔ اس دوران اُس سے کسی نے بھی کوئی رابط نہیں کیا۔

پولیس لائن میں سول سرجن ڈاکٹر نے ملزم کے جسم پر پائے جانے والے زخموں کا معائنہ کیا۔ کا اپریل کی صبح کو میں سیل شدہ پارسل جس میں جاقو تھا، ڈاکٹر ڈی آری کے پاس لے کر گیا تا کہ یہ معلوم کیا جا سکے واقعی یہ آلہ قتل میں استعمال ہوا تھا اور اس کی ٹوٹی ہوئی نوک کو بھی تلاش کر سکوں۔ ڈاکٹر ڈی آری نے پارسل بنایا اور پھر اس کو کیمیکل معائنہ کے لئے بھیج دیا۔

کان سے خریدا تھا۔ اس نے جھے دکان کا پنہ اور دکا ندار کا حلیہ بھی بتایا۔ اس اطلاع دکان سے خریدا تھا۔ اس نے جھے دکان کا پنہ اور دکا ندار کا حلیہ بھی بتایا۔ اس اطلاع کے نتیج کے طور پر میں نے آتما رام کی دکان کا پنہ چلالیا۔ اس قتم کے چند چاقو آتما رام کی دکان پر رکھے ہوئے تھے۔ آتما رام سے دریافت کرنے پرمعلوم ہوا کہ اس نے وقعہ کے روز صحح ایک چاقو اس نوعیت کا فروخت کیا تھا۔ میں نے نمونے کے طور پر دو چاقو اس کی دکان سے لئے جواس وقت عدالت میں ہیں، ان دو چاقو وَں کے شمن میں جاتو اس کی دکان سے لئے جواس وقت عدالت میں ہیں، ان دو چاقو وَں کے شمن میں سب انسکٹر نے فرد تیار کی جس پر میرے اور آتما رام کے دستخط شبت ہیں۔

چاقو کی ٹوٹی نوک نہیں ملی تھی۔مقول کی لاش پوسٹ مارٹم کے بعد 9 اپریل کی صبح تک ہمیتال میں رہی۔ کیونکہ اس کے عزیز لاش لینے کے لئے نہیں آئے تھے۔
تقریباً ایک بجے دو پہر میں پولیس دفتر گیا تا کہ ملزم کی شناخت پریڈ کا اہتمام کروں جس میں آتمارام نے ملزم کی شناخت کرنی تھی۔

ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی منظوری کے بعد بیا اہتمام کیا گیا کہ لالہ ملکھ راج شاخت پریڈ کی گرانی کرے گا۔ لالہ ملکھ راج نے پریڈ کے لئے شام ہ بجے کا وقت پولیس لائن میں مقرر کیا۔ میں نے پولیس دفتر سے ایک ہیڈ کانشیبل کو پولیس لائن ٹیلی فون کیا کہ وہ آتما رام کو تھانہ نولکھا لے آئے اور اس کو اس وقت تک وہاں رکھے جب

تک اس کو بلایا نہ جائے۔ میں پولیس لائن تقریباً ساڑھے ہے بہتے گیا اور جب مجھے یہ اطمینان ہوگیا کہ ہیڈ کانٹیبل آتما رام کو تھانہ نولکھا لے کر پہنچ گیا ہے، پھر میں مجسٹریٹ کی آمد کا انتظار کرنے لگا اور ایک ہیڈ کانٹیبل کو قلعہ گوجر سنگھ بھیجا تا کہ وہ ملزم کے ہم عمراور اس سے مشابہ چندافراد کو پریڈ میں شامل کرنے کے لئے لے آئے۔

مجسٹریٹ شام ۵ بے پہنچ گیا۔ ان افراد میں سے مجسٹریٹ نے چھ یا سات افراد کو پریڈ میں شامل کرنے کے لئے نتخب کیا اور ٹیلی فون کے ذریعہ تھانہ نولکھا اطلاع دی گئی کہ وہ ملزم کی شاخت کے لئے آتما رام کو پولیس لائن لے آئے۔ جب آتما رام کو لایا گیا تو وہ حوالات کے گیٹ سے پریڈ کونہیں دیکھ سکتا۔ جب آتما رام کو حوالات میں لایا گیا تو اس نے پریڈ میں شامل افراد میں سے ملزم کو بہچان لیا۔ یا دداشت مجسٹریٹ نے تیار کی اور بعد میں وہ مجھے دے دی۔

-:כ

میں نے اُس جگہ کی تلاثی نہیں لی جہاں پر ملزم تر کھان کا کئے کرتا تھا۔ جب میں نے ملزم کے گھر کی تلاثی لی تھی اس وفت تک مجھے اس کی کوئی اطلاع نہیں تھی کہ اُس نے بیرجا تو کہاں سے خریدایا بھر حاصل کیا تھا۔

میں میتو جانتا تھا کہ ملزم تر کھان تھا۔ ملزم کے گھر کی تلاشی سی ہتھیار کی تلاش کے سلسلہ میں نہیں لی گئی تھی کیونکہ آلہ ل تو پہلے ہی برآ مد ہو چکا تھا۔

میں نے گھر میں کچھ ایسے اوزار دیکھے تھے جوتر کھان استعال کرتے ہیں۔ جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے جب ملزم نے آتما رام کی دکان کا پیتہ بتایا تھا اس وقت میں اور دوی آئی ڈی افسر اور سب انسپٹر جلال دین بھی وہاں موجود تھا۔ میں نے آتما رام سے تفتیش کی اور سب انسپٹر نے اس کا بیان ریکارڈ کیا۔

مجھے یادنہیں کہ جب میں آتما رام کا بیان قلم بند کر رہا تھا وہاں کوئی اور آدمی مجمی موجود تھا اس کا بیان اس کی دکان کے تھڑے کے نزدیک لیا گیا تھا۔ آتما رام اپنی

عن زي الدين شهريد بيسيد کيستان الدين شهريد بيسيد

دکان کے بائیں طرف بیٹھا تھا۔ آتما رام کو ہدایت کی گئی تھی کہ وہ جاتو خریدنے والے کی شناخت کے سلسلہ میں ضرورت پڑنے تک لاہور میں رہے۔

میں نے ملزم کا حلیہ لکھتے وقت اس کے کانوں میں چھیدے نشانات اور ناک کے نزدیک نشان کوقلم بند کیا تھا۔ ملزم کی بائیں آ نکھ کے نزدیک جونشان ہے ہوسکتا ہے اس وقت میں نے اس کو نہ دیکھا ہو اور اگر میں نے دیکھا بھی ہوتو میں نے بیضروری نہیں سمجھا کہ اس نشان کوشنا خت کے طور پر درج کر لوں کیونکہ جن نشانات کو میں نے نہیں سمجھا کہ اس کے حلیہ کی شناخت کے لیے مناسب سمجھا تھا وہ میں نے درج کر لئے تھے۔ میں نے ملزم کے چھیدے ہوئے کانوں سے دھا گہنیں نکالا تھا۔ جھے یہ یا وہیں آیا کہ شاخت پریڈ کے دوران ملزم کے چھیدے ہوئے کانوں میں دھا گہتیں۔ شاخت پریڈ کے دوران ملزم کے چھیدے ہوئے کانوں میں دھا گہتا یا نہیں۔ آراواےی

آراواےی سیشن جج

14-0-1949



باب16:

# وکلاء کے دلائل

اگر چہ اُس دور میں برصغیر پاک و ہند میں انگریزوں کی حکومت تھی لیکن اُن کی مسلمانوں سے دشنی اور تعصب کی بناء پر اُنہوں نے گئی اہم عہدوں پر ہندوؤں کو تعینات کر رکھا تھا۔ اگر کسی جگہ کوئی انگریز عہد بدار بھی ہوتا تھا تو وہ بھی مسلمانوں کو نقصان بہنچانے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہ دیتا تھا۔ ایسے موقع پر قتل کا کیس جے حتی مقدے میں نتقل ہونے ، ملزم کو مجرم قرار دینے کے لئے کم از کم ایک سال کا عرصہ درکار ہوتا ہے لیکن یہاں تو پوری مشینری اس مقدمہ سے جلد از جلد چھٹکارا پانے کے درکار ہوتا ہے لئے اس کیس کی پہلی دو پیشیوں کے بعد ہی مقدمہ علاقہ مجسٹریٹ سے درکار خوا ہی سیشن کورٹ میں منقل ہو چکا تھا۔ اس عدالت کے نج مسٹر ٹیپ سے اور وہ اس مقدمہ کو جلد از جلد خوا ہی عدا ذوا ہی عداد خوا ہی اور جواز کے درکرتے جاتے تھے۔ اس لئے وہ بہت سے قانونی دلائل کو ہلا کس عذر خوا ہی اور جواز کے درکرتے جاتے تھے۔ اس لئے وہ بہت سے قانونی دلائل کو ہلا کسی عذر خوا ہی اور جواز کے درکرتے جاتے تھے۔

دوسری پیشی کے بعد ہی ہندواخبار غازی علم الدین شہید مینیا کوسخت سے سخت سزاکی اپیل کر کے عدالت کو مزید البجھن میں دھکیل رہے ہتھ اور اس فیصلہ پر اپنا سیاسی دباؤ بڑھا رہے ہتھے۔ بہر حال اس ساری صور تحال میں بھی خواجہ فیروز الدین بیرسٹر اور ان کے معاونین بیرسٹر محمد سلیم اور مسٹر فرخ حسین نے عدالت میں ذیل کے دلائل پیش کئے۔

''استغاثہ کے مطابق جب دوکان میں قاتل آیا تو وہاں صرف دو 'آدمی موجود ہتھے جو واقعہ کے عینی شاہد ہیں۔ ان کے سامنے ملزم

نے حملہ کیا۔ مقتول نے حملہ روکا قاتل کے ہاتھوں پر زخم بھی
آئے۔ آخر کئی ضربوں کے بعد وہ اسے مارگرانے میں کامیاب
ہوگیا اور اپنا کام مکمل کر کے بھاگ گیا۔ جسے تعاقب کے بعد
گرفتار کر لیا گیا یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ لوگ جو کہ عینی
شاہدین ہیں اس اثنائے قتل میں کیوں نہ بولے اور کیوں نہ
انہوں نے شور وغوغا بلند کیا تا کہ قاتل موقع پر پکڑا جاتا۔ پھر جو
جھڑی پکڑی گئی ہے اس کا سرا ٹوٹا ہوا ہے جس سے آدمی قتل نہیں
ہوسکا۔

اس سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ جب قاتل آیا اس وقت راجپال دوکان کے اندر بیٹا ہوا تھا اور مقتول بردے اطمینان سے اس کا کام تمام کر کے ہوا ہوگیا۔ ملازموں نے جوآ کر دوکاندار کو مقتول بایا تو چلاتے ہوئے دوڑے اور ایک مسلمان کو پکڑ کر قاتل بنا دیا حالانکہ اگر بیہ قاتل ہوتا تو بھاگ کر انارکلی کے پُر رونق بازار میں لوگوں کے جم غفیر میں شامل ہو کر نے فکتا نہ کہ غیر آباد مڑک کی طرف جا کر پکڑا جاتا۔ جس دوکان سے چھڑی خریدنا بیان کیا جاتا ہے دہ کمزور نظر آدمی نظر آتا ہے۔ اے کس طرح یادرہ سکتا ہے کہ فلال شکل وصورت کا ایک آدمی آیا تھا اور چھڑی خرید کر یہ کہ کے گیا تھا۔ اس سے مقدمہ بالکل ثابت نہیں ہوتا اس لئے جمسے صاحب کو جائے کہ ملزم کو بری کر دیں۔''

لیکن کیس کی ساعت کے دوران بج صاحب نے ذرا برابر بھی بات نہ سی اور کسی کے دوران بج صاحب نے ذرا برابر بھی بات نہ سی اور کسی کے دلائل کو قائل انفاق نہ گردانا بلکہ انہیں تو اس مقدمہ سے جان چھڑانے کی جلدی تھی اور یوں بجے نے انہائی سرعت سے کام لیتے ہوئے غازی علم الدین شہید

# الله الدين شهريد الميلية الميل

ع نیات بیر فردِ جرم عاکد کرتے ہوئے انہیں دفعہ ۳۰ تعزیزات ہند کے تحت مجرم قرار دیا اور ۲۲ مئی ۱۹۲۹ء کو بھانی کی سزا کا تھم سنا دیا۔ غازی علم الدین شہید عمینات کی عمراُس وقت اکیس برس تھی۔

غازى علم الدين شهيد عين الله كابيان حلفي:-

علم الدین ولد طالع مند ذات تر کھان عمر ۱۸ سال بڑھئی سکنه محلّه سریا نواله لا ہور

سوال 1: کیاتم نے مورخہ ۲ اپریل ۱۹۲۹ء بوقت دو بجے دو پہر مرحوم راجپال پر جاتو سوال 1: کیاتم نے مورخہ ۲ اپریل ۱۹۲۹ء بوقت دو بجے دو پہر مرحوم راجپال پر جاتو سے میں سے حملہ اس کوقل کرنے کی نیت سے کیا تھا۔ کیا تم نے مقتول کے سینے میں جاتو پوست نہیں کیا جس سے اس کی موت واقع ہوئی؟

جواب: تهيس

سوال2: کیا تمہارا واردات کے موقع سے تعاقب کیا گیا اور ودیارتن کے ٹال سے اس واقعہ کے فوری بعد گرفتار کیا گیا؟

جواب: میں سبری منڈی کی طرف سے آرہا تھا اور بغیر کسی وجہ کے مجھے گرفتار کرلیا عمیا۔

سوال 3: کیاتم نے پکڑے جانے کے وقت بہیں کہا تھا کہ میں کوئی چور نہیں ہوں بلکہ میں نے رسول اللہ مضائق کا بدلہ لے لیا ہے؟

جواب بیں نے صرف بیکہا تھا کہ میں چور نہیں ہوں۔

سوال 4: کیا مرفقاری کے بعد تمہارے قبضہ سے میض اور شلوار برآ مرنبیں ہوئی تھی؟

جواب: تمیض میری ہے اور میرے قبضہ سے برآ مدہوئی تھی لیکن شلوار میری نہیں ہے اور میرے سے برآ مذہبیں ہوئی۔

سوال 5: كياتم نے تل كروز جاتو أتمارام يے خريدا تھا؟

جواب: منہیں

سوال 6: تمهارے خلاف بیمقدمه کیوں درج ہوا؟

جواب میں بے گناہ ہوں اور میں نہیں سمجھ سکتا کہ میرے خلاف بیجرم کیوں لگایا گیا ہے۔

سوال 7: كياتم تجھاور كہنا جائتے ہو؟

جواب: ﴿ سَلِمِ مَنْہِيں \_

اے ڈی ایم لاہور 1979 - ہم – ۲۲

#### غازى علم الدين شهيد عين كا دفاعي بيان: -

محمراؤن بنام علم الدين

قیدی نمبرا: نام علم الدین ولد طالع مندعمر ۱۸ سال ( ۲۰ ساله د کھائی دیتا ہے ) ذات تر کھان سکنه محلّه سریانواله لا ہور، پیشہ۔ بڑھئی

ملزم نے اینے دفاع میں مندرجہ ذیل بیان دیا!

میں نے مجسٹریٹ کے روبروجو بیان دیا ہے وہ سن لیا ہے اور وہ درست ہے۔

سوال نمبر: كياتم نے مزيد يھاور كہنا ہے؟

جواب: جب مجھے پکڑا گیا تو مجھے بہت مارا گیا اور پولیس لائن میں بھی جب مجھے لے جایا گیا تو وہاں بھی خوب مارا۔ جو پکھ میں نے کہا وہ کی نے نہیں سا۔ شاخت پریڈ میں مجھے ایک پکڑی اور ایک جوتے کا جوڑا دیا گیا۔ میں نے ان کو بہن لیا لیکن انسکٹر جواہر لال نے مجھے ان کو اتار نے کو کہا اور میں نے ایسا ہی کیا۔ جب مجسٹریٹ آیا تو مجھے دوسرے لوگوں کے ساتھ پریڈ کرائی ایسا ہی کیا۔ جب مجسٹریٹ آیا تو مجھے دوسرے لوگوں کے ساتھ پریڈ کرائی گئی۔ میرا دوسرا نمبر تھا اور میرے ساتھ ایک بوڑھا آدی آتما رام آیا اور اس نے اپنا ہاتھ مجھ پر رکھ دیا۔ اسی صبح تقریباً ہ بج جب میں حوالات میں آیا۔ نے اپنا ہاتھ مجھے ایک سگریٹ پیش کیا جو میں نے بیا۔ شاخت کے وقت انسکٹر نے مجھے ایک سگریٹ پیش کیا جو میں نے بیا۔ شاخت کے وقت صرف میں نے پارٹی ہوئی تھی اور کسی نے نہیں پہنی ہوئی تھی اور سے مرف میں نے پیا۔ شاخت کے وقت

دوسرے شاخت میں شامل لوگوں نے جوتے پہنے ہوئے تھے جبکہ میں نے جوتے نہیں پہنے ہوئے تھے جبکہ میں اور جوتے نہیں پہنے ہوئے تھے۔ جب ڈاکٹر پولیس لائن میں میرا معائد کر رہا تھا تو انسکٹر نے مجھے بتایا کہ میں اپنی دائیں کہنی اور گھٹنے پر آنے والے زخموں کو نہ دکھاؤں۔ مجھے دھمکی دی گئی تھی کہ اگر میں نے اپنے یہ زخم ڈاکٹر کو دکھائے تو مجھے تحت مار پڑے گی۔ جب مجھے بکڑا گیا اس وقت ہندوؤں نے مجھے بہت مارا تھا اور ایک بڑے تر ازوکی طرف دھکیلا گیا تھا جس سے میری کہنی اور گھٹنے میں کیل لگنے سے زخم آئے تھے۔ پولیس نے بھی میرے ساتھ بے اور گھٹنے میں کیل لگنے سے زخم آئے تھے۔ پولیس نے بھی میرے ساتھ بے حد تشدد کیا۔ اس کے علاوہ میں نے بھی میرے ساتھ بے حد تشدد کیا۔ اس کے علاوہ میں نے بھی میرے ساتھ بے حد تشدد کیا۔ اس کے علاوہ میں نے بچھ نہیں کہنا۔

تمہاری کہنی اور گھٹنے پر جوزخم آئے تھے کیا ان سے خون بہا تھا؟

جواب: ہاں۔

سوال: جبتم کو ہندوؤں نے پکڑا تو کیاتم نے پیشلوارتمیض پہن رکھی تھی؟

ب: میں نے تمیض پہن رکھی تھی لیکن بیشلوار میری نہیں۔ میں نے دوسری شلوار برنہ بہتر سے مت

پہنی ہوئی تھی جو بھٹ گئی تھی۔

وال: کیاتم نے کوئی اور گواہ عدالت میں پیش کرنا ہے؟

جواب: تنبین

جب بیان پڑھا جارہا تھا تو ملزم نے مزید اضافہ کیا۔ جب مجسٹریٹ شناخت کے لئے آیا تو میں نے شکایت کی لیکن کسی نے میری

بات کونبیں سنا۔

دستخطسیشن جج لا ہور ۱۹۲۹ – ۵-۱ أ

علم الدین ولد طألع مندعمر اٹھارہ یا ہیں سال، تر کھان، سکنہ محلّہ سریانوالہ اندرون شہر لا ہور پرتعزیزات ہند کی دفعہ ۳۰۰ کے تحت قبل کا الزام ہے جس نے ایک ہندو کتب فروش راجیال کوہمیتال روڈ پر ۲ اپریل ۱۹۲۹ء کوئل کیا۔

مقول جوایک پمفلت بعنوان' رنگیلا رسول' کا ناشرتھا اُس پرحکومت نے دفعہ ۱۵۳ اے تعزیزات ہند کے تحت مقدمہ درج کیا کیونکہ اس پمفلٹ کی اشاعت سے مسلمانوں اور ہندوؤں کے درمیان دشمنی بیدا ہوئی تھی۔ اس کو ڈیڑھ سال قید بامشقت کی سزا کے علاوہ آیک ہزار روپے جرمانہ بھی ہوا اور عدم اوا گیگی جرمانہ کی صورت میں اسے مزید چھ ماہ جیل میں گزار نے پڑیں گے۔ اس کو ۱۹ جنوری ۱۹۲۷ء کو سزا سائی گئی اس کی اچیل ۱۹۲۸ء کو سزا سائی گئی اس کی اچیل ۱۹۲۸ء کوشن گئی اور سزا کی مدت چھ ماہ کردی گئی اور جرمانہ برقر اررکھا گیا۔

نظر نانی کی درخواست ہائیورٹ میں دائر کی گئی جس کی بناء پر مجرم کی سزا کوم میں ہوائوں کے گئی کہ مکی ہوائے کو معاف کرتے ہوئے بری کر دیا گیا۔ اس کی وجوہات یہ بیان کی گئی کہ اگر چہ پیفلٹ میں مسلمانوں کے ند ہب کے بانی پر سخت فخش زبان میں طنزنہ کیا گیا ہے اور نہ ہی بیہ ظاہر ہوتا ہے کہ مسلمانوں کے مذہب پر حملہ کیا گیا ہے۔ جس سے ہندواور مسلمان قو موں کے درمیان دشمنی یا نفرت پائی جاتی ہو۔ الہذا مقدمہ دفعہ ۱۵۳/اے کے دائرے میں نہیں آتا۔

شہادت سے یہ بھی پہتہ جلتا ہے کہ مقتول پر اس سے پہلے بھی دو دفعہ قاتلانہ حملے کئے جس کے نتیج میں اس کے گھر پر پولیس گارڈ اس کی غیر موجودگی میں نہیں بھائی گئی اور جب وہ مم اپریل کو واپس آیا تو گارڈ کو بحال نہیں کیا گیا جیما کہ مقتول کے ملاز مین (گواہ نمبر ۱ اور س) کیدارناتھ اور بھگت رام نے بتایا۔

سب انسپکڑ جلال الدین (گواہ نمبر ۹) نے بتایا کہ اس کو ایک کانشیبل مہیا کر

دیا گیا تھالیکن وقوع کے وقت وہ مقتول کی اجازت سے کھانا کھانے چلا گیا تھا۔ بینکتہ کوئی اہمیت کا حامل نہیں ہے۔ لہذا میں ان دونوں ملاز مین کی گواہی کو زیادہ ترجیح دیتا ہوں اور میرے خیال میں سب انسکٹر کی گواہی میں کوئی ٹھوس ثبوت موجود نہیں ہے کیونکہ عام طور پر بولیس ملازم دو پہر کو کھانا نہیں کھاتے۔

جیما کہ نقشہ ای ایس بی / ہے جس کومحمہ عثمان ڈرافٹ مین نے بنایا ہے اس میں دکھایا گیا ہے کہ ہیںتال روڈ اٹار کلی بازار کے قریب لوہاری چوک سے جا ملتا ہے جو کہ جنوب مغرب سے شال مشرق کو ہے۔مقول کی دکان انار کلی بازار اور لوہاری گیٹ چوک سے جنوب مشرق کی طرف ہے۔

دکان دو کمروں جو کہ آگے پیچھے ہیں اور ایک لکڑی کا نجلاتھڑا جو کہ سامنے ہے اُس پر مشتمل ہے۔ وہ دروازے بیرونی کمروں کی طرف جاتے ہیں اور پھر دو دروازے بیرونی کمروں کی طرف جاتے ہیں اور پھر دو دروازے اندرکے کمروں کو جاتے ہیں۔ دکان کے اوپر گورو گھنٹال کا دفتر ہے۔

وہ دن جوزیر سوال ہے تقریباً دو ہے دن کومقتول اپنی گدی پر بیٹھا ہوا خط لکھ رہا تھا جیسا کہ نقشہ میں ظاہر کیا گیا ہے کہ وہ بیرونی کمرے کے باہر کے دروازے کے نزدیک بیٹھا تھا کیدار ناتھ (گواہ نمبر۲) جو کہ مقتول کا ملازم ہے وہ اندرونی کمرے میں کام کر رہا تھا (نقشہ میں پوائٹ نمبر۳) جبکہ بھگت رام (گواہ نمبر۳) مقتول کا دوسرا ملازم ککڑی کی سیڑھی پر کھڑا شیلف میں کتا ہیں رکھر ہاتھا۔

ان دوچیم دیدگواہوں کے مطابق قاتل اپنے ہاتھ میں چاتو گئے ہوئے دکان میں داخل ہوا۔ اس نے مقتول پر حملہ کیا اور اس کے سینے پر وار کیا۔ چاقو کو پھینکا یا پنچ رکھ دیا اور باہر ہپتال کی طرف بھاگا، جب کیدار ناتھ اور بھگت رام نے اپنے مالک پر حملہ ہوتے دیھا تو انہوں نے قاتل پر کتابیں پھینکیں۔ وہ زور سے چلائے اور اس کے مقلہ ہوتے دیھا تو انہوں نے قاتل پر کتابیں پھینکیں۔ وہ زور نے جلائے اور اس کے تعاقب میں بھاگے۔ کیدار ناتھ اور بھگت رام کی چیخ و پکار نے نا تک چند اور پر ماند کی توجہ اپنی طرف کر لی (گواہ نمبر سم اور ۵) اور وہ بھی ان کے ساتھ تعاقب کرنے میں توجہ اپنی طرف کر لی (گواہ نمبر سم اور ۵) اور وہ بھی ان کے ساتھ تعاقب کرنے میں

شریک ہو گئے۔ ملزم کے پیچھے پر مانند تھا جس نے دیکھا کہ ملزم ودیارتن کے ٹال میں گھس گیا جو اس وقت اپنے دفتر میں بیٹھا ہوا تھا جیبا کہ نقشہ میں پوائٹ نمبر ٦ میں دکھایا گیا ہے۔ ودیارتن جس نے ملزم اور تعاقب کرنے والوں کو اپنے دفتر کے دروازے میں سے جو سرک کی طرف کھاتا تھا اس میں سے ان کو دیکھا وہ صحن میں دوسرے دروازے سے گیا۔

ملزم والبس مڑا (نقشہ نمبرے) ودیارتن اس سے ٹکرایا اور پھر اس کو پکڑ لیا۔
نقشہ نمبر ۸ کا پوائٹ ظاہر کرتا ہے جب تعاقب کرنے والے آئے اس وقت تک ملزم پر
پوری طرح قابو بایا جا چکا تھا۔ اس وقت ملزم نے کہا تھا کہ وہ کوئی چور یا ڈاکونہیں ہے۔
بلکہ اس نے محمد منظے بیکا کا بدلہ لے لیا ہے۔

وزیر چند (گواہ نمبر ک) جو گوجرانوالہ کا ٹھیکیدار ہے وہ گورو گھنٹال کے دفتر
میں بیٹھا ایڈیٹر سے با تیں کر رہاتھا، اس وقت اس نے شور سنا، ' مار دیا، مار دیا'' پکڑو''
اور راستے میں کسی چیز کے گرنے کی آواز بھی سی ۔ جب اس نے کھڑکی سے باہر دیکھا تو
اس نے سڑک پر بچھ کتابوں کو پڑا ہوا پایا اور ایک آدمی جس نے سرخ دھاری والی تمیض
(ملزم نے سڑک پر بچھ کتابوں کی تمیض تھی) سفید پگڑی اور سفید شلوار پہنے ہوئے سڑک پر
(ملزم نے سلیم کیا کہ بیاس کی تمیض تھی) سفید پگڑی اور سفید شلوار پہنے ہوئے سڑک پر
بھاگ رہا تھا۔ جس کے تعاقب میں دویا تین افراد تھے۔

وہ بھی تعاقب کرنے والوں کی چیخ و پکار میں شامل ہو گیا اور سیر صول سے نیچ آکراس کے تعاقب میں بھاگا۔ جب میں ودیارتن کے ٹال پر پہنچا تو اس کو قابو میں کرلیا جس کو بعد میں ملزم نے شاخت کی۔ اس گواہ نے بتایا کہ ملزم کو جب پکڑا گیا تو اس نے اپنے بازو بلند کئے اور کہا کہ میں نہ تو چور ہوں اور نہ ہی ڈاکو ہوں بلکہ میں نے رسول اللہ مطابق کا بدلہ لے لیا ہے۔ ملزم کو پکڑنے والے اسے مقتول کی دکان پر لائے اور اس کو پولیس کے حوالے کر دیا جس میں کانسیبل رحمت خان (گواہ نمبر ۹) برکت علی اور اس کو پولیس کے حوالے کر دیا جس میں کانسیبل رحمت خان (گواہ نمبر ۹) برکت علی میڈ کانسیبل (گواہ نمبر ۱۹) اور تارا چند ہیڈ کانسیبل (گواہ نمبر ۱۱) سب سے پہلے جائے

واردات پر پنچے۔ ملزم کو جھڑی لگائی اور اس کو لوہاری گیٹ پولیس چوکی رحمت خان کا نظیبل لے کر گیا۔ سب انسپکڑ جلال الدین کو بذریعہ تار پیغام پجہری تھانے اطلاع دی گئی گئی لیکن ابھی وہ راستہ ہی میں تھا کہ اس کو بتایا گیا کہ ملزم کو گرفتار کر کے پولیس چوکی لوہاری گیٹ بہنچا دیا گیا ہے، لہذا وہ پہلے وہاں گیا۔ اس نے دیکھا کہ ملزم کی فمیض کی دائیں آسٹیں پرخون کے دو چھوٹے دھے تھے اور شلوار کے دائیں پانچے پرخون کا دھبہ تھا۔ اس نے ان دھبول کو نوٹ کیا اور یہ بھی دیکھا کہ اس کے دائیں ہاتھ کی ہفتی لی بھی ضرب کا نشان تھا۔ دوسرا زخم بائیں ہاتھ کی انگی اور تیسرا دائیں ہاتھ کی کہنی پر بھی تھا۔ اس کے بعد انس بر جو توعہ کی طرف روانہ ہوا۔ تارا چند ہیڈ کا نشیبل نے آلہ تل جاتو کو پہلے ہی اپنے بھنہ کر لیا تھا جو اس کومقتول کے قریب پڑا ہوا ملا تھا۔ اس پر جاتو کو پہلے ہی اپنے بھنہ میں کر لیا تھا جو اس کومقتول کے قریب پڑا ہوا ملا تھا۔ اس پر سب انسپکڑ کے دستخط بھی موجود ہیں۔ چاتو کا خاکہ بنانے کے بعد اس کو پارسل میں محفوظ کر لیا گیا اور اس کوسیل کر دیا گیا۔

کیدار ناتھ کے بیان کوسب سے پہلے قلم بند کیا گیا اور اس کو ہی ایف آئی آر تصور کیا گیا۔ اس دوران سینئر سپر ٹنڈنٹ تصور کیا گیا۔ اس دوران سینئر سپر ٹنڈنٹ پولیس اور انسیکٹر جواہر لال (محواہ نمبر ۲۰) وہاں پہنچ گئے۔مقتول کے زخموں کی رپورٹ تیارکرنے کے بعداس کو پوسٹ مارٹم کے معائنہ کے لئے لاش کو ہیپتال بھیج دیا گیا۔

ایس ایس پی کے عکم کے مطابق ملزم کو لوہاری گیٹ بولیس چوک ہے سول لائن کے تھانے میں بند کر دیا گیا۔ انسپکڑ جواہر لال نے ملزم کے گھرکی تلاشی لینے کے بعد وہاں سے خوشحال چند (گواہ نمبر۱۹) کی موجودگی میں وہاں سے اس کی تمیض اور شاوار برآ مدکی جس کوملزم پہنے ہوئے تھا اوران پرخون کے دھے بھی موجود تھے۔ شام کو انسپکڑ تھانہ سول لائن کے سامنے انکا بھی پارسل بنایا گیا۔ اس کوسیل کرنے کے بعد کیمیکل ایگرامیز کے لئے روانہ کر دیا گیا۔ ماپریل کی شام کوملزم کے بنانے پر آتما رام (گواہ نمبر ۸) جو کہ کہاڑ ہے یا پرانی چیزوں کے فروخت کرنے کا سٹور چلاتا ہے۔

اس کا پہتہ انسپکٹر جواہر لال اور سب انسپکٹر جلال الدین سے لگا لیا گیا جو کہ کمٹی بازار میں کاروبار کرتا ہے، اس کی دکان پر ایک ہی جیسے کئی جاتو نظرآئے اور اس نے بتایا کہ گذشتہ روز اس نے ان جاتو وک سے ملتا جاتا جاتا جاتا جاتا ہے ہاتھ فروخت کیا تھا۔ دونوں پولیس افسروں نے وہاں سے دو جاتو لئے اور یا دداشت تیار کی۔

اس شمن میں جومزم نے آتمارام کی دکان کے بارے میں انکشاف کیا ہے میں نے اس بات کوبھی نوٹ کیا ہے کہ مسٹرسلیم نے ان حقائق پر اعتراض کیا ہے کہ دونوں پولیس افسران نے اپنے ذہنی علم کی بدولت الی بات بنائی ہے جس کے تحت انھوں نے آتما رام کی دکان کا سراغ لگایا اور حال ہی میں فل نیخ ہا کیکورٹ کا فیصلہ قانون شہادت کی دفعہ کا کے تحت اہم واقعات پر لاگو ہوتی ہے نہ کہ ذہنی حقائق پر اس کا اطلاق ہوتا ہے۔

ان دلائل کا فائدہ معزز کونسل کی اختر اع کو جاتا ہے لہذا میں اس اعتراض کورد کرنے ہوئے کسی قتم کی بچکچاہئے محسوس نہیں کرتا ہوں اور گواہ کی طرف اتی بات ہی اہم ہے کہ چاقو آتما رام کی دکان سے خریدا گیا تھا۔ اس کا انکشاف خود ملزم نے کیا ہے اور اس کے انکشاف کرنے پر دکان کا پتہ چلایا گیا۔ اگر ملزم چاقو لے جاتا اور اس کو چھپا دیتا تو پھراس بات کی شہادت ہوتی کہ اس نے کہاں پر چھپایا اور کہاں سے اس کو برآ مد کیا گیا۔ شاخت کے طور پر دو ایک جیسے چاقو پیش کئے گئے اور ملزم نے واردات میں کیا گیا۔ شاخت کے طور پر دو ایک جیسے چاقو پیش کئے گئے اور ملزم نے واردات میں استعال ہونے والے چاقو کو پیچان لیا جس سے اس نے قبل کیا تھا۔ یہ اہم حقائق ہیں استعال ہونے والے چاقو کو پیچان لیا جس سے اس نے قبل کیا تھا۔ یہ اہم حقائق ہیں استعال ہونے والے چاقو کو پیچان لیا جس سے اس نے قبل کیا تھا۔ یہ اہم حقائق ہیں استعال ہوا تھا۔

۹ اپریل کوتھانہ بولیس لائن میں شناخت پریڈ مجسٹریٹ درجہ اول ایل ملکھ راح کی سربراہی میں کرائی گئی جس میں چھافراد میں سے آتمارام نے اس شخص کو پہچان لیا جس نے اس کی رکان سے جاتو خریدا تھا۔ آتما رام ، لالہ ملکھ رام اور انسپکٹر جواہر لیا جس نے اس کی دکان سے جاتو خریدا تھا۔ آتما رام ، لالہ ملکھ رام اور انسپکٹر جواہر

ن زی آبادین شهرید استان شد. استان شهرید استان شد. استان شد. استان شهرید استان شهرید استان شهرید استان شهرید استان

لال کی شہادتوں کو اور اس محضر نامہ کو بھی دیھو جو مجسٹریٹ کی موجودگی میں تیار کیا گیا۔

آتما رام کی گواہی ہے بتہ چلنا ہے کہ اس نے چھاؤنی کے ایک میڈیکل سٹور ہے پانچ سو کے قریب چاقو نیلام میں تین سال یا اس سے پچھ پہلے خرید ہے تھے۔

ان چاقوؤں میں سے پچھ چاقو اس نے اپی دکان کے باہر فروخت کرنے کے لئے لگائے ہوئے تھے کہ ۱ اپریل کی صبح کو ملزم اس کی دکان پر آیا اور پوچھا کہ کیا کوئی چاقو اس کے پائ فروخت ہونے کے لئے ہے۔ آتما رام نے اس کو پچھ چاقو و کو کھ چاقو و کھائے جن میں سے ملزم نے ایک چاقو پند کیا اور تھوڑی دیرسودا بازی کرنے کے بعد وکھائے جن میں سے ملزم نے ایک چاقو کو علیحدہ چاقو کی قیمت ایک روپیہ طے ہوئی۔ ملزم نے آتما رام سے کہا کہ وہ اس چاقو کو علیحدہ رکھے تاکہ وہ اس اثناء میں ایک روپیہ لے آئے۔ وہ ایک گھنٹے کے بعد واپس آیا اور رکھے تاکہ وہ اس اثناء میں ایک روپیہ لے آئے۔ وہ ایک گھنٹے کے بعد واپس آیا اور رکھے تاکہ وہ اس اثناء میں ایک روپیہ لے آئے۔ وہ ایک گھنٹے کے بعد واپس آیا اور اس نے ایک روپیہ ایک روپیہ لے آئے۔ وہ ایک گھنٹے کے بعد واپس آیا اور اس نے ایک روپیہ ایک روپیہ لے آئے۔ وہ ایک گھنٹے کے بعد واپس آیا اور اس نے ایک روپیہ ایک روپیہ لے آئے۔ وہ ایک گھنٹے کے بعد واپس آیا اور اس نے ایک روپیہ ایک روپیہ لے آئے۔ وہ ایک گھنٹے کے بعد واپس آیا اور اس نے ایک روپیہ ایک روپیہ لے آئے۔ وہ ایک گھنٹے کے بعد واپس آیا اور اس نے ایک روپیہ روپی ا

آتمارام نے مزید حلفی بیان دیا کہ اس نے ملزم کواس لئے شاخت کرلیا کہ جس وقت اس نے چاتو خرید اتھا اس نے دیکھا تھا کہ ملزم کے دونوں کان چھیدے ہوئے تھے جن میں دھا کہ پڑا ہو اتھا اور ناک کی دائیں طرف ایک نشان تھا۔ انسپکڑ نے اپی گواہی میں بنایا ہے کہ جس وقت اس نے ملزم کا حلیہ اپنی ڈائری میں لکھا تھا تو یہ دونوں با تیں اس نے لکھی تھیں یہ بھی درست ہے کہ ملزم کی ناک کی دائیں طرف ایک نشان ہے اور ایسے شواہد بھی ملتے ہیں کہ اس کے کان چھیدے ہوئے تھے۔ اس نکتہ پر شان ہے اور ایسے شواہد بھی ملتے ہیں کہ اس کے کان چھیدے ہوئے تھے۔ اس نکتہ پر جب عدالت میں کاروائی اختیام پذیر ہوگی تو اس وقت بحث کروں گا۔ آتما رام کی باتی میں ملزم کی شاخت سے تعلق رکھتی ہے۔

ہنس راج ہیڈ کانٹیبل (گواہ نمبر۱۱) کی گوائی کوسرسری طور پر دیکھتے ہوئے جوکے جوکہ بوسٹ مارٹم تک لاش کے پاس رہا۔ گردھاری لال (گواہ نمبر۱۱) جس نے لاش کی شناخت کی اور شیرمحد (گواہ نمبر ۱۷) جس نے چاتو اور کپڑوں کا پارسل جس پرخون کی شناخت کی اور شیرمحد (گواہ نمبر ۱۷) جس نے چاتو اور کپڑوں کا پارسل جس پرخون کے شنانات تھے کیمیکل ایگزامیٹر سے وصول کئے، اب میں میڈیکل رپورٹ کی طرف

ڈاکٹر ڈی آری کے مطابق مقول کے جم پر آٹھ زخم آئے جن میں سے چار زخموں نے اس کے بائیں ہاتھ کی درمیان والی انگلی رخموں نے اس کے بائیں ہاتھ کی تھیلی کو چیر ڈالا تھا جبکہ دائیں ہاتھ کی درمیان والی انگلی بائیں ہاتھ کی انگلی میں بھی جلد کی گہرائی تک زخم آئے۔ پانچویں زخم نے اس کے سرکو چیر ڈالا اور جو کھوپڑی کی دائیں طرف ٹوٹ چیر ڈالا اور جو کھوپڑی کی دائیں طرف گئے۔ و و گہرے زخم بائیں طرف گئے۔ و و گہرے زخم بائیں طرف کندھے پر آئے۔ سب سے زیادہ گہرازخم بائیں طرف چھاتی پر آیا جو پسلیوں کو چیرتا ہوا بائیں پھیپھڑے سے ہوتا ہوا دل تک آیا اور بہی زخم موت کا سب بنا۔

وہ چاقو جومقتول کے پاس سے ملاتھا اس کی نوک آگے سے ٹوٹی ہوئی تھی اور انسپکٹر جواہر لال نے ڈاکٹر ڈی آرس سے کہا تھا کہ اس کا ٹوٹا ہوا نوک کا ٹکڑا مقتول کے جسم میں سے تلاش کرنے کی کوشش کرے مگر اس کو اس میں کامیا بی نہ ہوئی۔

گواہ نے اپنی رائے کا اظہار کیا کہ ہوسکتا ہے کہ ٹوٹے ہوئے نوک کی وجہ سے بی چھاتی کے بائیں طرف گہرا زخم آیا کیونکہ اس طرح استعال کرنے میں زیادہ طاقت استعال ہوئی ہوجس قتم کے زخم کی طرف ڈاکٹر وی آری نے نشاندہی کی ہے۔ اس کے بارے میں میرا خیال ہے کہ بڑی حد تک زیادہ طاقت کا استعال ہوتا ہے۔ ڈاکٹر ڈی آری کی شہادت سے مزید پتہ چلتا ہے کہ چاقو نہایت تیز تھا۔ چاقو کی کل ڈاکٹر ڈی آری کی شہادت سے مزید پتہ چلتا ہے کہ چاقو نہایت تیز تھا۔ چاقو کی کل لمبائی ساڑھے تیرہ انج تھی جس میں ساڑھے ۱ ایج لمبائل ساڑھے تیرہ انج تھی جس میں ساڑھے ۱ ایج لمبائل کا پھل (بلیڈ) تھا۔ ڈاکٹر کی رائے میں مقتول کی تھیلی پر جو زخم آئے ہیں وہ اس نے اپنی جان بچانے کے لئے ملزم سے مقابلہ کے دوران کھائے ہیں۔

ال کی بیہ بھی رائے تھی کہ وہ خون کے نشان جو قاتل کے کیڑوں پر پائے گئے اس کی بیڑوں پر پائے گئے اس خون کے نہ ہول جو زخم سے نکلا ہو۔ جرح کے دوران دوسرے اور نکات جن پر بحث کی گئی ہے میرے خیال میں اسنے اہم نہیں ہیں۔

عن زي الدين شهب دينية كالمالاين شهب دينية كالمالاين شهب دينية كالمالاين شهب دينية كالمالاين شهب دينية كالمالاي

جاتو اورلباس کے کپڑوں کو جو کیمیکل ایگزامیز کے لئے بھیجا گیا تھا، اس کی رپورٹ کے مطابق ان دونوں چیزوں پرانسانی خون کے دھبوں کے نشان ہیں۔

و اکٹروی آری نے کاپریل کی دو پہر کو ملزم کا بھی طبی معائنہ کیا تھا جس سے یہ پتہ چلتا تھا کہ اس کے دائیں ہاتھ کی انگلی اور بائیں ہاتھ کی ہتھیلی کے نزدیک چھوٹی انگلی پربھی زخم آئے تھے۔ یہ نشان گواہی کے نزدیک اس کے ترکھان ہونے کے پیشہ کی وجہ سے بھی آ کتے ہیں۔

ملزم نے مجسٹریٹ کو بتایا تھا کہ اس نے مقتول کو تل نہیں کیا تھا لیکن اس بات
کو تسلیم کیا کہ اس کو ودیارتن کے ٹال سے گرفتار کیا گیا جبکہ وہ سبزی منڈی کی طرف
سے آرہا تھا۔ اس نے ان لفظوں سے بھی انکار کیا جو اس نے بکڑے جانے کے وقت
استعال کئے تھے کہ وہ چورنہیں ہے۔ اس نے اس کو بھی تسلیم کیا کہ میض اس کی ہے جبکہ
شلوار اس کی نہیں ہے۔ اس نے اس امر سے بھی انکار کیا کہ اس نے چاقو آتما رام سے
خرید اتھا لیکن اس ضمن میں وہ کوئی معقول جواب نہ دے سکا۔

اس عدالت بین اس نے مجسٹریٹ کے روبرو جو بیان دیا ہے اس کی صحت کو سلیم کیا ہے اور کہا ہے کہ پولیس نے اس کے ساتھ بدسلوکی کی ہے، اس نے بیجی کہا ہے کہ شاخت کی صبح کو انسکٹر جواہر لال نے آتما رام کو اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے دیکھا تھا۔ دوسرے تمام شاخت میں شریک افراد نے اس کے علاوہ سب ہی نے جوتے پہنے ہوئے تھے۔ اس کے علاوہ اور کسی نے پڑی بھی نہیں باندھی ہوئی تھی۔ اس نے مزید بیان ویا کہ جب وہ پکڑا گیا تو ہندوؤں نے اس کو بہت مارا اور پھر وزن تو لئے والے کا نئے پراس کو دھکا دیا جس سے اس کی کہنی اور گھنے میں زخم آئے۔ ملزم نے اس کے بارے میں یقین سے نہیں کہا ہے۔ لہذا اس کے بیان سے بی نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہنون کے وہ دھے جو تمین کے دائیں باز و پر پائے گئے ہیں وہ کیل گئے کی وجہ سے زخم خون کے وہ دھے جو تمین کے دائیں باز و پر پائے گئے ہیں وہ کیل گئے کی وجہ سے زخم خون کے ہوں۔ وہ اس کے بھی دلائل دیتا ہے کہ وہ دھے جوشلوار پر پائے

عندازی الدین شهید دنیانید گئے ہیں وہ کیل لگنے کی وجہ ہے ہو سکتے ہیں۔لیکن وہ اس ہے انکار کرتا ہے کہ شلوار اس کی ہے۔اس نے اپنے دفاع میں کوئی تھوں شہادت مہیانہیں کی ہے۔ مقدمہ کی ساعت کے دوران دومسلم اور ہندو ٹالثوں نے عدالت کی مدد کی۔ اول الذكر كى رائے ميں ملزم پرقل كا جرم ثابت نہيں ہوتا ہے جبكہ مؤخر الذكر كے نزديك یہ جرم ثابت ہوتا ہے۔مسلمان ثالث کی رائے کو قبول کرنا مشکل ہے کیونکہ اس میں ان کے مذہبی جذبات شامل ہیں۔ مجھے یہی تاثر ملتا ہے جبکہ دونوں ہندو ثالثوں کے بارے میں بھی یہی ہے کہ وہ مقتول کے مذہب سے تعلق رکھتے ہیں اور ان کی رائے بھی کیساں جذبات رکھتی ہے۔ میری اپنی رائے کے مطابق جبکہ میں نے گواہوں اور دوسری شہادتوں سے مینتجہ اخذ کیا ہے کہمازم پرقل کی فردجرم درست ثابت ہوتی ہے۔ مسٹر سلیم کا بیر کہنا کہ کسی بھی شخص نے قاتل کونہیں دیکھا تھا اور پیر کہ اگر دو آ دمی موجود ہوں تو پھر قاتل ان کی موجود گی میں قتل کرنے کے بعد جائے وقوعہ سے فرار نہیں ہوسکتا۔ دوسرے وہاں پر کوئی عینی شاہر بھی نہیں تھا۔ میرے خیال میں بید دلائل کوئی وزن نہیں رکھتے ہیں۔ حقائق سے بالاتر کیدار ناتھ اور بھگت رام ہندو ہیں اور دونوں ہی مقتول کے ملازم بھی ہیں۔لہذا ان کی شہادت پر یقین نہ کرنے کی کوئی وجہ نظر نہیں آتی۔ الیی شہادت کوردنہیں کیا جاسکتا۔ میں اس بات سے اتفاق نہیں کرتا کہ قاتل اور مقتول کے درمیان کوئی کشکش ہوئی ہو۔ جس کی بناء پر جیسے کے معزز وکیل نے اشارہ کیا ہے کہ زخم اسی کی وجہ ہے آئے ہیں۔جس حالت میں مقتول تھا اس حالت میں اپنا بچاؤ کرنے کا جواز ہی پیدائمیں ہوتا۔ میڈیکل شہادت بھی کیدار ناتھ اور بھگت رام کی گواہی کی تائيد كرتى ہے كەمقول اين كدى پر بيشا ہوا لكھ رہا تھا۔ ميرى رائے ميں ہاتھوں، ہراور كندهول پر جوزخم آئے ہیں وہ اى نوعیت کے ہیں كەمقول نے اپنے بچاؤ کے لئے

# Marfat.com

جدوجہد کی ہے۔ جب قاتل نے بید یکھا کہ اس کے دار زیادہ کارگر نہیں ہور ہے تو پھر

اس نے جاتو کی نوک مقتول کے سینے میں پیوست کر دی۔لیکن اس متم کے مفروضات

عن زي الدين شهيد بينية كالمستورية الدين شهيد بينية كالمستورية الدين شهيد بينية كالمستورية المستورية المستو

اور قیاس آرائی کیدار ناتھ اور بھگت رام کی شہادت کے سامنے کوئی معنی نہیں رکھتی۔ کیونکہان دونوں نے اپنی آنکھول کے سامنے مقتول کوئل ہوتے ہوئے دیکھا ہے۔

یے حقائق کہ قاتل پر بچھ کتابیں چینکی گئی تھیں اس کی تائید وزیر چینہ (گواہ نمبرے) نے بھی کی ہے۔ شہادت میں اس کا فرق کہ چاقو کس طرف پڑا ہوا تھا، میرے خیال میں اہمیت نہیں رکھتا۔ مسٹرسلیم نے ان حقائق پر زور دیا ہے کہ چاقو بیجھے رہ گیا تھا اور برکت علی کے مطابق (گواہ نمبر۱۰) چاقو کا کھیل (بلیڈ) ڈیسک میں گھسا ہوا تھا جس ہے بعد چلنا ہے کہ جملہ آور نے مار نے میں وقت لیالیکن چاقو کی اس پوزیشن کو برکت علی اور ہیڈ کانٹیبل تارا چند نے خود اختلاف کرتے ہوئے بتایا کہ چاقو کیش بکس اور ڈیسک کے درمیان پڑا ہوا تھا لہذا یہ دلیل دی جاسکتی ہے کہ بھگت رام نے جو کتابیل ملزم فریس جس ڈیسک کے درمیان پڑا ہوا تھا لہذا یہ دلیل دی جاسکتی ہے کہ بھگت رام نے جو کتابیل ملزم برجھینگی تھیں اس کے نشانات ملزم کی کمر پرنہیں ہیں۔ لہذا ان کی ضرورت بھی نہیں ہے۔

بھت رام ہے خلطی بھی سرز دہو سکتی ہے کہ کتابیں ملزم کو گئی ہوں۔ایسے موقع پر ایک معمولی گواہی کے بارے میں یہ سمجھ لینا نااہلیت ہے کہ جو پچھاس نے بیان کیا ہے وہ درست ہے۔اس شم کے معاملہ میں ایک منٹ سے بھی کم عرصہ لگتا ہے۔ آئے ایک منٹ کے لئے اس تمام واقعہ کو تصوراتی طور پر دہراتے ہیں جس سے ہم کو ایک خیال ہو جائے گا کہ اس عمل میں کتنا عرصہ لگا ہوگا۔

طرم اپنے ہاتھ میں چاتو کئے مقتول کی دکان میں داخل ہوا، مقتول کے جسم پر
دویا تین جلدی جلدی ضربات لگائیں۔ چاتو کو رکھایا نیچے بچینکا اور بازار میں بھاگا
ہے، اس تمام عمل میں کتنا عرصہ گئے گا۔ میرے خیال میں ایک منٹ سے زیادہ عرصہ نبیں گئے گا۔ میرے خیال میں ایک منٹ سے زیادہ عرصہ نبیں گئے گا۔ میتمام معاملہ س قدرجلدی ختم ہوگیا۔ ان حقائق سے ظاہر ہے کہ کیدار
ناتھ جہاں جیٹا ہوا تھا وہاں سے آگیا اور جھت رام میڑھی سے نیچے اتر آیا اور طرم بازار
میں دوڑ رہا تھا۔ لہذا معزز کونسل نے یہ نتیجہ اخذ کرلیا کہ مقتول کوختم کیا جا چکا تھا اور
مارنے والامسلمان تھا۔ ہندو گواہوں نے اس کو بحیثیت ایک قاتل کے پکڑا تھا۔ اس تسم

کے دلائل میں بظاہر معقولیت کی کمی ہے اور تمام معاملہ میں اثبات جرم نہیں ہے۔ وہ یہ بنانے میں نظاہر معقولیت کی کمی ہے اور تمام معاملہ میں اثبات جرم نہیں ہے۔ وہ یہ بنانے میں ناکام رہا ہے کہ اس مخصوص اور بے گناہ مسلمان راہ گیر کے کیڑوں پرخون کے دھے کیے آئے ہیں۔

میں نے مختلف اختلافی نکات پرخصوصی توجہ دی ہے۔ خاص طور پر شہادتوں اور پولیس کے درمیان جواختلاف رائے ہے اس کو بہت ہی غور سے دیکھا ہے۔ موجودہ عدالت اور بیشن کورٹ جرح کے درمیان اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ بیاتی اہمیت کے حامل نہیں ہیں اور اس سے کہانی کی صدافت پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ جرم کرنے کے بعد آ دھے گھنٹے سے زائد عرصہ جرم کوکرنے ، مجرم کو بکڑنے اور پولیس کا پہنچنے کے بعد تفتیش شروع کرنے میں نہیں لگتا۔

معزز کونسل نے ان الفاظ کو بھی مدنظر رکھا ہوا ہے جو اس نے پکڑے جانے کے وقت ادا کئے تھے، لیکن یقینا اس میٹم کی کہانی بناتے وقت ان کو تبدیل کیا جاسکتا ہے ۔ یہ ناممکن ہے کہ گواہ سے کہا جائے کہ وہ وہی الفاظ دہرائے جو اس نے ملزم سے سے ہوں۔ ہم صرف بیرتو قع رکھ سکتے ہیں کہ اس کے بیان سے ان الفاظ کی طرف صرف اشارہ یا نکتہ ہی مل سکتا ہے۔ ہیں اس سے اتفاق کرتا ہوں اور یہی کافی ہے۔

بجھے آتما رام کے اس بیان پر کہ ملزم نے اس کی دکان سے چاقو خرید اتھا یقین نہ کرنے کی کوئی وجہ نظر نہیں آتی ہے کیونکہ اس نے ملزم کی پہچان بھی کی ہے۔ آتما رام بہت ہوشیار اور عقل مند بوڑھا آدمی ہے کیونکہ وہ ایک کباڑیا ہے۔ ملزم کی شناخت اور چاقو خریدنے کے درمیان صرف تین روز کا وقفہ ہے اور گواہ نے ملزم کے حلیہ کے بارے میں جو بیان انسپکڑ جواہر لال کو دیا ہے وہ بہت واضح ہے۔ میرے خیال میں ملزم کی شناخت کرنے پر کی قتم کا شک و شبہ نہیں کیا جاسکتا اور اس کے بارے میں سوچا بھی نہیں جا سکتا کہ ملزم کے بارے میں ہو جا کہ ہم اس شک کو ایک طرف رکھ دیتے ہیں تو بتا ہے یہ کس طرح مقدمہ پر انڑ کے لئے ہم اس شک کو ایک طرف رکھ دیتے ہیں تو بتا ہے یہ کس طرح مقدمہ پر انڑ کے

عن زي لم الدين شهب يد نيسية

پذیر ہوگی؟ میرے خیال میں اس کا ذرا بحر بھی اثر نہ ہوگا۔ ملزم کا اس قل کے ساتھ تعلق تمام تر دو عینی شاہد بھگت رام اور کیدار ناتھ کے علاوہ نا تک چند، پر ماچند، ودیارتن اور وزیر چند اور خون کے دو دھے ہیں جو اس کے کپڑوں پر پائے گئے ہیں ان سے گہرا تعلق ہے۔ یہ ایک مضبوط بنیاد ہے جس کی بناء پر ملزم کو قاتل قرار دیا جا سکتا ہے۔

میں بیضروری نہیں سمجھتا کہ جاتو کی نوک کے ٹوٹے پر بحث کی جائے کیونکہ شہادت موجود ہے کہ قتل کرنے کے لئے کسی آلہ کو استعمال کیا گیا ہے آیا کہ نوک پہلے شہادت موجود ہے کہ قل کرنے کے لئے کسی آلہ کو استعمال کیا گیا ہے آیا کہ نوک پہلے ٹوٹی یا بعد میں ٹوٹی اس سے مقدمہ پر کوئی اثر یا فرق نہیں پڑتا۔

شہادت سے بہ ظاہر ہوتا ہے کہ ملزم کو مقتول پر حملہ کرتے اور جاقو مارتے ہوئے دیکھا۔اس کا تعاقب کیا اور جائے واردات سے دس گزکے فاصلہ پرلوگوں نے اس کو پکڑلیا جبکہ وہ لوگوں کی نظروں سے اوجھل نہیں ہوا تھا۔انسانی خون کے دھے بھی اس کے لباس پر بائے گئے تھے۔

میڈیکل رپورٹ کے مطابق بیمقول کے خون کے دھیے تھے جوملزم کے کیڑوں پرلگ مکئے تھے کیٹروں کے مطابق میں بیخون کے دھیے اس آلد قتل کے تھے جو مقتول کے تھے جو مقتول کے لئے استعال کیا گیا تھا اور اس کے جسم سے جوخون اس پرلگا وہی ملزم کے کیڑوں پر بھی لگ میا۔

تاہم اس میں کوئی شک نہیں کہ بیخون ہرصورت میں مقتول کے جسم کا ہی تھا۔ جب ملزم کو قابو کیا گیا تو اس نے محر تھا۔ جب ملزم کو قابو کیا گیا تو اس نے محر مطابق کے تھا۔ جب ملزم کو قابو کیا گیا ہے۔ مطابق کے محر مطابق کے دشمنوں سے بدلہ لے لیا ہے۔

اس قدر واضح اور صاف اقرار کے بعد اب اس پر بحث کرنے کا کوئی فاکدہ خبیں ہے کہ اس نے آتما رام نے خود اپنی خود اپنی شہادت میں جاتو کے بدائی اس کے خود اپنی شہادت میں جاتو کے خریدار کی انجھی طرح شناخت کی ہے۔ بیمقدمہ بالکل واضح اور صاف ہے۔ میں دواسیسر کی رائے ہے اتفاق کرتا ہوں کہ ملزم علم الدین نے راجیال کو

قتل کیا ہے۔کوئی بھی شخص اس گمراہ نوجوان پر افسوں کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ جس نے تعصر نہا ہے۔ کوئی بھی شخص اس گمراہ نوجوان پر افسوں کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ جس نے تعصبانہ جذبہ کے تحت اس قدر بزولانہ اور ظالمانہ فعل سرز دکیا۔اس کا مقصد خواہ کچھ ہی کیوں نہ ہویة تل ہے اور اس کے بدلہ میں اسے سخت سزاملنی جاہئے۔

لہذا میں ملزم علم الدین کو دفعہ ۱۳۰۳ تعزیزات ہند کے تحت ملزم گردانتے ہوئے ملزم کی سزائے موت کی تو بتی کرتا ہوں اور اس کو بھانسی کا تھم دیتا ہوں کہ اس کو اس وقت تک بھانسی پر لڑکا یا جائے جب تک مرنہیں جاتا۔

وستخط سيشن جحج

لأجور

74-0-1949

مجرم کومطلع کیا جاتا ہے کہ وہ سات ہوم کے اندر اندر اپیل کرسکتا ہے۔ اس کو فیصلہ کی نقل مہیا کر دی جائے گا اور مقدمہ کا ریکارڈ ہائیکورٹ میں جمع کرا دیا جائے گا تا کہ سزائے موت کی توثیق ہو سکے۔ اس میں کسی بھی قتم کی کوئی تا خیر نہیں ہوگ۔ تا کہ سزائے موت کی توثیق ہو سکے۔ اس میں کسی بھی قتم کی کوئی تا خیر نہیں ہوگ۔ وستخط سیشن رجج

لابور

۲۲منک ۱۹۲۹ء

#### مسلمانوں کی اشتعالی کیفیت:-

مسلمان کورٹ کے اس فیصلے کوئ کرسخت مشتعل ہوئے اور انگریز کے تعصب کوناروا قرار دیتے ہوئے احتجاج پر اتر آئے اور اس شمن میں انہوں نے لا ہور میں کئ جلسے منعقد کئے اور اس بات پر اصرار جاری رکھا کہ سیشن جج کے فیصلے کے خلاف ہائی کورٹ میں اپیل کی جائے۔

اس مقصد کے لئے عوام نے چندہ مہم بھی چلائی اور جوش وخروش سے چندہ اکشھا کیا اور مسلم نامی گرامی وکلاء کے آگے بار بار اپیل کی کہ وہ آگے بردھیں اور اس

یہاں بیام دلچیبی ہے خالی نہیں ہے کہ اس موقع پر پنجاب کے مشہور سیاس رہنمااور وکیل سرمحمر شفیج نے اس مقدمہ کی پیروی کرنے سے صرف اس وجہ سے انکار کر دیا تھا کہ ہندو کہیں اس بات کا بُرانہ مان جا ئیں اور ان کے سیاس کیرئیر میں رکاوٹ کا باعث بن نہ جائیں۔

#### لا ہور ہائی کورٹ میں ایبل: -

سیشن عدالت کے فیطے کے چند روز بعد طالع مند اپ دوست محصے شیر فروش کے ہمراہ بمبئی گئے اور وہاں قائداعظم محم علی جناح سے ملے اور انہیں اصل صورت حال سے آگاہ کیا اور اُن سے اس مقدمہ کی ہائی کورٹ میں اپیل دائر کرنے کی درخواست کی ۔ طالع مند کی ساری بات کوئن کر محم علی جناح نے ان سے کہا کہ وہ اپنے درخواست کی ۔ طالع مند کی ساری بات کوئن کر محم علی جناح نے ان سے کہا کہ وہ اس کسی وکیل کو بلائیں تاکہ وہ قانونی صورت احوال سے انہیں آگاہ کر ہے تب ہی وہ اس بات کا فیصلہ کر سے تیں کہ مقدمہ اپنے ہاتھ میں لین یا نہ لیں ۔

قائداعظم محمطی جناح کی بات س کر طالع مند لا ہور واپس آئے اور پھر انہوں نے ہمبی پہنچ کر قائداعظم محمطی انہوں نے ہمبی پہنچ کر قائداعظم محمطی جناح سے ملاقات کی اور انہیں کمل صورت حال سے آگاہ کیا اور تمام معاملات طے جناح سے ملاقات کی اور انہیں کمل صورت حال سے آگاہ کیا اور تمام معاملات طے کئے۔ اس طرح عازی علم الدین شہید جیاتہ کو سائی جانے والی سزا کے خلاف ۱۵ جولائی ۱۹۲۹ء کولا ہور ہا تیکورٹ میں ایل دائر کر دی گئی۔

چونکہ ایک ہائی کورٹ کا وکیل دوسرے ہائی کورٹ میں پر پیش نہیں کرسکتا تھا۔
اس لئے جمینی ہائی کورٹ کے محمعلی جناح نے جب پنجاب ہائی کورٹ سے غازی علم
الدین شہید مجھ اللہ سے مقدمہ میں پیش ہونے کی اجازت مانگی تو پنجاب ہائی کورٹ کے نجے مسٹر جسٹس براڈ وے نے اجازت دیے کی مخالفت کی لیکن چیف جسٹس سرشادی لعل نے محمطی جناح کو پیش ہونے کی اجازت دے دی۔

#### من زی الدین شهید دینید کیا الدین شهید دینید

## لا ہور ہائی کورٹ میں مقدمہ کی ساعت:-

بالآخرمسٹر براڈ دے اور جسٹس جانسن کے روبر و مقدمہ کی ساعت شروع ہوئی وکیل صفائی کی جانب سے قائد اعظم محمعلی جناح پیش ہوئے۔ انہوں نے مقدمہ کے واقعات کو سامنے رکھ کر انہائی قابلیت کے ساتھ غازی علم الدین شہید بیشنیہ کی بے گناہی ثابت کی۔ سب سے پہلے قائد اعظم محمعلی جناح نے عینی گواہوں کے بیانات پر جرح کی۔ قائد اعظم محمعلی جناح نے عدالت پر واضح کیا کہ عینی گواہوں کے بیانات پر کا ملازم ہے اس لئے اُس کی گواہی تامل اور غور کے بعد قبول کرنی چاہئے۔ دوسرے کا ملازم ہے اس لئے اُس کی گواہی تامل اور غور کے بعد قبول کرنی چاہئے۔ دوسرے کیدار ناتھ نے ابتدائی بیان میں بھگت رام گواہ کا ذکر نہیں کیا حالا تکہ وہ بھی مقتول کی دوکان کے ہی ایک حصہ میں کام کر رہا تھا اور کیدار ناتھ کی طرح بھگت رام نے بھی بیان کردہ قاتل غازی علم الدین پر کتابیں بھینیس اور اس کا تعاقب کیا۔

کیدار ناتھ نے اپنے ابتدائی بیان میں ملزم کے متعلق یہ نہیں کہا کہ اس نے گرفتاری کے بعد اقبال جرم کیا ہے، بلکہ وہ سیشن کورٹ میں بیان کرتا ہے کہ ملزم نے کہا ہے کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلمکی تو بین کا بدلہ لیا ہے، ان حقائق کی رو سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ عینی گواہ نمبر ۲ کیدار ناتھ جھوٹا ہے، اس طرح قائد اعظم محمد علی جناح نے دوسر نے عینی گواہ بھگت رام کی شہادت کو بھی لے کر اس کی کروریاں واضح کیس۔ اس کے بعد انہوں نے وزیر چند، نا تک چند اور پر مانند وغیرہ کے بیانات پر نقادانہ بحث کر کے ثابت کیا کہ کوئی بیان بھی اصلاً قابل اعتاد نہیں، بلکہ اس سے ایسے معلوم ہوتا ہے کہ ایک خاص بیان وضع کر کے مختلف آومیوں کو طوطے کی مانندرنا دیا گیا ہے۔

قائداعظم محمطی جناح نے اپنی جرح کے ذریعے سب سے اہم نکتہ یہ نکالا کہ عام بیانات کے مطابق واقعہ کے وفت مقتول کی دوکان پر ایک مقتول اور اس کے دو ملازم تھے۔ ڈاکٹر کی شہادت سے بیر ثابت ہوتا ہے کہ مقتول کو آٹھ زخم گے یعنی اٹھارہ

نین سال کے ایک معمولی نوجوان نے دن دہاڑے تین مردوں میں گھس کر ایک شخص کے جسم میں آٹھ مرتبہ چھری گھونی اور نکالی اور تین آ دی اُس کا کچھ نہ بگاڑ سکے اس کو عقل انسانی صحیح تسلیم نہیں کر سکتی۔

8 عقل انسانی صحیح تسلیم نہیں کر سکتی۔

8 ناکد اعظم محمد علی جناح کے دلائل: -

کی شہادت کا تار بود بھیرتے ہوئے اس کے خلاف کئی دلائل قائم کئے جومندرجہ ذیل ہیں۔ 1۔ آپ نے بیر ٹابٹ کیا کہ کوئی دوکا ندار اتنا باریک بین نہیں ہوسکتا

کہ اپنے ہرگا کہ کو یادر کھے جو کہ اس کی دوکان برصرف ایک ہی مرتبہ آیا ہو۔ اس کباڑی نے ملزم کو شناخت پریڈ کے دوران ملزم کے چبرے کے ایک نشان کو دکھے کر پہیانا ہے۔ ظاہر ہے یولیس نے

سے پہرسے سے ہیں سان ور چہ تر پہلیا ہے۔ طاہر سے پویں ہے۔ اسے بینشان بتلایا ہو گا جس کی بناء پر اس نے ملزم کو شناخت کرلیا۔

۔ گواہ آتما رام کا دعویٰ تھا کہ وہ جاتو کو بہجان سکتا ہے لیکن جب حیات ہے تھا کہ وہ جاتو کو بہجان سکتا ہے لیکن جب حیات نہ سکا۔ حیاتو اس کے روبرد پیش کئے گئے تو وہ بہجان نہ سکا۔

مواہ آتما رام کباڑی اس بات کا اعتراف کرتا ہے کہ اس کی نظر کرور ہے۔ اس طرح ان حقائق سے بیہ بات ثابت ہوتی ہے کہ آتما رام سکھایا پڑھایا ہوا گواہ ہے استغاثہ کے یہی تمن مبانی تھے، اول عینی کواہ، دوم ملزم کو گرفتار کرنے یا کرانے والے، سوئم چاتو فروخت کرنے والا کماڑیا۔

ان بیانات کی انتہائی کمزوری ثابت کرنے کے ساتھ ہی استغاثہ کو قائداعظم محمعلی جناح نے اس امر محمعلی جناح نے اس امر محمعلی جناح نے اس امر پہنی جناح نے اس امر پہنی میر حاصل بحث کی کہ آگر غازی علم الدین شہید بینالیہ قاتل نہیں تھے تو اس کے کپڑوں پر انسانی خون کے دھے کسی طرح کے تھے انہوں نے ڈاکٹر کا یہ بیان پیش کیا

کہ مقتول کا خون فوار نے کس طرح نہیں اچھلا۔ جب بیہ حالت ہے تو بیان کردہ قاتل کے جسم پر دھے نہیں پڑ سکتے۔لیکن ڈاکٹر نے کہا کہ بیان کردہ قاتل کے کپڑے مقتول کی لاش سے چھو گئے ہوئے۔قائداعظم محم علی جناح جناح نے کہا کہ ڈاکٹر کی شہادت کا بیدھتہ بالکل لغو ہے اسے رائے دینے کا کوئی حق نہیں تھا۔

سیشن جے اس بات کوتنگیم کرتا ہے کہ ملزم کے کپڑے مقول کی لاش سے
چھوئے نہیں لیکن لکھتا ہے کہ ڈاکٹر کی رائے کے مطابق بیہ خون انسانی ہے۔ اس لئے
مقول کا خون ہے اور چھری سے ٹیک کر ملزم کے کپڑوں میں گرا ہے۔ قائداعظم محمد علی
جناح نے کہا کہ اس بات کا کوئی شوت نہیں کہ جس خون کے دھے ملزم کے کپڑوں پر
ہیں وہ واقعی مقول کا ہے۔ میرا دعویٰ ہے کہ بیہ خود ملزم کا خون ہے ملزم کا بیان ہے کہ
اسے گرفتار کرنے کے بعد ہندوؤں نے مارا پیٹا اور اس مار پیٹ سے اس کی انگی اور
ران پر زخم آئے۔

قائداعظم محرعلی جناح جناح نے ایک اہم بات ہے کہی ہے کہ پیشن جج نے مسلم اسیسروں کی رائے کے سلسلے میں خواہ مخواہ مندومسلم سوال بید اکیا، اس مقدے میں چار اسیسر ستے دومسلمان، دو غیرمسلم، مسلمان اسیسروں نے ملزم کو بے گناہ بتلایا۔ غیرمسلم اسیسروں نے جرم کا اثبات کیاسیشن جج نے لکھا ہے کہ مسلم اسیسروں کے فیصلے بالکل ایماندارانہ بیل، ان کے لئے بیضروری نہیں کہ وہ وجہ بتلا دیں کہ فلاح فیصلے پر یقین نہیں کیا جاسکتا، اس لئے ہوسکتا ہے کہ ان کے دل میں فرقہ وارانہ تعصب موجود ہو۔

قائداً عظم محد علی جناح نے اس پر بحث کرتے ہوئے فرمایا کہ مسلمان اسیروں کے متعلق کیوں نہیں کہا گیا۔ یہ امر اسیروں کے متعلق کیوں نہیں کہا گیا۔ یہ امر افسوسناک ہے کہ جج نے مسلمان اسیروں کے متعلق تعصب کا اظہار کیا۔ ملزم کے حق میں جوشہادت تھی سیشن نے اسے نا قابل قبول قرار دیا اور اس کے خلاف جوشہادت تھی اسے درست سمجھا۔

من زي الدين شهب دينيا

قائداعظم محمطی جناح کے اس بیان پرجسٹس براڈوے نے کہا کہ جج کوکو اختیار ہے کہ وہ جس شہادت کو جا ہے قبول کر لے جس کو جا ہے مستر د کر دے۔ قائداعظم محموعلی جناح نے کہا کہ بیاتھے ہے گر قبول و عدم قبول کرنے کے لئے دلیل بھی ہوئی جاہئے۔

قائداعظم محمعلی جناح کے مزید ولائل:-

غازی علم الدین شہید عمینیہ کو بے گناہ ثابت کرنے کے بعد قائداعظم محمد علی جناح نے مقدمہ کے دوسرے پہلو پر نظر ڈالی اور کہا کہ اگریہ مان لیا جائے کہ ملزم واقعی قاتل ہے تو بھی اس کی سزا پھانسی نہیں بلکہ عمر قید ہونی جا ہے۔ اس کے لئے قائد اعظم محم علی جناح نے ذیل کے الفاظ میں دلائل پیش کئے۔

ملزم کی عمراٹھارہ انیس سال کی ہے۔

راجیال نے ایک الی کتاب چھانی جسے عدالت عالیہ نے بھی -2 نفاق انكيز اورشر انكيز قرار ديا\_

ملزم نے مسی لغواور ذلیل خواہش ہے میدار تکاب نہیں کیا بلکہ ایک -3 كتاب ہے غيرت كھاكراييا كيا۔

قائداعظم محموعلی جناح نے عدالت عالیہ کے حضور درج ذیل بحث کی اور اپنا مدعا کھل کر بیان فرمایا آپ نے عدالت عالیہ ہے درخواست کی کہ وہ ملزم کو اس الزام ے بری کردے۔ قائداعظم محمطی جناح نے فرمایا:

> "سب سے بہلے میں اس بولیس آفیسر کی شہادت کی جانب عدالت عاليد كى توجه مبذول كراتا مول جس في بيان كيا ہے كه ہم ملزم سے بیاطلاع یاتے ہی کہ میں نے آتما رام کباڑی سے میر چری خریدی ہے فورا اس کی دوکان پر پہنچے پولیس نے بذات خود کوئی محقیق نہیں کی اور صرف ملزم کے بیان پر اکتفا کیا لیکن

دفعہ ۲۷ قانون شہادت کی رو ہے ملزم کا بیان عدالت میں بطور شہادت بیش نہیں ہوسکتا۔ میں جاہتا ہوں کہ جج صاحبان اس کا فیصلہ صادر کریں نے'

مسٹرجسٹس براڈوے نے کہا کہ شہادت کے قابل قبول یا ٹا قابل قبول ہونے کے سوال کا فیصلہ کرنا عدالت ماتحت کا کام ہے۔ آپ نے کہا کہ آپ اس نقطہ پر اب نہیں تو آخر میں فیصلہ کر سکتے ہیں۔

''ابغورطلب امریہ ہے کہ ملزم کواس مقدمہ میں ماخوذ کرنے کی کافی وجوہ موجود ہیں یا نہیں ۲ اپریل کو راجپال قبل کیا گیا لیکن سوال ہے ہے کہ جس نے راجپال کوتل کیا وہ کون تھا؟ استغاشہ کی شہادتوں میں دو عینی گواہوں کے بیانات ہیں۔ یہ دونوں گواہ کی کیدار ناتھ اور بھگت رام ہیں ان عینی گواہوں کے قابل اعتاد ہونے کو پر کھنے کے لئے میں فاضل جول کی توجہ اس امر کی جانب میڈول کرانا چاہتا ہوں کہ یہ دونوں گواہ راجپال کے ملازم جانب میڈول کرانا چاہتا ہوں کہ یہ دونوں گواہ راجپال کے ملازم جانب میڈول کرانا چاہتا ہوں کہ یہ دونوں گواہ راجپال کے ملازم جانب میڈول کرانا چاہتا ہوں کہ یہ دونوں گواہ راجپال کے ملازم بیانات کے اختلافات کود یکھا۔''

قائداعظم محمعلی جناح نے گواہ کیدار ناتھ کا بیان پڑھ کرسنایا اور کہا کہ بیخت تعجب کی بات ہے کہ اس بیان میں گواہ بھگت رام کا کہیں نام نہیں آیا حالانکہ وہ اس وقت دوکان پرموجود تھا۔ برخلاف اس کے گواہ بھگت رام کا کہنا ہے کہ اس نے ملزم کا تعاقب کیا اور کیدار ناتھ کے ساتھ مل کر ملزم پر کتابیں پھینکیں۔ جرح کے موقع پر بھی تعاقب کیا اور کیدار ناتھ کے ساتھ مل کر ملزم پر کتابیں پھینکیں۔ جرح کے موقع پر بھی کیدار ناتھ کے ساتھ کی ساتھ کی شاہد کی حیثیت سے کیدار ناتھ کو بھگت رام کا نام نہیں لیا حالانکہ ایک عینی شاہد کی حیثیت سے کیدار ناتھ کو بھگت رام کا نام سب سے پہلے لینا چاہئے تھا۔ یہ ایک نہایت ہی اہم نکتہ ہے اور عینی شہادت کا سب سے برا جرو ہے۔

کیدار ناتھ نے ارتکاب جرم کا جس قدر وقت بتلایا ہے طبی شہادت اس کی تردید کرتی ہے طبی شہادت سے ظاہر ہوتا ہے کہ گواہ کے بیان کردہ وقت سے دو چند وقت صرف ہوا۔ گواہ کا بیان ہے کہ جب طزم پکڑا گیا تواس نے کہا کہ میس نے کوئی چوری نہیں کی، ڈاکہ نہیں مارا، میس نے صرف اپنے بینجبر ہے بین کا بدلد لیا ہے۔ ایک لمحہ کے لئے ہم فرض کر لیتے ہیں کہ طزم بھا گنا چاہتا تھا اور اس کا تعاقب بھی کیا گیا لیکن کیا میکن ہے کہ کوئی شخص گرفتار ہوتے ہی فورا اس طرح اقبال جرم کر لے۔ یہ شہادت بھی پیش کی گئی ہے کہ وہ متواتر اقبال جرم کرتا رہا۔ پولیس کا ایسے موقع پر فرض تھا کہ وہ مجسٹریٹ کے روبرو طزم کے بیانات قلم بند کراتی لیکن ایسا نہیں کیا گیا۔ ہرا یک تجربہ کار بولیس آفیسر کے لئے ایسا کرنا ضروری تھا۔

لوگوں کا بیان ہے کہ ملزم نے راجیال کی دوکان پر آ کر بھی اقبال جرم کیا ایسا غیرممکن ہے دہاں بولیس موجود تھی۔ بیسب کہانی اس قدر غیر قدرتی ہے کہ اس پریفین نہیں کیا جاسکتا۔

یہ سب کہانی غلط ہے گواہ نے نہ صرف بھگت رام کا نام ہی ترک کر دیا ہے بلکہ وزیر چند کا نام بھی چھوڑ دیا ہے حالانکہ وزیر چند نے ملزم کا تعاقب کیا تھا۔ جرح پر گواہ نے کہا کہ میں وزیر چند کے نام کے کسی شخص کونہیں جانتا۔ میں اس شہادت پر بہی کہوں گا کہ اگر گواہ بچ بولتا تو وہ بھگت رام کا نام ضرور لیتا۔ اس کے علاوہ پولیس کے سامنے بھی وہ الفاظ بتاتا جواس نے بعد میں ملزم کی طرف منسوب کئے تھے۔
سامنے بھی وہ الفاظ بتاتا جواس نے بعد میں ملزم کی طرف منسوب کئے تھے۔
سامنے بھی وہ الفاظ بتاتا جواس نے بعد میں ملزم کی طرف منسوب کئے تھے۔
سامنے بھی ایس نیس کیا حمیا اس لئے یہ کہانی فرضی ہے۔

دیوان وزیر چند کی شہادت پڑھ کر ساتے ہوئے قائد اعظم محمطی جناح نے کہا کہ آیا فاضل جج صاحبان اس بات پر یقین کر سکتے ہیں کہ کیدار ناتھ وزیر چند کوئبیں جانتا تھا۔ اگر اسے نام نہیں آتا تو وہ کہہ سکتا تھا کہ کوئی آدمی وہاں موجود تھا۔ اس کے بعد کواہ بھکت رام بھی ایسی ہی کہانی سناتا ہے۔،اس کا بیان ہے کہ ملزم کی پیٹھ اس کی بعد کواہ بھکت رام بھی ایسی ہی کہانی سناتا ہے۔،اس کا بیان ہے کہ ملزم کی پیٹھ اس کی

طِرف تھی۔ ظاہر ہے کہ وہ اس کا چہرہ نہیں دیکھ سکا۔ ہرایک گواہ ان الفاظ کے متعلق جو ملزم نے کیے مختلف بیانات دیتا ہے۔ بھگت سنگھ نے کہا کہ ملزم نے کہا تھا! ''جتھکڑیاں میرے لئے سونے کے کڑے ہیں۔''

گواہ سچانند نے کم وہیش وہی الفاظ کے جوٹائک چند نے کے لیکن گواہ ودیا رتن جس کی نسبت کہا جاتا ہے کہ اس نے ملزم کو گرفتار کیا بالکل مختلف الفاظ بیان کرتا ہے۔ گواہ نے پہلے کہہ دیا ہے کہ وہ ملزم کے سیجے الفاظ بیان نہیں کر سکتا مگر اس کا شخص بتا سکتا ہے۔

میں صاف کہہ دینا چاہتاہوں کہ آتما رام کباڑی ایک سکھایا ہوا گواہ ہے۔
اسے ای روز معلوم ہو گیا تھا کہ راجیال مارا گیا ہے۔ پھر شناخت پریڈ ہوئی جس میں
تین مرتبہ گھومنے کے بعد اس نے ملزم کو شناخت کیا۔ گواس گواہ نے اپنے بیان میں کہا
کہ ملزم کی ناک کے قریب ایک نشان ہے کیا چھری پیچنے والا اس قدر باریک بین ہو
سکتا ہے کہ وہ اس بات کا بھی خیال رکھے کہ خریدار کی ناک کے پاس نشان بھی ہے۔
گواہ کا اپنا بیان ہے کہ ملزم کے کان میں دھا گہ پڑا ہوا تھا حالانکہ اس کی
بینائی بھی اچھی نہیں۔

اس گواہ کابیان ہے کہ میں فروخت کی ہوئی چھریوں کو پہچان سکتا ہوں لیکن بعدازاں اس نے غلط چھری کو شناخت کیا۔ چھریاں عدالت میں پیش کی گئیں۔ قائدا عظم محمطی جناح نے ٹوٹی ہوئی نوک دار چھری کی طرف جج صاحبان کو متوجہ کرتے ہوئے کہا کہ آپ خود ان چھریوں کو دیکھ کر بتلا ئیں کہ ان میں کیا تمیز ہوسکتی ہے کہ آتما رام بتلانے کے قابل ہوگیا کہ فلال چھری ہے۔ ملزم کا بیان ہے کہ میں نے آتمارام کی دوکان سے چھری نہیں خریدی۔

سب انسپلڑی شہادت ہے کہ ملزم کی شلوار اور تمیض پرخون کے نشانات تنے ، اور اس طرح ملزم کے جسم کے دیگر حصوں پر بھی معمولی نشانات تنے جس سے ظاہر ہوتا

عنی زی کم الدین شہید رہوئیڈ ہے کہ ملزم کو بھی ضریات آئیں۔

ملزم کا بیان ہے کہ میرے ساتھ تشدد کیا گیا تھا۔ استغاثہ نے کہیں بھی یقینی طور پر بیان نہیں کیا کہ ملزم کے کپڑوں پرخون کے جونشانات تھے وہ ای قبل کی وجہ ہے تھے۔ طبی شہادت سے کہ نشانات شاید مقتول کے نزد یک آنے ہے لگ گئے۔ بیدامر واضح ہے کہ بیمقتول کے خون کے نشانات ہیں اگر میری انگی زخمی ہو جائے تو اس کے اندر سے کافی خون نکل آتا ہے جس سے میرے کپڑوں پر بڑے بڑے بڑے نشانات لگ سکتے ہیں۔

میں کہرسکتا ہوں کہ فاضل جج نے فیصلے میں غلطی کی ہے۔ اُس نے کہا ہے کہ دو ہندواسیر ملزم کو مجرم بتاتے بیں لیکن دومسلمان اسیراسے بے قصور کھہراتے ہیں۔ اگر اس وقت ہندومسلم فرقوں میں کشیدگی تھی تو فاضل جج کا فرض تھا کہ وہ اپنی ذاتی رائے سے فیصلہ کرتا۔ اس کا کیا ثبوت ہے کہ ہندو اسیروں کی رائے فرقہ وارانہ نہ تھی۔ اس کے علاوہ فاضل جج نے شہادتوں سے بھی غلط نتیجہ مرتب کیا۔

آخر میں قائد اعظم محمطی جناح جناح نے کہا!

" ملزم نوجوان ہے۔ راجپال نے بدنام کتاب شائع کر کے مسلمانوں کے دلوں کو مجروح کیا تھا۔ اس لئے سزائے موت سخت سزائے ملزم پررحم کیا جائے۔"

قائداعظم کی ایبل نامنظور:-

لیج کے بعد عدالت نے سرکاری وکیل کا جواب سنے بغیر عاضرین کو باہر نکال دیا اور فیصلہ محفوظ رکھا۔ مرکاری وکیل کے جوابی دلائل کی ضرورت محسوس نہیں کی گئی۔ دیا اور فیصلہ محفوظ رکھا۔ مرکاری وکیل کے جوابی دلائل کی ضرورت محسوس نہیں کی گئی۔ انجل خارج کر دی محق جار ہے کے قریب عدالت نے فیصلہ سنایا اور انجل نامنظور کر دی۔ دی۔

## فيصله لا ہور ہائی کورٹ:-

تاریخ ساعت: ۱۵ جولا کی ۱۹۲۹ء

علم الدین ولد طالع مند قوم ترکھان ۔ عمر ۱۹/۱ سال ۔ سکنه محلّ سریا نواله اندرون شہر لا مور ۔ بتاریخ ۲ اپریل ۱۹۲۹ء کو راجپال کے قتل کا مرتکب ہوا ہے اور تعزیات ہند کی دفعہ ۲۰۰۳ کے تحت اُس کوسزائے موت دی گئی۔ اس نے سزائے موت کے خلاف اپیل کی جو ضابطہ فو جداری کی دفعہ ۲۰۰۷ کے تحت ہمارے سامنے موجود ہے۔ کے خلاف اپیل کی جو ضابطہ فو جداری کی دفعہ ۲۰۰۷ کے تحت ہمارے سامنے موجود ہے۔ مقتول ہندو کتب فروش تھا جس کی دکان ہپتال روڈ پر واقع ہے ۔ پھے عرصہ قبل اس نے ''رنگیلا رسول'' نامی کتاب لکھ کر مسلمانوں کے جذبات کو تھیں پہنچائی تھی۔ اس شمن میں تعزیزات ہندکی دفعہ ۱۹۲۷ ہے تحت اس پر مقدمہ چلا گیا۔ جس میں اس کو جنوری ۱۹۲۷ء میں سزا ہوئی۔

مئی ۱۹۲۷ء میں ہائیکورٹ نے اس کی سزا کو معاف کر دیا۔ ندکورہ پیفلٹ اشتعال انگیزتھا۔ جس سے مسلمانوں کے جذبات کو تھیں پینچی تھی۔ مسلمان اس وقت زیادہ مشتعل ہو گئے جب ہائیکورٹ نے اس کی سزا کو معاف کر دیا۔ ہائیکورٹ سے بری ہونے کے بعد اس پر دوقا تلانہ حملے کئے گئے۔ جس کے نتیجہ میں اس کی حفاظت کے لئے یولیس کا پہرہ بٹھا دیا گیا۔

حال ہی میں جب وہ ہردوار گیا تو اس کی غیر حاضری میں پولیس کا بہرہ اٹھالیا گیا تھا وہ ہردوار ہے ہم اپریل کو واپس آیا۔ اس کی واپسی کی اطلاع پولیس گارڈ کو ہوئی یا نہیں میدامر وضاحت طلب ہے جس کے بارے میں نہیں بتایا گیا۔ الا اپریل کو بوقت دو ہبجے دن اس پر قا تلانہ حملہ کیا گیا۔ اس کے قاتل نے مہلک ضربات لگا کر اس کی زندگی کوختم کر دیا جیسا کہ میڈیکل رپورٹ کی شہادت سے پتہ چاتا ہے کہ اس نے کی زندگی کوختم کر دیا جیسا کہ میڈیکل رپورٹ کی شہادت سے پتہ چاتا ہے کہ اس نے آٹھ مہلک زخم لگائے جس میں سے سات کے علاوہ ایک نہایت ہی گہرا زخم تھا۔

آٹھ مہلک زخم لگائے جس میں سے سات کے علاوہ ایک نہایت ہی گہرا زخم تھا۔

اس دوران مقول نے اپنے دفاع کی کوشش کی جس کے نتیجہ میں اس کے اس کے دفاع کی کوشش کی جس کے نتیجہ میں اس کے اس

عن زي الدن شهيد بينية كالمالان كال

ہاتھ پر جار زخم آئے۔اس کے سر پر ایک زخم لگا۔ جس سے داکیں طرف کی ہڑی ٹوٹ گئی۔ دوشد بدزخم باکیں ہڑی پر آئے اور ایک گہرا زخم اس کی چھاتی پر آیا۔ بدآخری زخم اس کے دل کے یار ہوگیا اور یہی زخم اس کی موت کا سبب بنا۔

ایل کنندہ نے آتمارام (گواہ نمبر ۸) ہے ۲ اپریل کی شیخ کوایک چاقو خریدا اورای روز دن دو بج وہ مقول کی دکان پر پہنچا اور مقول پر اس وقت تملہ کیا جب وہ برآ مدے کے باہر گدی پر بیشا ہوا خط لکھ رہا تھا۔ حملہ آور کو کیدار ناتھ (گواہ نمبر ۲) اور بھت رام (گواہ نمبر ۳) جو کہ مقول کے ملازم ہیں اور اس وقت وہاں موجود تھے، انھوں نے شہادت دی۔ اول الذکر برآ مدے کے اندر بیشا کام کر رہا تھا۔ جبکہ موخر الذکر برآ مدے کے اندر بیشا کام کر رہا تھا۔ جبکہ موخر الذکر برآ مدے کے اندر بیشا کام کر رہا تھا۔ انھوں نے شور مچایا۔ انہوں نے باہر سیرھی پر کھڑا ہوا کتابیں پھینکیں جس نے اپنا چاقو پھینکا اور بھا۔ انہوں نے درخواست گزار پر اپنی کتابیں پھینکیں جس نے اپنا چاقو پھینکا اور باہر سے باہر سے باہر سے ناکمہ چند (گواہ نمبر ۳) اور پر مانند (گواہ نمبر ۵) بھی اس کے تعاقب کرنے والوں بیل ناکمہ چند (گواہ نمبر ۳) اور پر مانند (گواہ نمبر ۵) بھی اس کے تعاقب کرنے والوں بیل شائل ہو گئے۔ درخواست گزار لکڑیوں کے ٹال کی طرف مڑا جس کا مالک ودیارتن اپنے دفتر کے دروازے بیل کنندہ کو دوبرے تعاقب کرنے والوں کی مدد سے بکڑ لیا۔

اس وقت البیل کنندہ نے بار بار اونچی آواز میں کہا نہ تو وہ چور ہے اور نہ ہی کوئی ڈاکو ہے بلکہ اس نے محمد مضابقی کا بدلہ لے لیا ہے۔ وہ لوگ غازی علم الدین شہید بیشنی کو کئی ڈاکو ہے بلکہ اس نے محمد مضابقی کا بدلہ لے لیا ہے۔ وہ لوگ غازی محافظ کیا گیا جو اس کو تفتیش کے لئے لے محلی ۔ کیدار ناتھ نے نہایت ہی مختصر رپورٹ کھائی اس نے اپنی اس رپورٹ میں غازی علم الدین شہید بیشنی کے اس اعلان کا ذکر نہیں کیا جو اس نے بکڑنے کے وقت کہا تھا اور نہ ہی اس نے بکڑنے کے وقت کہا تھا اور نہ ہی اس نے اپنے ساتھی ملازم کے نام کا ذکر کیا۔

ا مکلے روزعلم الدین کے بیان کی روشنی میں آئما رام کی دکان کا پند کیا گیا۔ ۹

عن زى كم الدين شهريد دينينيد

اپریل کو شناخت پریڈ ایک مجسٹریٹ کی سربراہی میں ہوئی جس میں آتما رام نے اس ۔ شخص کو پہچان لیا جس کے ہاتھ اس نے وہ جاقو بھیجا تھا جوراجپال کی دکان سے ملا۔ اس میں کوئی شکہ نہیں کی آتما رام نراک یہ دیموں نہ کر رہ ہے۔۔اقد

اس میں کوئی شک نہیں کہ آتما رام نے ایک ہی نمونے کے بہت سے جاتو ہنائے ہوں۔ لہٰذا اس کو دو جاتو دیئے گئے جس میں ایک اس نے پہچان لیا۔ اس نے اپنے بیان میں مزید بتایا کہ اس نے بیر جاتو میڈیکل سٹور سے نیلامی میں خریدے تھے۔

مسٹر جناح نے ان کی بتائی ہوئی کہانی پر بحث کرتے ہوئے دلیل دیتے ہوئے کہا کہ کیدار ناتھ مندرجہ ذیل وجوہات کی بناء پر قابل بھروسہ گواہ نہیں ہے کیونکہ

ا۔ وہ مقتول کا ملازم تھا اس لئے اس کا اس میں مفاد ہے۔

۲۔ اس نے ایف آئی آر میں پہیں بیان کیا

الف۔ کہ بھگت رام اس کے ساتھ تھا اور

ب۔ یہ کہ اپیل کنندہ نے بیہ کہاتھا کہ اس نے رسول میضیکی کا بدلہ لے لیا ہے جہاں
تک بھگت رام کا تعلق ہے وہ بھی مقتول کا ملازم تھا اور اس کا مفاد تھا اور
جہاں تک دوسروں کی شہادت کا تعلق ہے، وہ تفصیل میں ایک دوسرے سے
اختلاف کرتے ہیں۔

پولیس کی اس شہادت پر اعتراض کیا گیا جو اس نے آتما رام کے پتہ چلانے میں دی اور آتما رام نے پتہ چلانے میں دی اور آتما رام نے جاتو اور علم الدین کی شاخت کے بارے میں گواہی دی ہے۔ وہ بھی درست نہیں ہے اور قابل بھروسہ نہیں ہے۔

جہاں تک اس بیان کا تعلق ہے جو پولیس نے اپیل کنندہ سے آتما رام کا پنة معلوم کرنے کے بارے میں لیا ہے، وہ سمجھتا ہوں کہ غیر ضروری ہے اور اس کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ یہ کہ آتما رام کی دکان پرمختف نمونہ جات کے چاقو تھے اور اس کا وہ چاقو بہچانا جس سے مقتول پر حملہ کیا گیا۔ اس پر یفین نہیں کیا جاسکتا۔ اس کی یہ کہانی کہ اپیل کنندہ ۲ اپریل کی ضبح کو اس کی دکان پر آیا۔ چاقو خریدنے پر سودا بازی کی اور پھر

ایک روپیے میں خرید نے پر رضا مند ہوگیا اور پھر گواہ سے بیکہا کہ اس کی ایک طرف دھار لگا دو اور تب تک میں رقم لے کر آتا ہوں۔ علم الدین ایک گھنٹے کے بعد آیا ایک روپیے اوا کیا اور چاقو لے لیا۔ ان حالات میں بیمکن نہیں ہے کہ گواہ نے خریدار اور چاقو دونوں کی شاخت کر لی ہو۔ شاخت پریڈ ۹ اپریل کو شام ۵ بجے پولیس لائن میں مجسٹریٹ درجہ اول (گواہ نمبر ۱۲) کی سربر ای میں کرائی گئی جس نے شاخت پریڈ کو درست قرار دیا۔

درخواست گزارنے جواہر لال انسکٹر (گواہ نمبر۲) کے بارے میں عدالت میں یہ بیان دیا تھا کہ فدکورہ انسکٹر نے شاخت پر ٹیر ہے پہلے آتمارام کو مجھے (علم الدین) کو دیکھا یا تھا۔ کیا بیا ہم نہیں ہے کہ اس بارے میں انسکٹر جواہر لال سے کوئی سوال نہیں کیا گیا اور مجسٹریٹ کا بیہ کہنا کہ علم الدین نے آسے بیہ بات نہیں بتائی تھی درست نہیں ہے۔

درین حالات میرے خیال میں آتما رام کا بیان کوئی حیثیت نہیں رکھتا کیونکہ اس میں کوئی صدافت اور سچائی نہیں ہے۔ یہ درست ہے کہ کیدار ناتھ کا بیان مختصر ہے اور اس میں تفصیل کی کی ہے۔ اس کا بھگت رام کے نام کا ذکر نہ کرنا جو وہاں موجود تھا اس کا تعاقب کرنا اور پھر پکڑا جانا میرے نزدیک کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔

اس کا بی ذکر نہ کرنا کہ میں نے رسول بھے ہوئے کا بدلہ لے لیا ہے میٹریل ہوسکتا ہے کیا تھا تھا تھے دکر نہ کرنا کہ میں نے رسول بھے ہوئے کا بدلہ لے لیا ہے میٹریل ہوسکتا ہے کہ اس کے بارے میں بہت می شہادتیں دی جاسکتی ہیں کیونکہ ان الفاظ کا اضافہ اس وقت کیا گیا جب مقدمہ شروع ہو چکا تھا ، اس سے پہلے اس پوائٹ کا کوئی ذکر نہیں ہے۔

ودیارتن (محواہ نمبر ۲) کے بیان کے حوالہ کے بارے میں اتنا کہنا کافی ہے کہ میصرف مثال کے طور پر استعال کیا جاسکتا ہے۔ میشہادت بقینا کوئی مفاد نہیں رکھتی ماسوائے اس کے کہ میہ ہندو ہے اس نے اپیل کنندہ کو پکڑنے میں مدد دی۔ اس کوچیلنج

نہیں کیا گیا۔ وہ کہتا ہے جب ابیل کنندہ کو اس نے پکڑلیا تو اس نے کہا'' مجھے جانے دو، میں نے پچھ نہیں کیا۔ میں نے رسول مشاریقا کا بدلہ لے لیا ہے۔''

جبکہ جرح کے دوران وہ کہتا ہے کہ مجھے تھے الفاظ یادنہیں جو کہ ملزم نے استعال کئے تھے لیکن جو کھ بھی میں نے کہا ہے، وہ اپنے حافظہ کے بل پر کہا ہے۔ اس نے کہا ریکارڈ سے پند چاتا ہے کہ اس نے بیان پولیس کی جرح کے بعد دیا (جس کی ایک کا پی ملزم کے وکیل کو دی گئی) اور سیشن جج کے ایک نوٹ سے بھی پند چاتا ہے کہ درخواست گزار کے بارے میں بیربیان درست نہیں ہے۔

تمام شہادتیں اور واقعات اس امر کو تقویت پہنچاتی ہیں کہ راجیال کو''رنگیلا رسول''نامی کتاب لکھنے پرقتل کیا گیا۔ درخواست گزاراس کے لئے بالکل اجنبی تھا۔اس کے علاوہ اس کا اور کوئی مقصد نہیں تھا۔ میں اس لئے شہادت کے اس بیان کو درست ستلیم کرتا ہوں۔

پھر کیدار ناتھ اور بھگت رام کی بتائی ہوئی کہانی میں مجھےکوئی معقول وجہ نظر نہیں آتی ہے۔ انھوں نے حلیفہ بیان دیا ہے کہ انہوں نے حملہ آور راجیال کی دکان سے لکڑی کے نال تک تعاقب کیا ہے اور وہ ان کی نظروں میں ہے بھی اوجھل نہیں ہوا۔ اس بیان کی تقد بق نا تک چند پر ماچند نے کی ہے جبکہ وزیر چند (گواہ نمبر کے) نے بیان دیا ہے کہ اس نے ماسوائے علم الدین کے اور اس کے تعاقب کرنے والوں کے علاوہ نہیں و یکھا۔ اس لئے مقتول کے قاتل کو پہچائے پرشک کیا جاسکتا ہے۔ درخواست گزار کے کیڑوں پر پائے جانے والے خون کے نشانات کا حوالہ دیا جاسکتا ہے۔ لہذا مجھے اس میں کوئی معقول وجہ نظر نہیں آتی کہ محتر مسیشن جے یہ فرض کر لیس کہ یہ نشانات مقتول کے خون کے خون کے خون کے بیش کہ ہے۔ لین کہ یہ میشن کے یہ فرض کر لیس کہ یہ نشانات مقتول کے خون کے جس۔

میڈیکل رپورٹ سے بیہ ظاہر ہوتا ہے کہ راج پال نے اپنے بچاؤ کی کوشش کی ہے جس کی وجہ سے اسے چند ضربات بھی پہنچیں، لیکن ابیل کنندہ کے خلاف دی

#### 

ہوئی شہادت اس کے بالکل خلاف جاتی ہے اور نہ ہی اس کی وضاحت کی گئی ہے کہ جاتو کی نوک کہاں اور کیسے ٹوٹی تھی؟ جاتو کی ٹوٹی ہوئی نوک اور اس کا نہ ملنا بھی نا قابل یقین ہے۔

مجھے عزت مآب سیشن جج کی اس رائے سے اتفاق کرنے میں کوئی جھجک محسوں نہیں ہوتی کہ مجرم پر جرم ٹھونس دیا گیا ہے۔

آخر میں مسٹر جناح نے سزائے موت کی مخالفت کرتے ہوئے کہا کہ بیسزا اس لئے عاکد نہیں ہوتی کہ مجرم کی عمر انیس اور بیس سال کے قریب ہے اور پھر بیجی کہاس نے بیہ جرم اس لئے کیا ہے کہ اس کے ندہبی جذبات کوشیس پہنچائی گئی جس سے غصہ بیس آکر اس نے راجیال پرحملہ کیا۔

جیسا کہ مقدمہ امیر بنام کراؤن نمبر ۱۵۳ سال ۱۹۲۱ء میں محض ہے کہنا کہ قاتل کی عمر ۲۰/۱۹ سال ہے، یہ کوئی معقول وجہنیں ہے کہ قانون اس کو مناسب سزا دے۔ حقیقت ہے کہ علم الدین کی عمر ۲۰/۱۹ سال نہیں ہے۔ اس لئے بیکوئی معقول وجہنیں ہے کہ اس کو سزائے موت وی جائے۔ میرے نزدیک مسٹر جناح کی بیکوئی مناسب اور معقول وجو ہات نہیں ہیں کہ ایک ایسا شخص جس نے قصدا اس قتم کا گھناؤنا مناسب اور معقول وجو ہات نہیں ہیں کہ ایک ایسا شخص جس نے قصدا اس قتم کا گھناؤنا مناسب اور معقول وجو ہات نہیں کو خارج کرتا ہوں اور سزائے موت کی تو ثین کرتا ہوں۔

## لا ہور مائیکورٹ کے فیصلے کی تفصیل:

ريفرنس سائيڈ ـ مقدمه نمبر ۱۰۵ سال ۱۹۲۹ء

حواله مقدمه ہے کے ایم شبیب صاحب سیشن جج لا ہور

چھی حوالہ نمبر ۸۲۵ مورخہ ۲۹۔ ۲یس دفعہ ۱۳۵ ایکٹ پنجم ۱۸۹۸ء کے تخت ۔ دی گئگ ایمپرر بنام علم الدین ولد طالع مندعمر ۱۸ سال تر کھان آف لا ہور تخت ۔ دی گنگ ایمپرر بنام علم الدین ولد طالع مندعمر ۱۸ سال تر کھان آف لا ہور جرم قبل دفعہ ۳۰۱ تعزیزات ہند

سيشن جج كى عدالت بمقام لا بور برائط لا بور باك سبح ك ايم شيب

على الدين شهيد المسيد ا

سیشن بیج آن لا ہور مورخہ ۱۱، ۱۵، ۲۲ می ۱۹۲۹ء کوساعت چار اسیر کی مدد ہے گی گئی کہ علم الدین ولد طالع مند پر جرم قتل زیر دفعہ ۳۰ تعزیزات ہند راجپال کوقل کرنے پر مقدمہ چلایا گیا۔عدالت نے دیگر چار اسیر سے اتفاق کیا کہ قیدی پرقتل ثابت ہوتا ہے اور اس کومورخہ ۱۹۲۹ – ۲۲ کوسر اے موت کا تھم دیا۔ ہا سکورٹ نے بھی سزائے موت کو بحال رکھا۔

۔ آڈر آف دی ہائیکورٹ سزائے موت کی توثیق کی جاتی ہے۔

از ای ایل روبن صاحب

ڈپٹی رجسٹرار آف دی ہائیکورٹ نظام عدالت لا ہور ٹو دی سیشن جج لا ہور مور خد ۱۹ جولائی ۱۹۲۹ء لا ہور

> فوجداری اپیلیٹ مقدمہنمبر۵۹۲ آف ۱۹۲۹ئ علم الدین ولدطالع مند۔مجرم بنام

دی کراون....رسیانڈنٹ بُرم۔ دفعہ ۳۰۲ تعزیزات ہند کے تخت

جناب!

بحوالہ آپ کی چھٹی نمبر ۸۶۵ مور خہ ۲۹۔ ۲۔ ہم میں ہدایت جاری کرتا ہوں کہ سزائے موت جس قیدی کا اویر ذکر کیا گیا ہے اس کی توثیق عدالت کرتی ہے۔

۲۔ سزائے موت کے حکم نامہ کی توثیق منسلک ہے۔

سور فیصله کی تین کا پیاں جلد ارسال کی جائیں گی۔

سے متعلقہ جیل سپر نٹنڈنٹ کو کہا گیا ہے کہ وہ قیدی کوسزائے موت کے تھم ہے

. آگاه کرے۔

ڈسٹر کٹ اینڈسیشن جج کاریکارڈ واپس کیا جاتا ہے۔

دستخط ڈپٹی رجسٹرار

19-4-1949

### كيس پراخراجات:

طالع مندنے وکیل صفائی کی فیس کے علاوہ قائد اعظم محمعلی جناح جناح کی آمد لا ہور میں قیام اور واپس کے اخراجات بھی برداشت کئے۔اس ضمن میں مسلمانوں نے جو کمیٹی قائم کی تھی اس نے بھی طالع مندکو مالی امداد دی تھی۔کیس کی ساعت کے آغاز سے پریوی کوسل میں فیصلہ ہونے تک کے دوران اٹھارہ ہزار دوسورو پے خرچ ہوئے۔

بقول محمر عبدالله چنتائی مرحوم!

" الدین کے والد طالع مند نے اپنے پاس سے ساڑھے تین ہزار روپے خرچ کئے اس کے علاوہ دو ہزار روپے قرض لے کر اخراجات بورے کئے۔"

لندن کی پریوی کوسل میں اپیل دائر ہونے کے تین ماہ بعد بھی نتیجہ مایوی کے سوا کچھ نہ نکلا۔ ۱۵ اکتوبر کو پریوی کوسل میں بھی اپیل کو خارج کر دیا گیا اور اس کا فیصلہ ۵ نومبر ۱۹۲۹ء کو جاری کیا گیا۔

## بعدالت بمنهم بيلس:

سب سے زیادہ قابل احترام بادشاہت وزیراعظم ..... لارڈ چبرلین لارڈ صدر ..... لارڈ سائتھ برگ

#### عن زي الدين شهيد المنظفة المسيد المنظفة المنظمة المن

آ نریبل سرفرانس لینڈلے

آج بتاریخ ۱۵ اکتوبر کوپریوی کونسل کمیٹی جوڈیشنل کے روبرو ربورٹ ان الفاظ میں ساعت ہوئی۔ شاہ ایڈورڈ ہفتم کے حکم نامہ جاری شدہ ۱۸ اکتوبر ۱۹۲۹ء کے تحت علم الدین کی''رحم کی اپیل'' ساعت کی۔ اس کوسزائے موت لاہور ہا تیکورٹ نے کا جولائی ۱۹۲۹ء کو سائی تھی۔ ہا تیکورٹ نے سیشن جج لاہور کی سزائے موت کو بحال رکھا۔۔

اس لئے تمینی آف لارڈ اس مقدمہ کی ساعت کے لئے ہڑیجش کی جانب رجوع کرتی ہے کہ وہ اس ایل کے بارے میں اپنی رائے سے آگاہ کرہے۔ ہڑیجش نے اس رپورت پرغور کیا ہے اور وہ پریوی کونسل کو تھم جاری کرتی ہے کہ مزائے موت کے تھم پڑھل کیا جائے۔

للندا اس علم نامے کی اطلاع لا ہور ہائیکورٹ اور دیگر متعلقہ افراد کو بھی دی

جائے۔

وستخط

ایم۔ پی اے صینکی

غازى علم الدين شهيد عن الله كا فيل براظهار اطمينان:-

ہائی کورٹ کے فیصلے کوس کر غازی علم الدین شہید رحمتہ اللہ تعالی علیہ نے کہا!

دوشکر الحمد للہ! میں یہی چاہتا تھا بردلوں کی طرح قیدی بن کرجیل
میں گلنے سڑنے کے بجائے تختہ دار پر چڑھ کر رحمت للعالمین،
پیغیبر خدا، ہادی برحق ، رسالت مآب مطابط الراس حقیری جان کو
قربان کر دینا موجب صد ہزار ابدی سکون و راحت ہے، خدا
میری اس ادنی اور برخلوص قربانی کو قبول فرمائے۔''
میری اس ادنی اور برخلوص قربانی کو قبول فرمائے۔''
اس طرح پر یوی کونسل کے فیصلے پر غازی علم الدین یوں گویا ہوئے۔

## ہندواخبارات کی قائداعظم محم<sup>ع</sup>لی جناح پر تنقید:-

جب عدالت عالیہ نے غازی علم الدین شہید مجینیہ کیس میں سیشن کے فیصلہ کو برقرار رکھا اور غازی علم الدین شہید مجینیہ کی سزائے موت برقرار رکھی تو ہندو اخبارات نے قائداعظم محم علی جناح کے خلاف زیردست ہرزہ سرائی شروع کر دی۔ مشہور ہندو اخباروں نے اس مسئلہ پر متعدد بار ہرزہ سرائی کی۔ اس سلسلے میں دومشہور کالم کب شپ اور چلنت چھا ہے گئے۔ ان میں قائداعظم محم علی جناح کو بُری طرح رگیدا اور واضح طور پر تمسخراند انداز میں لکھا!

" قائداعظم محمعلی جناح کی قابلیت بھی علم الدین کوموت کے منہ سے نہ چیٹراسکی۔ قائداعظم محمعلی جناح کو ایبا کمزور مقدمہ قطع الینا ہی نہیں جائے تھا کیونکہ ہندوؤں کو ان کے خلاف ناواجب شکایات پیدا ہوگئی ہیں۔''

#### جوانی اخباری حمله:-

اس ہرزہ سرائی کے جواب میں ۲۶ جولائی ۱۹۲۹ء کو روز نامہ جمیت دہلی نے دہار کے جواب میں ۲۴ جولائی ۱۹۲۹ء کو روز نامہ جمیت دہلی نے دہمیت دہلی مسٹر جناح کی باطل شکن تقریر' کے عنوان سے ایک مضمون چھا یا اور قائد اعظم محمد علی جناح کوان الفاظ سے اخراج محسین پیش کیا!

''لا ہور ہائی کورٹ سے بھی علم الدین کی ایل کا فیصلہ صادر ہو گیا اور بھانسی کا جو تھم سیشن عدالت سے ہوا تھا وہی بحال رہا۔

قائدا عظم محمطی جناح کی مدل اور مؤثر تقریر کو پڑھنے کے بعدای کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ ان کے دلائل کس قدر وزنی تھے اور انہوں نے ماتحت عدالتوں کی شہادتوں میں جن نقائص کا ذکر کیا تھا ان سے مقدمہ کس درجہ کمزور ہوگیا تھا مگر ہائی کورٹ کے ججوں نے خدا معلوم کن وجوہ کی بناء پر ان دلائل کو قابل اعتناء نہیں سمجھا،ای وقت ہائی کورٹ کا فیصلہ موجود نہیں ہے۔ اس لئے ہم اس برمفصل تقید نہیں کریں گے۔ جب تک ہمارے سامنے اصل اس پرمفصل تقید نہیں کریں گے۔ جب تک ہمارے سامنے اصل فیصلہ کے دلائل نہ آجائیں ہم بینیں سمجھتے کہ قائداعظم محمطی جناح فیصلہ کے دلائل نہ آجائیں ہم بینیں سمجھتے کہ قائداعظم محمطی جناح کی تقریر کے بعد بھانی کی سزاکس طرح بحال رہ علی تھی ؟''

اس سارے قصے کا جیران کن بہلو بیرتھا کہ ہندو جرائد ورسائل نے غازی علم الدین شہید میں۔ بعض اخبارات ورسائل الدین شہید میں۔ بعض اخبارات ورسائل الدین شہید میں۔ بعض اخبارات ورسائل اپنے خاص صفحات ان لطیفوں کے حوالے کر دیتے تھے کہ علم الدین اب اپنے فعل پر (معاذ اللہ) بچھتارہا ہے اور ہروقت افسوس کرتارہتا ہے۔

غازى علم الدين شهيد عين كي كيفيت: -ينازي علم الدين شهيد عينالله كي كيفيت: -

ہندواخبارات ورسائل کی ان بے بنیاد باتوں کے جواب میں وقار اللہ عثانی نے ہا!

فسستبرکوروز نامہ انقلاب میں ابنا ایک مضمون تحریر کیا جس میں وقار اللہ عثانی نے کہا!

"میں کل شام تین بجے سنٹرل جیل لا ہور میں غازی علم الدین شہید مین شام تین ہے سنٹرل جیل الا ہور میں اور اُن کی صحت شہید مین اور اُن کی صحت قابل رشک ہے۔ میری اُن سے ملاقات قریباً بیس سے پجیس فابل رشک ہے۔ میری اُن سے ملاقات قریباً بیس سے پجیس منٹ تک جاری رہی۔ میں نے بھی بھانی کے مجرم کواس قدر اطمینانی کیفیت میں نہیں دیکھی۔''



باب17:

## ميانوالي جيل ميں

ہائی کورٹ کے اس فیصلہ کے بعد ہندومسلم کشیدگی میں بے پناہ اضافہ ہوگیا اور ہر وقت اس بات کا خدشہ موجود رہنے لگا کہ کہیں فسادات نہ پھوٹ پڑیں۔ اس بات کے پیش نظر حکومت نے یہ فیصلہ کیا کہ غازی علم الدین شہید میشائی کوسنٹرل جیل الم ہور سے میا نوالی جیل نتقل کر دیا جائے۔ لہذا یہ سارا کام راز داری کے ساتھ ۱۳ اکتوبر الم مور سے میا نوالی جیل نتقل کر دیا جائے۔ لہذا یہ سارا کام راز داری کے ساتھ ۱۳ اکتوبر 19۲۹ء کی رات ساڑھے نو بجے ہواور انہیں بس پر بٹھا کر گوجرانوالہ پہنچا دیا گیا جہال سے ساڑھے بارہ بے رات ریل گاڑی پر میا نوالی روانہ کیا گیا۔

غازی علم الدین شہید عمینیا کو ریل کے فسٹ کلاس ڈیے میں محصور کیا گیا۔ آپ عمینیا کے ہمراہ جارہا ہی اور دوسار جنٹ اور ایک جھوٹا کپتان تھا۔ میا نوالی گاڑی بروز جعہ اڑھائی ہج کینچی اور وہاں سے پولیس بعجلت غازی علم الدین شہید عمینیا کو میا نوالی ڈسٹرکٹ جیل میں لے گئی۔ '

همروالے میانوالی جیل میں:-

طالع مندکوسی ذریعہ ہے اطلاع ملی کہ اس کے بیٹے کو اب میانوالی جیل منتقل کر دیا حمیا ہے تو انہوں نے اس بات کی تقدیق کی۔ جب اُن کو پہۃ لگا کہ واقعی اُن کے بیٹے کو میانوالی جیل نتقل کر دیا حمیا ہے تو وہ بھی گھر والوں اور دوسرے عزیز و اقارب کے ہمراہ میانوالی جیل پہنچے۔ میانوالی بیں وہ اہل خانہ کے ہمراہ داروغہ جیل میاں اکبر کے گھر مقیم رہے۔

## عَن زَى الدِن تَهِيد اللهِ المُلْمُ المَا المُلْمُ اللهِ اللهِ الل

غازی علم الدین شہید عمینیا کی والدہ جب جیل میں ملاقات کے لئے گئیں تو اس وفت ان کی آنکھوں سے لگا تار آنسو بہہر ہے تھے۔

غازی علم الدین شہید عمین اس بات پر شدیدافسوں کا اظہار کیا اور واضح الفاظ میں کہا!

''جس نے مجھے رو کر ملنا ہے وہ مجھ سے قطعی طور پر نہ ملے''

#### مختلف لوگول سے ملاقاتیں:-

میانوالی جیل میں منتقلی کے بعد کئی لوگ غازی علم الدین شہید عبینیے ہے ملنے میانوالی جاتے رہے جن میں کئی مشہور شخصیات بھی شامل تھیں۔

۳۰ اکتوبر ۱۹۲۹ء کو رونما ہونے والے چندواقعات کا اعادہ کیا جاتا ہے تا کہ اندازہ ہو سکے کہ غازی علم الدین شہید عمیلند کا جیل میں کیا حال تھا؟

مشهور شاعر عشق لهر کی ملا قات:-

پنجابی کے مشہور شاعر عشق لہر نے میانوالی جاکر غازی علم الدین شہید عمر شاری علم الدین شہید عمر شاری کے مشہور شاح عشق الدین شہید عمر شاری کے علم الدین شہید عمر شاری کے عالم میں تھے۔ انہوں نے ان سے اپنے حسب حال اشعار سنانے کی خواہش ظاہر کی تو عشق لہرنے فرمایا!

" الدين تم نے اپنی روتی والدہ کو صاف الفاظ میں کہہ دیا تھا کہ جس نے مجھے رو کر ملنا ہے وہ میرے پاس نہ آئے اور اب اگر میرے اشعار سنانے کے دوران میرے آنسونکل آئے اور میں اسپے آپ پر قابو نہ رکھ سکا تو تم مجھ ہے بھی ناراض ہو جاؤگے۔ "
جس پر غازی علم الدین یوں ہولے!

"حوصله رحيس، ميرا دل مطمئن ہے يفين كرو جو چھ ميں د مكھ رہا

ہوں اگر بخدا! تم بھی دیکھوتو تم بھی ممگین نہ ہو۔'' غازی علم الدین نے بچھ تو قف کے بعد پھر کہا! ''مجھے حسب حال بچھ اشعار آپ سے سننے ہیں اور میری آپ سے التجاہے کہ بخل سے کام نہ لیں۔''

ے انتجاہے کہ ہیں سے کام نہ ہیں۔،، اس پراستاد عشق لہرنے فرمایا!

'' سناؤل گا اور ضرور سناؤل گا۔ مگر میں آج کے دن پہلے سچھ آپ سے سننا جا ہتا ہوں۔''

غازى علم الدين شهيد عين كاعشق:-

استاد عشق اہر کی اس فرمائش پر غازی علم الدین شہید عمید عمید نے فاری کے اشعار ذیل بڑے ہی سوز عشق کے انداز میں سنائے۔

من عاشق سرستم از داد میندیشم پروان جان بازم از ناز میندیشم چول طالب دیدارم از غیار چه دارم چول عاشق گزارم از خار میندیشم باد دست چومشغولم دشمن چه کند برمن چول سنخ بدست آمد از مار میندیشم من دار باکش را چول تخت شهی دانم میندیشم طاح وجم عاشق از دار میندیشم طاح وجم عاشق از دار میندیشم

بعد میں حضرت غازی علم الدین شہید میشد سنے انہیں ان اشعار کا اردوتر جمہ

تجفى سنايا!

کب عاشق مرمست ہوں، میں وار سے ڈرتانہیں جائز پروانہ جو ہول، میں نار نے ڈرتانہیں

میں طالب دیدار ہوں، اس کا نہیں عم مجھے جب عاشق گلزار ہوں میں، خار سے ڈرتا تہیں مشغول ہوں میں دوست سے متمن کا اندیشہ نہیں طاصل خزانہ ہو گیا، میں مار سے ڈرتا تہیں کھائسی کا بتحفہ واسطے میرے ہے، اک تخت شہی و ہاں عشق میں طاح ہوں میں دار سے ڈرتا نہیں

ان اشعار کومن کر استادعشق لہر جذب ومستی کے عجب خمار میں ڈوب گئے اور

پھر دریافت کیا!

"اے فخر دین وملت! اے پروانهٔ شمع رسالت! آپ کی کوئی آ جُرِي خُوا ہُش ہو؟''

غازى علم الدين شهيد عينية في كها!

"میرے دل میں صرف یمی ایک تمنا ہے کہ بیہ نایا سیرار رضته حیات کہیں جلد از جلد ٹوٹ جائے تا کہ مضطرب روح جسد خاکی ہے رہائی یا کراینے خالق حقیقی سے جا ملے۔''

استادعشق لهر كا اظهار عقيدت: -

بعدازاں غازی علم الدین شہیر عبید عبید کے مسلسل اصرار پر استادعشق لہرنے ذیل کے پنجابی اشعار اینے مخصوں کہیج میں سنائے!

علم الدين! محمد منظ المعالم الله عنام الول ميال جان جواني نوب واريائي آفرین غازی! تیرے حوصلے دا مارا راجیال مجنت نول ماریائی جیبرا چکیا بوجھ محسبتال دا، پڑھکے دار تے سرول اتاریائی بیرا ڈوب کے نبی مضائے ہے۔ دشمناں داہلم الدین توں کل نوں تاریا کی بقول پیرغلام دستنگیر نامی!

## 

''دعشق لہر کا حقائق بر مبنی کلام سن کر غازی علم الدین بہت خوش ہوئے ان کا چہرہ اور بھی شگفتہ ہوگیا اور طبیعت بے حد ہشاش بیتاش ہوگئی۔''

#### غازى الدين شهيد عن عن ورائلي:-عازى الدين شهيد جنة الله

اور پھرغازی علم الدین شہیر ٹرینائڈ نے ذیل کے اشعار متانہ کہیج میں استاد عشق لہرکو سنائے جوالک تاریخی حیثیت کے حامل ہیں۔

دن ہفتے را میں قربان جاوال اللہ بخش کی ایہہ مراد مینول فتم رب دی بندہ نہ نال کوئی، مدد دتی کی اللہ جلال مینول مختر ماریا سی تعکم رب دے نال ایہو دل دے وچہ مراد مینول علم الدین ڈرنا موت تھیں نہیں جھنڈے نبی دے نال بیار مینول

#### پیرسیال شریف کی ملا قات: -

میانوالی جیل میں منتقل کے چند یوم کے بعد سیال شریف کے سجادہ نشین نے ہمی غازی علم الدین شہید مینیات کے پیر صاحب نے جب غازی علم الدین شہید مینیات کے چہرہ مبارک پر نگاہ ڈالی تو ایک عجیب جلال و جمال اس کے چہرے پر موجود پایا اور بے حدمرعوب ہوئے اور کوئی خاص بات ہونے کے باعث منہ چہرے پر موجود پایا اور بے حدمرعوب ہوئے اور کوئی خاص بات ہونے کے باعث منہ سے کوئی بات نہ نکال سکے تھم رئی انہوں نے سورہ یوسف کی تلاوت شروع کر دی چونکہ پیر صاحب ایک ایجھے قاری اور حافظ تھے لیکن وہ اپنے اندرسورہ یوسف پڑھنے کا یارانہ پاتے تھے اور وفور جذبات سے ان کی آواز بار بار رک جاتی تھی ۔ اس پر غازی علم الدین شہید مینیات نے حوصلہ بڑھاتے ہوئے کہا!

دوبهم الله شریف بڑھ کرایک دفعہ پھرسے شروع کریں۔'' پیرصاحب نے دوبارہ تلاوت کا آغاز کیالیکن اس دفعہ بھی روانی نہ آسکی

اکثر گلوگیر ہوکر رک جاتے اور کسی اور عالم میں پہنچ جاتے گو غازی علم الدین قرآن یاک نہیں پڑھے ہوئے تھے اور انہیں سورہ یوسف ہرگز نہ آتی تھی لیکن وہ پیرصاحب کو صحیح لقمے دیتے رہے اور سورہ یوسف پڑھنے میں پوری پوری مددی۔

پیرصاحب ملاقات کر کے باہر آئے تو فرطِ جیرت سے ان کی زبان گنگ تھی انہوں نے صرف اتنا فرمایا!

> ''میں علم الدین کے لبادے میں کوئی اور جستی پاتا ہوں، کون کہتا ہے کہ غازی علم الدین ان پڑھ اور جاہل ہیں، انہیں علم لدنی حاصل ہے اور وہ کا سُنات کے اسرار ورموز سے واقف ہیں۔''

دوست شیدے سے ملا قات:-

شہادت سے دو روز قبل غازی علم الدین شہید عمید التی تالیہ سے ملاقات کے لئے ان کا دوست شیدا میانوالی گیا بوقت ملاقات آپ بردی گرم جوثی سے شیدے سے ملے اور صاف الفاظ میں کہا!

''دوست! راجپال کا قاتل میں ہوں۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ میں نے موت سے ڈر کر عدالت میں ارتکاب فعل سے انکار کیا ہے یہ مراسر غلط ہے۔ مسلمان کا عقیدہ ہے کہ حیات دنیا مستعار ہے اور ہم سئب کو ایک نہ ایک دن اس دار فانی سے گزرنا ہے۔ پھر میں کیونکر موت سے ڈر سکتا تھا۔ عدالت میں میرے جو بیانات ہوئے وہ میں نے اپنے ہزرگوں کے کہنے کے مطابق بادل ناخواستہ دیے ہیں۔ میرے نزدیک عشق رسول اللہ بادل ناخواستہ دیے ہیں۔ میرے نزدیک عشق رسول اللہ سے کھوئی کے موا بات کے موت پر عملین ہونا تو در کنار میرے لئے بیاخبر کہ ہوت کی کونسل میں میری ایبل نامنظور ہو گئی ہے انتہائی سرت کا ربوی کونسل میں میری ایبل نامنظور ہو گئی ہے انتہائی سرت کا

موجب ہے اور میں خوش ہوں کہ مشیت اللی نے اس زمانہ میں جالیس کروڑ مسلمانوں میں سے جھے اس سعادت کے لئے منتخب کیا۔ تمام مسلمانوں کو میرابیہ پیغام دینا کہ وہ میرے جنازہ پر آنسو نہ بہائیں۔''

ہے جس کی خلوتوں کا سہارا غم رسول وہ گوشئہ لحد میں بھی تنہا نہیں ہوا کرتا غازی علم الدین شہبید عبید عبید کی وصیت:۔

غازی علم الدین شہیر ٹریٹائڈ نے ان دنوں اپنے عزیز وا قارب کومیا نوالی جیل میں ذیل کی دصیت کی!

''میرے پاس جو بھی میراعزیز ورشتہ دارآئے، وہ بھے روتا ہوا نہ لیے بلکہ دہ صبر وقتل کا مظاہرہ کرتا ہوا ہے۔ میری سزائے موت پر عمل درآ مد کے بعد بھے عسل اور کفن یہیں سے ہی دیا جائے اور میری نماز جنازہ بھی یہیں سے پڑھائی جائے تا کہ میانوالی کے مسلمان بھی اس سے فائدہ اٹھائیں۔ لاہور نعش لے جانے کے بعد وہاں بھی عسل دیا جائے۔،اگر ہو سکے تو وہ چار پائی استعال میں لائی جائے جس پر حضرت مولانا مولوی خلیفہ تاج الدین میں لائی جائے جس پر حضرت مولانا مولوی خلیفہ تاج الدین محمتہ اللہ تعالی علیہ بانی قدی اسلامی درس گاہ دارالعلوم انجمن نعمانیہ اندرون فیکسائی گیٹ لاہور کی نعش لے جائی گئی تھی اسے ضرور مہیا کرلیا جائے۔میانوالی سے لاہور تک جس گاڑی میں بھی ضرور مہیا کرلیا جائے۔میانوالی سے لاہور تک جس گاڑی میں بھی میری نعش لے جائی جائے اور وہ گاڑی جس وقت جس آمیشن پر میری نعش لے جائی جائے اور وہ گاڑی جس وقت جس آمیشن پر میری دیاں بلند آواز سے کلمہ طیب کا ورد کیا جائے۔ میرا جنازہ چوبرجی عیدگاہ گراؤنڈ میں رکھا جائے اور وہیں المیان لاہور ک

مسلمان میری نماز جنازہ پڑھیں اور میرے حق میں دُعائے خیر کریں۔ میری قبر کے چاروں کونوں میں گلاب کے چار گلے لگائے جا کیں۔ قبرنگی رکھی جائے تاکہ اس پر بارانِ رحمت کی بوندیں میکتی رہیں۔ مجھے صندوق میں بند کر کے قبر میں نہ رکھا جائے مجھے بطریق سنت رسول اللہ میری قبرکو پختہ نہ بنایا جائے میری قبرکو پختہ نہ بنایا جائے۔ اس کی حفاظت کے لئے اس کے گردا کھڑا بنایا جائے اور قبر کے گردکٹہرا میرے والد اپنے ہاتھ سے تیار کر کے واکٹ کیا کہ اور قبر کے گردکٹہرا میرے والد اپنے ہاتھ سے تیار کر کے لگا کئیں۔'

#### سپرنٹنڈ نٹ جیل کوتحریری وصیت:-

جب غازی علم الدین شہید میشد کی آخری ملاقات ہوئی اُس کے بعد غازی علم الدین شہید میشد نے جیل سر بنٹڈ نٹ کو بلایا اور اس کو مندرجہ فریل وصت کھوائی تاکہ بعداز شہادت اس پرعمل ہو سکے اور اس وسیت کو پڑھ کرتیلی کرنے کے بعد انہوں نے اسے بذریعہ کمشزا ہے والد طالع مند تک پہنچایا وصیت کے مطابق!

''میرے تمام عزیز واقارب کو تاکید کر دی جائے کہ میرے بھائی گل جانے کے بعد ان کے گناہ بخشے نہیں جائیں گل جانے کے بعد ان کے گناہ بخشے نہیں جائیں گے بلکہ ہرایک کوروز آخرت اپنے عمل کا جواب دینا ہوگا اور اپنے عمل سے ہی وہ دوز خ سے چھٹکارا پائے گا۔ نماز قائم کریں اور احکام شرعیہ کی فوہ دوز خ سے چھٹکارا پائے گا۔ نماز قائم کریں اور احکام شرعیہ کی فوہ دون نے جب بھی کوئی مصیبت نازل ہو تو آغاز کے بعد غلام مجمداتم پر جب بھی کوئی مصیبت نازل ہو تو آغاز کے بعد یامزمل کا وردضرور کریں۔

مزار کی تیاری کے بارے میں لکھوایا کہ میری قبر کا فرش دوفٹ اونیچا اور تین فٹ مربع ہو۔ میری قبر کا کٹہرا جو سارے تھڑے کا

احاطہ کئے ہوئے ہو، سوا دو فٹ اونجا ہو۔ تمام سنگ مرمر کا بنایا جائے۔ ایک جانب سے ۲۱۰۲ یا ۳۱۰۲ فٹ کی جگہ پھی رکھی جائے۔ یہ جنگلہ لکڑی کا میرے والد بزرگوار اینے ہاتھ نے بنا کر لگائیں۔ قبر اندر سے بچی رکھی جائے۔ مجھے صندوق میں دنن كرنے كى ضرورت نہيں ہے۔ نيچ صرف ريت بچھائى جائے۔ میرے خاندان میں ہے جو آ دمی بھی وفات یائے۔ اُس کی قبر میرے دائیں ہاتھ بنائی جائے۔ بڑے تھڑے کے جاروں کونوں یر گلاب کے بودے لگائے جائیں۔ باہر کی طرف دو کوٹھڑیاں بنائی جائیں اور کنواں بھی تغمیر کیا جائے اور مسجد وہاں بنائی جائے اور اس کا فرش میری قبر کے فرش سے کسی حالت میں کم نہ ہو۔ جب مجھے دفن کر دیا جائے تو وورکعت نفل نمازشکراندادا کریں اور و و فغل میری مغفرت کے واسطے ادا کئے جائیں۔ میری لاش کے ہمراہ دنگا وفساد نہ کیا جائے اور امن وامان کی تلقین کی جائے میری • نغش کے ہمراہ ذکر الی کا ورد رکھا جائے اور اس دوران کوئی بھی اینے سرے گری نداتارے۔

میری جو مین عدالت میں پڑی ہوئی ہے وہ میرے ماموں سرائ دین کو دی جائے اور میری شلوار بھائی محمد دین کو دی جائے۔
یہاں جیل میں جو میرے کیڑے ہیں ان میں سے میری گڑی میرے تایا تورالدین کو اور کرتی میرے تایا کو دی جائے اور تمیش جھوٹے تایا تورالدین کو اور کرتی جمنڈو برادر بھے کو دی جائے اور بھائیوں کو السلام علیم کہا جائے۔''

# عن زي الدين شهيد بينية

## کیفیت خوشی وسرشاری:-

الم اکتوبر ۱۹۲۹ء کا دن جو پھانی پانے والے غازی علم الدین شہید جونات جونات کی زندگی کا آخری لمحہ تھا۔ بیدوہ لمحہ تھا جب اس قید خانے سے باہر کی دنیا کا رابطہ بالکل کٹ جاتا ہے اور تختہ وار پر چڑھنے تک صرف اور صرف اینے رب کے سوابندہ ہرایک سے بیاز ہوجاتا ہے۔

غازی علم الدین شہیر میں ہے۔ ورثاء کو جیل میں بلایا گیا اور انہیں پانچ دستوں میں تشکیل دیا گیا ہر دستہ چودہ افراد پر مشمل تھا۔

#### والدطالع مندكي ملاقات:-

الله تعالی عزوجل نے تیرا بیا گناہ معاف کر دیا ہے اور تخفے اس معالم میں گھرانے کی ضرورت نہیں ہے۔،، اس بناء پر میں آج معالم میں گھرانے کی ضرورت نہیں ہے۔،، اس بناء پر میں آج ہے حد خوش ہوں اور الله تعالی عزوجل کا بار بارشکرادا کرتا ہوں۔'

غازی علم الدین شہید مین اللہ نے اپنے تمام عزیز واقارب کو اپنے ہاتھ سے تھوڑا تھوڑا پانی بھی پلایا اور اپنے والد طالع مند سے التجاکی کہ وہ خوب سیر ہوکر پانی پی لیس جب وہ پانی بی کرسیر ہو بچے تو غازی علم الدین شہید مین شہید مین نے ان سے دریافت کیا کہ کیا اس پانی سے ان کے دل کو تسکین اور شھنڈک بھی ہوئی ہے؟ اس پر انہوں نے اس بات کی تقید ایق کی تو غازی علم الدین شہید مین شہید مین شہید مین اللہ بین شہید مین شہید مین شہید مین شہید مین شہید مین سے کہا!

"الله تعالی عزوجل کی قسم! میرا کلیجہ بھی ایبا ہی سرد اور پُرتسکین ہے۔ میرے بعد آپ میں سے جو بھی مجھ پر روئے گا وہ میرا دمن ہوگا۔"

#### والده كي ملاقات:-

دوسرے دستے کی قیادت غازی علم الدین شہید عمیلیے کی والدہ محتر مہ کر رہی تھیں۔اس دستے میں صرف عورتیں ہی عورتیں تھیں۔

غازی علم الدین شہید عین اللہ اللہ عین اللہ علیہ عین اللہ وہ سے فہمائش کی کہ مجھے اپنالبادہ بخش دیں تاکہ میں تیرتے ہوئے آنسود کھے بخش دیں تاکہ میں تیرتے ہوئے آنسود کھے کرآپ عمل میں تیرتے ہوئے آنسود کھے کرآپ عملیہ نے انہیں حوصلہ دیتے ہوئے کہا

"مال تو تو خوش نصیب عورت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کھے مجھ جیسا خوش قسمت بیٹا دیا ہے اور تیرے لئے تو یہ خوش کا موقع ہے کہ تیرے لئے تو یہ خوش کا موقع ہے کہ تیرے بیٹے کو ایسی موت نصیب ہورہی ہے جس کی آرزو ہر مسلمان کرتا ہے یہ تو اللہ تعالیٰ عزوجل کی خاص عنایت ہے۔''

#### من زي الدين شهب دينينية كالدين شهب دينينية

#### بھائی محمد دین کی ملاقات:-

تیسرا دستہ غازی علم الدین شہید مُرِینیٹی کے بڑے بھائی میاں محمد دین کے ساتھ آپ مِینیٹی تک بہنچا تو آپ مِینیٹی پہلے کی طرح کھڑے ہو گئے۔ سب عزیروں ساتھ آپ مِینائیڈ پہلے کی طرح کھڑے ہو گئے۔ سب عزیروں سے اُن کی خیریت دریافت کی اور بڑے بھائی سے میٹھی میٹھی باتیں کرتے رہے۔ پھر اینے بھائی کواپنی منگیتر فاطمہ نی نی کے متعلق وصیت فرمائی!

''اسے ہرممکن طریقے سے خوش رکھنے کی ہمیشہ کوشش کرتے رہنا اور اس کی شادی میں ایک بھائی کی حیثیت سے شامل ہو کرتمام حقوق ادا کرنا۔''

## ہمشیرہ معراج بیگم کی ملا قات:-

چوتھے دستے کی قیادت غازی علم الدین شہید میں ہمشیرہ معراج بیگم نے کی اُن کے ساتھ بھی صرف عور تیں تھیں۔ آپ میں ہے ان کا پُر تیاک خیر مقدم کیا۔ پھر سب سے فردا فردا مخاطب ہوئے۔ اس کے بعد بہن کے ساتھ محبت بھری باتیں کیں اور فرمایا!

> ''میری بہن! تو بہت خوش نصیب ہے آج کے بعد تو ہمشیرہ شہید رسالت منظر کی آئے نام سے جانی جائے گی۔ کسی بہن کے ار مانوں کی دنیا قید حروف میں نہیں آسکتی۔''

#### · عزیز وا قارب کی ملا قات: -

پانچواں اور آخری دستہ ملاقات کے لئے حاضر ہوا اس میں غازی علم الدین شہید محید اللہ میں غازی علم الدین شہید محید اللہ کے دور ونزدیک کے رشتے دار شامل تھے۔ آپ محید اللہ کے ان سب کا برئی گرم جوثی سے استقبال کیا۔ دوستی کے لہجے میں ان سے گفتگو ہوئی۔ ماضی کی یادیں تازہ

كيں اور آخر ميں آپ مِناللة نے اُن سے كہا!

'' ومنتی طاہر الدین اور ان کے ملنے والوں کومیرا سلام دے دینا۔'' خصی

اور بوں دو بے اس آخری ملاقات کا وقت ختم ہوا۔

عاشق رسول الله بین کونفری کی طرف لوٹ گیا اور اس وفت کا انتظار کرنے لگا اور اس وفت کا انتظار کرنے لگا کہ کب وہ گھڑی آئے جب اسے وصال اللی اور قرب و دیدار رسول الله بینے پینے نصیب ہوجائے اور وہ امر ہوجائے۔

جيل ميں آخري ملاقات:-

وارڈن نواب دین مرحوم سپاہی پھگواڑہ جواُن کی نگرانی پر مامور تھا۔ اُس نے انکشاف کیا کہ

> ' غازی علم الدین شہیر عجینید کو اس اکتوبر ۱۹۲۹ء کو شختہ دار پر جڑھانا تھا۔ ۲۰ اوراس کی درمیانی شب کو میں ان کے کمرے کا محمراں تھا۔

غازی علم الدین شہید عمین نے وہ ساری رات مجدوں اور تلاوت میں گزاری میں کو چار ہے میں نے دیکھا کہ کوٹھڑی بدستور بند ہے؟ لیکن غازی علم الدین شہید عمین اندر موجود نہیں تھے۔
میں پریشان ہو گیا کہ انہیں اس کوٹھری سے کون نکال کر لے گیا ہے؟ اب میں جیل حکام کو کیا جواب دول گا؟ میں نے ول کڑا کر اپنے ساتھیوں اور جیل حکام کو اطلاع دی اور کہا کہ اگر سازش ہوئی ہے تو غازی علم الدین شہید عمین اللہ کہ سر دور نہیں جا سے کے کوئی ایک چکر لگا کر آیا تو انہیں غائب پایا۔ اس پرسب نے اندرغور سے جھا نکالیکن کوٹھری فالی تھی۔

انہیں غائب پایا۔ اس پرسب نے اندرغور سے جھا نکالیکن کوٹھری فالی تھی۔

غالی تھی۔

ابھی ہم انہیں ادھرادھر تلاش ہی کررہے تھے کہ اچا تک اُن کا کمرہ روشنی سے منور ہوگیا اور ہم نے دیکھا کہ وہ مصلے پر بیٹھے ہیں اور ایک نورانی صورت بزرگ اُن کے سر پر ہاتھ پھیر رہے ہیں۔ ایک نورانی صورت بزرگ اُن کے سر پر ہاتھ پھیر رہے ہیں۔ اب ہم نے جو نہی اندرجھا نکا تو وہ بزرگ غائب تھے اور غازی علم الدین شہید و شائد سنج پڑھ رہے تھے۔''

بقول نواب دين!

''میں نے اُن بزرگ کے واضح الفاظ سنے جو اُنہوں نے غازی علم الدین شہید میں سے کے کہ بیٹا حوصلہ رکھنا اور گھبرانانہیں۔''

شکیل *آرز*و: –

اسا اکتوبر ۱۹۲۹ء کی صبح۔ بیدن برصغیر پاک و ہندگی تاریخ میں بروی اہمیت کا حامل ہے کیونکہ یہی وہ صبح ہے جس وفت آقائے دو جہاں منظور کیا کہ حرمت پر قربان مونے کے اور شہادت کی آرزو کی تکیل کے لئے غازی علم الدین شہید مسلمین کے لئے غازی علم الدین شہید مسلمین کے لئے عازی علم الدین شہید مسلمین کے شختے ہر چڑھے۔

تختهٔ دار جانے کی تیاری:-

۳۰ اور ۳۱ اکتوبرکی درمیانی شب کو بوقت تہجد غازی علم الدین شہید و مین اللہ میں مصروف ہو گئے۔ فجرکا وقت میر اوا کی اور بعد از نماز تبیع و تبلیل میں مصروف ہو گئے۔ فجرکا وقت شروع ہوا تو نماز فجر اوا کی اور ہاتھ بارگاہِ اللی میں دُعا کے لئے اٹھا دیئے۔ ابھی غازی علم الدین شہید میرانی و عامیں مصروف ہی تھے کہ کوٹھری سے باہر سے بھاری قدموں کی چاپ سائی دی اور پھر کمرہ جیل کے دروازے کے پاس کوئی آکر رُکا۔ قدموں کی چاپ سائی دی اور پھر کمرہ جیل کے دروازے کے پاس کوئی آکر رُکا۔ غازی علم الدین شہید میرانی تو داروغہ عاری جانب نگاہ دوڑائی تو داروغہ جیل کے ہمراہ ایک اور شخص کو بھی دروازے پر موجود پایا جس کے ہمراہ چند سلے جوان

یولیس کے بھی کھڑے تھے۔ آپ جیشائی نے سوالیہ نگاہوں سے ان کی جانب دکھا تو مجسٹریٹ نے جو داروغہ جیل کے ہمراہ آیا تھا اُن کی آنکھوں میں منڈلانے سوال کو دیکھے

''وہ گھڑی آگئ ہے تیار ہو جاؤ۔''

غازی علم الدین شہید میشد نے بیہ سناتو چبرہ خوشی ہے کھل اٹھا اور آپ مِنْكِ نِے والہانہ قرماما!

۲۲ جمادی الثانی ۱۳۴۸ه بمطابق ۳۱ اکتوبر ۱۹۲۹ء بروز جمعرات کو غازی علم الدين شهيد ممينية كوتخة دارير لاكا ديا كيا- أس وقت غازى علم الدين شهيد ممينية كي حالت دیدنی تھی۔مقتل گاہ میں موجود ہر مخص حتیٰ کہ مجسٹریٹ بھی آپ عبید کی بیہ حالت دیکھ کر حیران رہ گیا۔مجسٹریٹ نے اس حیرت کی عالم میں غازی علم الدین شہید مینیا ہے کہا! بنتالقہ سے کہا!

'' آخری خواہش یا کوئی وصیت وغیرہ؟''

غازى علم الدين في كها!

'' مجھے دور کعت نماز نفل شکرانہ ادا کرنے کی اجازت دی جائے۔''

جس پرمجسٹریٹ نے آپ بیٹائلۃ کواجازت دے دی۔

ا پسے وقت داروغہ جیل کی آنکھیں آنسوؤں سے معمور ہو تنئیں اور اُس کی أتكھوں میں آنسونيكنے لگے۔ آپ بمينيا نے أس كى طرف ايك نگاه ڈالى اور كہا!

"تم اس بات كم كواه ربها كه عاشق رسول الله ينظينين كى آخرى

آرز و کیاتھی؟''

اس کے بعد آپ جیسٹیے نے انتہائی پُرسکون انداز میں دورکعت نمازلفل شکرانہ ادا کئے۔ سیکن نماز ادا کرنے کی بے تالی اور جلدی کا اظہار واضح تھا جس سے مجسٹریٹ

ایک مِرتبه پھرجیران و پریثان تھا۔

## غازى علم الدين شهيد عِنْ الله عنه جانب: -

غاً ذی علم الدین شہید عمینی نمازے فارغ ہوئے۔ داروغہ جیل نے کوکھری کا دروازہ کھولا اور غازی علم الدین شہید عمینی استے ان اثناء میں مسکراتے ہوئے مصلے سے استے اور دروازے کی جانب لیکے۔ جب آپ عمینا نے اپنا دایاں پاؤں کو گھری سے باہر نکالا تو مجسٹریٹ نے کہا!

'' جلدی چلیں اور دیرینه کریں۔''

اس کے ساتھ ہی آپ نے تیز تیز قدم اٹھانے شروع کے اور کشاں کشاں
تختہ دار کی جانب بڑھے۔ جیل میں بند دوسرے قیدی بھی جیرانی ہے اس عاشق زار کی
چال کو دیکھ رہے تھے ایک کوٹھڑی کے سامنے سے گزرتے ہوئے آپ نے اپنا دایاں
ہاتھ اٹھایا اور اس قیدی کو سلام بھی کیا اور خدا حافظ بھی کہا جواب میں اس نے نعرہ
رسالت بلند کیا۔ اس بات سے داروغہ جیل اور مجسٹریٹ بھی جیران رہ گئے کہ دوسرے
قیدی غازی علم الدین شہید بیسنیہ کوخش آمدید کہنے کے لئے کتنے بے تاب ہیں۔ کلمہ
شہادت کی فضاء سے ساری جیل گونج آٹھی۔ غازی علم الدین شہید بیسنیہ ورا دیر کے
سالت کی فضاء سے ساری جیل گونج آٹھی۔ غازی علم الدین شہید بیسنیہ درا دیر کے
ساتھ کے رکے۔ پولیس اور مجسٹریٹ کی جانب نگاہ دوڑئی اور زیرلب بچھ پڑھا اور تختہ دار
کے قریب جا پہنچ۔

تختہ دار کے قریب متعلقہ حکام سلح پولیس جوانوں کے ہمراہ مستعد کھڑے سے ۔ سب کی نگاہیں آپ بُران ہورئ تھیں کہ حقے۔ سب کی نگاہیں آپ بُران اور شان سے تختہ دار کی جانب نہیں بڑھتا اور نہ ہی ہے تاب کوئی بھی ملزم اس آن بان اور شان سے تختہ دار کی جانب نہیں بڑھتا اور نہ ہی ہے تاب ہوتا ہے لیکن وہ ہے جارے اس بات سے بے خبر سے کہ ہے مسلمان کی یہی وہ شان ہے جس کے سہارے وہ ہر وقت شہادت کی آرز و ہیں تڑ پتار ہتا ہے۔

## عن زي الدين شهيد المسيد المسيد

## غازى علم الدين شهيد عمينية شخته دارير:-

ایسے وقت ہر شخص اپی جگہ ساکت وصائم کھڑا تھا۔ پھر غازی علم الدین شہید بہند کے قدم تیزی ہے تختہ دار پر چڑھے اور اس مقام پر جا کھڑے ہوئے جہاں پھندا پھانسی موجود تھا۔

#### آخری خواہش:-

اس وقت مجسٹریٹ نے آپ عمیشائیہ ہے ایک مرتبہ آخری خواہش دریافت کی جس کے جواب میں آپ مجیشائی نے بیدکہا! جس کے جواب میں آپ مجیشائی نے بیدکہا!

> ''میری خواہش ہے کہ پھانسی کا پھندا میں اپنے ہاتھوں سے اپنے گلے میں ڈالوں۔''

> > مجسٹریٹ نے جوابا کہا!

" المرین بی خود کشی کی بات ہوگی اور اس کی اجازت نہیں اللہ مین می خود کشی کی بات ہوگی اور اس کی اجازت نہیں ہے۔'

مجسٹریٹ کی اس بات پر آپ میٹیلیے نے خاموشی اختیار کر لی اور اصرار بالکل نہ کیا۔ پھراتنا کہا!

''میرے ہاتھ اور پاؤں نہ باندھے جا کیں تا کہ شدید اذیت سے دوچار ہوں اور ای کی طفیل مجھے اسکلے جہاں میں محبوب ِ خدا حضرت مصطفیٰ میں پینے کھیے اسکلے جہاں میں محبوب ِ خدا حضرت محمصطفیٰ میں پینے کھیے کا قرب حاصل ہو سکے۔'' لیکن متعلقہ حکام نے اس آرز و کوئن سے کچل دیا۔

آپ مینید کے ہاتھ پاؤں حسب روایات باندھ دیئے سکتے۔ آنکھوں پرسیاہ پی اور سر پر کپڑا چڑھایا ممیا۔ اس عرصے میں آپ مینید نے وہاں موجود حکام اور سلح پولیس نوجوانوں کومخاطب کرتے ہوئے کہا!

''میں نے ہی حرمت رسول اللہ مضطط کے راجیال کو قبل کیا ہے۔ تم گواہ رہو کہ میں عاشق رسول اللہ مضطط کیا ہے۔ تم گواہ رہو کہ میں عاشق رسول اللہ مضطط کی جان دے رہا ہوں۔''

اس کے بعد آپ ٹیزائنڈ نے باواز بلند کلمہ شہادت پڑھا اور پھر تختہ دار کے رسہ کو بوسہ دیا۔

اس وقت آپ مینید کے چہرے پر عجیب مستی بھری کیفیت طاری تھی اور ہروہ شے جوانہیں بارگاہ رسالت مآب مینیکی ایس سرخرو کی بخش سکے وہ بیاری لگ رہی تھی۔ بھانسی کا اشارہ: -مینانسی کا اشارہ: -

آپ مُراللہ کے علی میں رسہ ڈال دیا گیا۔ مجسٹریٹ نے اپناہاتھ بلند کیا۔ معمولی اشارے کے ساتھ ہی آپ مُراللہ کے پاؤں سلے سے تختہ دار کھنچ لیا گیا۔ چند المحولی بعد آپ مُراللہ کی روح قفس عضری سے پرواز کر گئی اور آپ مُراللہ کا وجود دوسروں کی طرح بالکل نہ رو پااور فرشنہ اجل نے آپ مُراللہ کو تختہ دار پر لٹکنے سے قبل ہی اس زحمت سے نحات دے دی۔

ڈ اکٹر نے موت کی نصدیق کی اور نعش کو تختہ دار سے اتار نے کی اجازت دے دی اور آپ میشانشد کا مردہ جسم تختہ دار سے اتار لیا گیا۔

اس یادگارہ موقع پر حصرت بیر غلام دستگیر نامی نے ذیل کے شعر ہے آپ میں کی شہادت کو بوں خراج تنسین بختا! میں اللہ کی شہادت کو بوں خراج تنسین بختا!

> برائے سال وفاتش مگفت ہاتف غیب شہید عشق محمد کبیر علم الدین تاریخ شہادت کے لئے غیب سے بیا دارا آئی! "دخفرت محمد مضافیۃ اسے محبت کرنے والے شہید علم الدین کا رتبہ بہت بڑا ہے۔"

باب18:

## فضائل وكرامات

سی بھی ولی اللہ کی عظمت وشان کا اندازہ اس کی فضیلتوں اور کرامات سے ہی لگایا جاسکتا ہے اس طرح کسی شہید کے راز خونجکاں کا بیانہ بھی اس کی فضیلت یا کرامت ہی ہوتا ہے جس سے اس کے عشق کی گیرائی و گہرائی کا اندازہ لگایا جاتا ہے اور اس کی عظمت کی ضوفشال کرنوں سے مستفید ہوا جاتا ہے۔

غازی علم الدین شہید بیشہ ایک ایسا جوان مرد اور عاشق رسول الله صلی الله تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، جو ماند آفاب افق عشق پر روش ہوا اور اپنے عشق کی ہے مثال کرنیں بھیرتا ہوا اس دنیا کو بجب سرمتی اور سرشاری کی لاز وال نعمیں بخش گیا اور جس نے ایک سوئی ہوئی قوم کو پھر سے زندہ کر کے دنیا والوں کو، آریساج والوں کو،عیسائیت اور بہودیت کے ہرزہ سراؤں کو یہ بتا دیا کہ مسلم قوم ابھی مردہ نہیں ہوئی۔ اس کی رگوں میں بہتے والا خون تمام سازشوں اور ہرزہ سرائیوں سے منجد نہیں ہوا بلکہ اس کے اندرتم نیس بہتے والا خون تمام سازشوں اور ہرزہ سرائیوں سے منجد نہیں ہوا بلکہ اس کے اندرتم روال دوال کرنے کا فن مسلمانوں کو آتا ہے۔ تمہاری خباشوں کی وجہ سے اس پر جو خودگی چھا گئی تھی اس غنودگی جھا کہ تقور گربانی ہونے ہا موں رسالت آب ہے بہتے پہلے کہ قربان ہونے سے وہ غنودگی دور ہوکر پھر سے جذبہ حریت سے سرشار توم بن گئی ہا اور قربانی ہونے سے وہ غنودگی دور ہوکر پھر سے جذبہ حریت سے سرشار توم بن گئی ہا اور میں مرشاری تمہاری تمام الدین شہید بیش ہوئے نے گئید خصری کو مرکز دل و د ماغ بنا کر تھیتی مجت اس کی بہی مرشاری تمہاری تمام خباشوں، رذالتوں اور ہرزہ سرائیوں کی موت ہے۔ اس کی بہی مرشاری تمہاری تمام خباشوں، رذالتوں اور ہرزہ سرائیوں کی موت ہے۔ اس کی بہی مرشاری تمہاری تمام خباشوں موزی کو مرکز دل و د ماغ بنا کر تھیتی محبت کا وہ سبق سکھایا جس کی روش مثال قبل ازیں صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور کا وہ سبق سکھایا جس کی روش مثال قبل ازیں صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیم اجمعین اور

ان کے بعد تابعین اور تبع تابعین کے روش دور میں ملتیں ہیں کہ عاشقان رسول اللہ مصری کے بعد تابعین اور تبع تابعین کے روش دور میں ملتیں ہیں کہ عاشقان رسول اللہ مصری ہے ہیں مصری ہے ہیں مصری ہے ہیں مصری ہے ہیں ایک ہی بات سائے رہتی ہے کہ

خوشا چشنے کہ دید آل روئے زیبا خوشا دل کہ دارد خیال محد بہرحال غازی علم الدین شہید نمیشائیر کی چند فضیلتیں یا کرامات کاذکر حسب

ذیل ہے۔

خاص قسم کی روشن: -مستند میسادید.

جن دنوں غازی علم الدین شہید مین اللہ کو میانوالی جیل میں منتقل کیا گیا انہی دنوں وہاں سیّد احمد شاہ ڈپٹی سپر نننڈ نٹ اور شیخ خورشید اسٹنٹ سپر ننٹنڈ نٹ جیل تعینات تھے۔ان حضرات کے بیان کے مطابق!

''ایک رات ہم سیرنٹنڈنٹ جیل کے ہمراہ جیل میں گشت کر رہے ۔ خصے کہ غازی علم الدین شہید جھالتہ کی کوٹھری سے ایک خاص قسم کی روشن نظر آئی جس سے ہم بہت متاثر ہوئے اور اللہ تعالیٰ کے حضور میں سربیجو د ہو گئے۔''

صبرواستقلال:--

جیل آنے سے پہلے غازی علم الدین شہید مونیہ کا وزن ۱۲۸ پوتڈ تھا لیکن بوقت شہادت آپ مونیہ کا وزن ۱۲۸ پوتڈ تھا لیکن بوقت شہادت آپ مونیہ کا وزن ۱۲۸ پاؤنڈ تھا حالانکہ موت کی سزا کا تھم اکثر قید یوں کو حواس باختی میں اُن کا وزن بہت زیادہ گر جاتا تھا جبکہ یہاں صورتحال بکسر مختلف تھی۔ کمال صبر و استقلال سے چبرے پر رونق اور ہونوں پر مسکراہٹ کھیلتی رہتی تھی جس سے وزن میں اضافہ ہوا۔

## قلب كوسكون: -

جن دنوں غازی علم الدین شہید عمینی اللہ میں قید سے انہیں دنوں انہوں نے اینے لواحقین کو بتایا کہ

"مجھے ایک سفید بوش نورانی برزگ کی زیارت ہوئی ہے انہوں نے میرے سر پر دست شفقت بھیرا اور فرمایا! بیٹا! مطمئن رہو کھھے جلد ہی بلالیا جائے گا ای وقت سے میرے قلب کو کمال درجہ سکون میسرے "

#### روحانی طافت:-

غازی علم الدین شہید عمینی کے دوحانی طاقت کا اندازہ اس امرے لگایا جاسکتا ہے کہ آپ عمینی شہید عمینی کے باہر جاسکتا ہے کہ آپ عمینی کی ملاقات کے لئے جو کوئی آتا آپ کی کوٹھری کے باہر برآمہ ہے میں پانی کا ایک کھڑار کھا تھا آپ عمینی اس سے اپنے ملاقاتی کو پانی بلاتے تو اُس بانی کے چینے سے چینے والے کو عجیب سرور اور لطف حاصل ہوتا۔

## غازى علم الدين شهيد عبئيا كي پيشين كوئى: -

سپرنٹنڈنٹ جیل سیدنور حسین شاہ نے چونکہ ڈیٹی کمشنر راجہ زمان مہدی خان کو مشورہ دیا تھا جس پر انہوں نے غازی علم الدین شہید میں اور تو لا دارتوں کی طرح قبرستان میں دنن کیا جائے اور پرامن ہجوم پر سنگ باری کرائی جائے۔

پونکہ وہ جہلم شہر کے رہنے والے تھے اس لئے وہ اس بات کے چٹم دیدہ کواہ بیں کہ اُس کی بیوی کو بلیاں پالنے کا جنون سوار ہو گیا اور وہ اس کھیل میں رات دن مستغرق رہنے گئی۔

أس كا بينا جو يوليس كا اعلى آفيسر تقامخبوط الحواس موكر مرا اورخود ايس لي نور

جھیلی شاہ نے موت کے پنجہ استبداد میں سسک سسک کر جان دے دی اور اس طرح غازی علم الدین شہید کی میہ پنیٹین گوئی پوری ہو گئی کہ میری میت کے حصول میں دشواری پنیش آئے گی اور جب مجھے لحد میں اتارا جائے گا تو رم جھم ہور ہی ہوگی۔

## سكهسول سرجن كا قبول اسلام:-

غازی علم الدین شہید ٹرانڈی کی گغش جب گھڑے سے نکالی گئی تو اس میں نہ تو کوئی تغضن بیدا ہو اتھا اور نہ ہی اسے کوئی نقصان پہنچا تھا۔ اس منظر سے متاثر ہوکر بہت سے غیرمسلم حلقہ بگوش اسلام ہوئے جن میں میانوالی جیل کا سکھ سول سرجن بھی شامل تھا۔ بعدازاں وہ سرجن عزیز وا قارب کے غضب سے بیخے کے لئے لندن جاکر مقیم ہوگیا۔

والده كو دلاسا وينا: –

غازی علم الدین شہید عرفہ آلئی والدہ اکثر ان کے ثم میں پریشان رہا کرتی تفصیں۔ایک رات عازی علم الدین شہید عرفہ اللہ عن شہید عرفہ اللہ میں آکر فرمایا!

''میری والدہ ماجدہ سے کہہ دینا وہ رویا نہ کرنے میں جلد ہی گھر آ جاؤں گا۔''

اور پھر پھھ عرصہ کے بعد آپ عراقتہ کی میت ہی لا ہور واپس آئی۔

## لنگویے باروں کا اشجام: -

غازی علم الدین شہیر میں اللہ کے دوسابقد کنگومیے یار دینا یان فروش اور جاجی صدیق کئی موصوف نے اپنے عزیزوں صدیق کئی موصوف نے اپنے عزیزوں سے سلنے نہ آئے۔جس بیر غازی موصوف نے اپنے عزیزوں سے کہا کہ ان کا انجام اچھا نہ ہوگا۔، پھر دینا تو ایسا غائب ہوا کہ اس کا بچھ پہتا نہ چل

عن زي الدن شهيد نيون الدين الدين شهيد نيون الدين الدين

سکا۔ جبکہ حاجی صدیق ایک مدت کے بعد بیار ہوا اور بستر مرگ پر سسک سسک کر جان دے دی اور کئی گھنٹوں تک کسی کو بھی اس کے مرنے کی خبر نہ ہوئی اور جب اس کی تعثق میں تغفن بیدا ہوا تو تب محلّہ والول کو بیتہ چلا اور انہوں نے از راہ ہمدردی اسے سپرد خاک کیا۔

### د بدار حضرت موی غلیاتیم: -

سو اکتوبر ۱۹۲۹ء کو آخری ملاقات میں آپ برخاند سے عزیزوں کو بتایا کہ آج میں اسپے عزیزوں کو بتایا کہ آج میں بہت زیادہ خوش ہوں اور مجھے خواب میں حضرت موک علائلا کا دیدار نصیب ہوا ہے اور انہوں نے مجھے خوشخری سنائی ہے کہ

"اے علم الدین! تجھے مبارک ہو۔ رب غفور نے تیری قربانی قبول فرمالی ہے اور نبی آخر الزمان حضرت محمصطفی میں ایک الزمان حضرت محمصطفی میں آخر الزمان حضرت محمصطفی میں تیرا تذکرہ بکثرت ہوا کرتا ہے۔ "
فازی علم الدین شہید عید اللہ نے کہا!

'' میں اس بات سے خوش ہوں کہ عنقریب دربار رسالت مآب شخصی بین جاؤں گا۔''

وہ عشق جس نے ناتواں کو زورِ حیدری دیا ۔ وہ عشق جس نے بے نوا کو تاج قیصری دیا

فيصلے كاعلم:-

## عن زي الدين شهريد بينينيه يستدينين عن ازي الدين شهريد بينينيه

وہ ملازم دوڑتا ہوا اپنے دفتر گیا اور جیرت واستعجاب سے کہنے لگا کہ غازی علم الدین کوئی عام قیدی نہیں ہے۔ بیس کرجیل کے اعلیٰ ارکان اس کا منہ تکتے ہوئے کسی گہری سوچ میں ڈوب گئے۔

## کا ئنات کے اسرار ورموز: -

میانوالی جیل میں منتقل کے چند یوم کے بعد سیال شریف کے سجادہ نشین نے بھی غازی علم الدین شہید مجھی غازی علم الدین شہید مجھی شارک پر نگاہ ڈالی تو ایک عجیب جلال و جمال اس کے الدین شہید محقالہ کے چہرہ مبارک پر نگاہ ڈالی تو ایک عجیب جلال و جمال اس کے چہرے پر موجود پایا اور بے حدمرعوب ہوئے اور کوئی خاص بات ہونے کے باعث منہ سے کوئی بات نہ ذکال سکے۔ تھم رئی انہوں نے سورہ یوسف کی تلاوت شروع کر دی چونکہ پیرصاحب ایک اچھے قاری اور حافظ تھے لیکن وہ اپنے اندرسورہ یوسف پڑھنے کا یونکہ پیرصاحب ایک اچھے قاری اور حافظ تھے لیکن وہ اپنے اندرسورہ یوسف پڑھنے کا یارانہ پاتے تھے اور وفور جذبات سے ان کی آواز بار باررک جاتی تھی۔ اس پر غازی علم الدین شہید مرضیت نے حصلہ بڑھاتے ہوئے کہا!

''بہم اللّٰہ شریف پڑھ کرایک دفعہ پھر سے شروع کریں۔''

پیرصاحب نے دوبارہ تلاوت کا آغاز کیا لیکن اس دفعہ بھی روانی نہ آسکی اکثر گلوگیر ہو کر رک جاتے اور کسی اور عالم میں پہنچ جاتے گو غازی علم الدین قرآن باکٹر گلوگیر ہو کر رک جاتے اور انہیں سورہ یوسف ہر گزنہ آتی تھی لیکن وہ پیرصاحب کو صحیح لقے دیتے رہے اور سورہ یوسف پڑھنے میں پوری پوری مددی۔

پیرصاحب ملاقات کر کے باہر آئے تو فرطِ جیرت سے ان کی زبان گنگ تھی انہوں نے صرف اتنا فرمایا!

'''سیں علم الدین کے لبادے میں کوئی اور ہستی بیاتا ہوں، کون کہتا۔ ہے کہ غازی علم الدین ان بڑھ اور جاہل ہیں، انہیں علم لدنی

## عن زي الدن تهريد المالية الدين تهريد المالية الدين تهريد المالية الدين تهريد المالية ا

حاصل ہے اور وہ کا ئنات کے اسرار ورموز سے واقف ہیں۔''

## روزِمحشر،عزت کی تمنا:-

جب غازی علم الدین شہید میں ہے۔ کو تھم بھانی ساکر کال کو تھری میں بند کر دیا گیا تو آخری رات کو آپ میں الدین شہید میں اللہ کے کھری پر جعدار کی حیثیت سے نواب دین پہریدار تھا۔ اس رات سے فجر سے پہلے آپ میں ہے تھا۔ اس رات سے کئی تھا۔ اس رات سے کئی آوازیں کو ٹھری ہے آتی رہیں جیسے بہت سے لوگ با تیں کرتے ہیں وہ یہ آوازیں من کر بوجھا کہ تم کس سے باتیں کر رہے تھے بوجھا کہ تم کس سے باتیں کر رہے تھے بوجھا کہ تم کس سے باتیں کر رہے تھے بہت والیکن جوابنیں ملا۔ میں نے غصے میں نہ جانے کیا کیا باتیں کیں چونکہ صبح جھ بے کہا کیا باتیں کیں چونکہ صبح جھ بے کہا کیا باتیں کیں چونکہ صبح جھ بے کہا کیا باتیں کیں جونکہ صبح جھ بے کہا گیا باتیں کیں جونکہ صبح جھ بے کہا گیا باتیں کیں جونکہ صبح جھ بے کہا گیا باتیں کیں دی جاناتھی۔

تین بجے کے قریب میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک روشن کی ہم آئی جس نے میری آئی جس نے میری آئی جس نے میری آئی جس نے میری آئی جس ہے میری آئی جس کے سامنے نہ تھم سکیں اور بند ہو گئیں۔ پھر وہ روشنی اچا بکہ میری آئی جس روشنی اچا بک غائب ہوگئی اور میری انتہا نہ رہی جب غازی علم الدین شہید جیالتہ کو میں نہ یایا۔

میں غم سے نڈھال ہوگیا اور رونے لگا کہ اب تو غازی کی بجائے انگریز مجھے پھانسی پر لڑکا دیں گے۔ صبح جار بجے پھر وہی روشنی نمودار ہوئی اور جب میں نے کوٹھری کی طرف دیکھا تو غازی علم الدین شہید بہتاتی موجود تھے۔ میں روتے روتے ان کے یاؤں پر پڑا اور کہا!

" مجھے خدا کے لئے معاف کر دو میں نہ جانے آپ کو کیا کیا کہتا دہ

> غازی علم الدین شہید مینانی نے فرمایا! دو معرف میں میں میں الکا

"برر موالمیں نے آپ کی باتوں کا بالکل برانہیں مانا، الله تعالی

آپ کوسلامت رکھے اور خوش رکھے۔''

نواب دین بولے!

"بیٹا! تم نے وہ کام کیا جو کوئی نہیں کر سکتا۔ تم پر اللہ تعالی اور رسول اللہ میں ہے۔ میں تمہارے پاؤں پڑتا ہوں مجھے بتاؤ کہتم کہاں گئے تھے۔ "
بتاؤ کہتم کہاں گئے تھے۔ "
بنان علم الساسان کا سان

غازی علم الدین نے کہا!

''میں تو تہیں پر تھا۔''

نواب دین نے التجا کرتے ہوئے کہا!

'' بیں تنہیں نبی آخر الزمان حضرت محم<sup>مصطف</sup>یٰ مضطفیٰ مضرکت کا واسطہ دے کر کہتا ہوں مجھے بتلا دو۔''

عازى علم الدين شهيد مينيد في كها!

"بزرگوار! حضرت علی کرم الله تعالی وجهه الکریم آئے اور مجھے اپنے ہمراہ لے گئے ایسے مقام پر جہاں میں بھی خواب و خیال میں بھی نہیں پہنچا تھا اور میرے پاس وہ الفاظ نہیں جو میں بیان کر سکول۔ اُس مقام پر مجھے رسول الله مطابق کی خدمت اقدس میں پیش کیا گیا۔ حضور رسول کریم مطابق نے بھے اپنے سینے سے لگایا اور فر مایا!

"ابتم آزادی چاہتے ہوتو اپنے آپ کو آزاد سمجھو۔ اگر قیامت کے روزعزت بھی چاہتے ہوتو پھر وہاں پہنچا دیا جائے۔ لہذا میری مرضی پر حضرت سیّدنا علی الرتضٰی رضی الله تعالیٰ عنه مجھے یہاں چھوڑ گئے ہیں۔"

غيبي علوم:-

حاجی میاں نیاز احمدایم اے کہتے ہیں!

"اسیری کے دوران غازی علم الدین شہید بیشند کے حسن کو مزید کھارگیا تھا۔ اُن کے ہاتھوں کے وہ داغ اور چھالے جو پینے کے کام سے ہتھیلیوں پر ابھرے بتھے یکسر مٹ گئے اور ہاتھ سنگ مرمر کی طرح ملائم و شفاف ہو گئے کہ ان کو دیکھ کرعقل انسانی دم بخو درہ جاتی ہے۔ گو غازی علم الدین شہید بیشند لکھنا پڑھنا نہ جانتے تھے لیکن اس وقت جیلوں میں بھی ان مشاغل پر ایک طرح کی پابندی ہوتی تھی وہ ملاقاتیوں کو قرآنی آیات پڑھ کر سناتے اور بڑے برے مشکل نکات کوفلسفیانہ انداز میں بڑی آسانی سے اور بڑے برے مشکل نکات کوفلسفیانہ انداز میں بڑی آسانی سے مسلحھا کر چیش کرتے کہ انسان خود جیران دستشدر رہ جاتا آئیس میام پورا قرآن حفظ ہوگیا تھا۔ اللہ تعالی بہتر جانتے ہیں کہ آئیس میام کون سکھا گیا۔"



باب 19:

## طلوع سحر

۱۳۰ اکتوبر ۱۹۲۹ء کو یہ خبر جنگل میں آگ کی طرح پھیل پھی تھی کہ کل صبح سورے غازی علم الدین شہید میں اللہ کوشہید کر دیا جائے گا۔ چنانچہ بدھ کی رات سے ہی لوگ جوق درجوق نزد کی شہروں سے میانوالی پہنچنا شروع ہو گئے اور اُنہوں نے میانوالی جنوبی کے اور اُنہوں نے میانوالی جنوبی کے اور اُنہوں نے میانوالی جنوبی کے باہر موجود میدان میں ڈرے جمالیا۔

صبح ہوتے ہی جیل سے شہر کی طرف کا قریباً دو سے تین میل تک کا علاقہ وجودِ انسانی سے بھرا ہوا سمندر تھا۔ پورا میدان اللہ اکبراور درودِ پاک کے ورد سے گوئے رہا تھا۔ ہر شخص کی بیتمناتھی کہ صبح ہوتے ہی جیسے غازی علم الدین شہید میناتھی کہ صبح ہوتے ہی جیسے غازی علم الدین شہید میناتھی کہ جد فاکی جیل سے باہر آئے تو وہ اُن کے چہرہ مبارک کو دیکھ کر اپنی روح اور ایمان کو تازہ کریں۔ یہ اُن کا شہید کے لئے خراج عقیدت پیش کرنے کا ایک جذبہ تھا جس کی جتنی تعریف کی جائے کم تھی۔

## اعلیٰ حکام کی ہے وحرمی:-

جیل سے باہر آپ میں الد طالع مند و دیگر مسلمان اس انظار میں بیٹے سے کہ جیل سے باہر آپ میں انظار میں ان کے حوالے کریں گے اور وہ با قاعدہ عنسل اور کفن دفن کا نظام کریں۔ لیکن حکام بالا اس بات سے شدید ہراساں تھے کہ کہیں ایسے وقت کوئی ہنگامہ نہ ہو جائے اور جلیے جلوس نگلنے شروع ہو جا کیں اور حالات شہر خراب ہو جا کیں۔

ای خطرہ کے پیش نظر جیل کے حکام نے نعش اُن کے حوالے کرنے سے تخق
سے انکار کر دیا اور عجلت میں تمام نعش کو شسل اور کفن دیئے بغیر قید یوں کے قبرستان میں
ایک گڑھا کھود کر دفن کر دیا۔ اُن کی عجلت پہندی کا یہ عالم تھا کہ لحد کھود نے کے لئے جو
گھڑے منگوائے گئے تھے وہ بھی ویسے کے ویسے باہر ہی پڑے رہ گئے اور صرف ایک
کمبل ڈال کر گڑھامٹی سے پر کر دیا گیا۔

غازی علم الدین شہید بینیا کواس طرح حیوانوں کی ماندگھڑے ہیں دفن کرنے کی سازش دراصل گورز پنجاب کے تکم پرکی گئی تھی۔ اُس نے یہ قدم اس لئے اٹھایا تھا کہ وہ اس بات سے حد درجہ خوفز دہ ہوگیا تھا کہ کہیں نعش مسلمانوں کے قبضہ میں جانے سے خوفناک فساد نہ اٹھ کھڑا ہو۔ ایسے میں ایک نمبردار قیدی نے بڑی جرائ کا مظاہرہ کرتے ہوئے میت کو دفناتے ہوئے با آواز بلند کلمہ شہادت اور درود شریف بڑھا اور این چاری کی میت کو دفناتے ہوئے با آواز بلند کلمہ میں اور درود شریف بڑھا اور این چاری کا دی۔

## مسلمانوں میںغم وغصه کی لهر:-

جیل سے باہر طالع مند اور دوسرے مسلمان چونکہ نفش کے حصول کے لئے جی جے ہے۔ آئیس جب سیام ہوا کہ جیل حکام نے عازی علم الدین شہید بریافتہ کو بلا عسل و کفن و فن بری ہے دردی سے قید یول کے قبرستان میں وفن کر دیا ہے تو اُن میں غم و غصے کی لہر دوڑ گئی۔ جیل سے باہر موجود مسلمانوں نے نہایت بلند آ واز سے نعرہ رسالت، یا رسول اللہ سلمی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلمکے نعرے لگانے شروع کر دیئے جس پر پولیس کے جوانوں نے ان کو منتشر کرنے کے لئے آگے بڑھ کر کاروائی کرنا چاہی۔ لیکن اُس وقت ڈپٹی کمشز زمان مہدی آگے بڑھ اور بڑی مشکل سے مسلمانوں کے اس اجتماع کو مطمئن کیا اور بچوم سے منتشر ہونے کی اپیل کی جس پر بچوم بڑی مشکل سے مشکل ہوا۔

## ''اخبار زمیندار'' کی خبر:-

طالع مند نے اس صورت حال اور جیل حکام کی بے بسی کے بارے میں فوری طور پرایک ٹار لا ہور بھیجا۔ جس پر لا ہور کے تقریباً تمام مسلمان نو جوان سر کوں پر نکل آئے۔ ایسے موقع پر ''اخبار زمیندار'' نے ایک خصوصی ضمیمہ شائع کیا جس سے صورتحال لا ہور میں از حدمخدوش ہوگئ!

"اخبار زمیندار" کے مطابق خبر یوں شاکع کی گئ!

''میاں علم الدین جنت میں جا پہنچ۔ حکام نے اُن کی تعش اُن کے دی۔ کے والد کی اجازت کے بغیر ہی جیل کے احاطہ میں وفن کر دی۔ نماز جنازہ بھی نہیں بڑھی گئی۔

سرکار کی فرعونیت اور حکام کے عدم تدبر کا شرمناک مظاہرہ۔''

اس ضمیمہ نے مسلمانوں کے دلوں پر جلتی کا کام کیا اور ایک طوفان بے بناہ احتجاج کے لئے اٹھ کھڑ اہوا۔ ماتمی جلوس نکالے گئے۔ احتجاجی قرارداردیں منظور کی گئیں اور اس بات کا مطالبہ کیا گیا کہ غازی علم الدین شہید بڑاللہ کی میت کو صندوق میں بند کر کے لا ہور پہنچا یا جائے تا کہ آبر ومندانہ شرعی طریقے ہے ان کی تجہیز و تنفین کے انظام کے جائیں اور انہیں با قاعدہ نماز جنازہ پڑھا کر دفن کیا جائے اور اس بات کا اعادہ کیا جائے کہ اگر میت مسلمانوں کے حوالے نہ کی گئی تو احتجاج جاری رکھا جائے گا اور کی بھی قتم کی قربانی سے دریغ نہ کیا جائے گا۔

اس سارے واقعہ کے دوران ہزاروں لوگ میا نوالی جیل بینیج گئے۔

بولیس کا پہرہ:-

جیل حکام اس ساری صورتحال سے اس بُری طرح گھبرا گئے اور اس بات سے شدید خوف زدہ ہو گئے کہ کہیں ایبا نہ ہو کہ مسلمان لاش کو قبر کھود کر لے جا کیں۔

## الدن شهيد الين المالين شهيد الينية المالين الم

ار، مقصد کے لئے قبرستان پر پولیس کے سلح نوجوانوں کا پہرہ لگا دیا اور رات کو روشیٰ کی خاطر گیسوں کی روشنی کی گئی تا کہ رات کے اندھیرے میں کوئی الیس کاروائی اگر ہوتو اس کا فوری تدراک کیا جائے۔

دوسری طرف جیل کے تمام مسلمان قیدیوں کواس بات سے شدیدصد مہ بہنچا اور انہوں نے باہم مل کر درود شریف لاتعدا دمرتبہ پڑھ کرشہید کی روح کو ایصال تواب بہنچایا۔ایک اخبار کی رپورٹ کے مطابق!

> ''جیل کے اندر ۳۵ قرآن پاک اور ۲۱ ہزار مرتبہ درودِ پاک پڑھ کرشہید کی روح کو ایصال تو اب کیا گیا۔'' تمہارے مرتبہ تک فکر کی پرواز کیا ہنچ تو پھر میں کس طرح کہہ دول کہ تم کیا ہو کہاں تم ہو

#### ميّت كاحصول:-

غازی علم الدین شہید بینیہ کی میت کے حصول کے لئے مسلمانوں کی طرف سے جلیے جلوسوں کا ایک سلسلہ شروع ہوگیا۔ اس طرح کا ایک جلسہ لا ہور میں بھی ہوا جس کی قیادت امیر بخش پہلوان نے کی۔ جلوس جب بھائی چوک میں پہنچا تو وہاں پر مولا نا ظفر علی خان نے ایک ایمان افروز تقریر کی جس کامتن کچھ یوں تھا!

مولا نا ظفر علی خان نے ایک ایمان افروز تقریر کی جس کامتن کچھ یوں تھا!

''اسلام کے سپاہیو! تم نے دکھ لیا کہ رسول اللہ بی تی تی نے دہ کو لیا کہ رسول اللہ بی تی تی ہے دہ کو لیا کہ رسول اللہ بی تی تی ہے دہ کہ ما انجام ہے؟ مردہ تو میں زندہ ہو جاتی ہیں۔ بید دہ طاقت نہیں تھہر سکتی۔'' کے مقالے میں کوئی طاقت نہیں تھہر سکتی۔'' احتجان کا ایک طویل سلسلہ شروع ہو چکا تھا اور مسلمانوں کے مطالبے میں روز بروز شہرت آتی جا رہی تھی۔ روز انہ ایک نہ ایک جلوس نکانا جس میں غازی علم الدین شہید بی تھی۔ کے حصول کا مطالبہ کیا جاتا تھا۔

### ا کابرین کا وفد: -

اس اثناء میں مسلم اکابرین جن میں علامہ اقبال عبید مولانا غلام می الدین قصوری ، سرشفیج اور میاں عبدالعزیز جیسے معززین شامل ستھے نے باہمی صلاح مشورے کے بعد ایک وفد تشکیل دیا جو کہ م نومبر ۱۹۲۹ء کو گورز پنجاب سے جا کر ملا اور اُس سے میت کی واپسی کا مطالبہ کیا۔

ڈیٹی کمشنر لا ہور اور ڈیٹی کمشنر پنجاب دونوں نے مسلمانوں کے جذبات کو ملحوظ رکھتے ہوئے گورنر نے اس فیصلہ پر نظر ثانی کی درخواست کی تا کہ امن و امان کا کوئی مسئلہ پیدانہ ہو۔

گورز نے وفد سے سب سے پہلا سوال ہی ہید کیا کہ اگر نعش لا ہور آئی اور ہندو ومسلم فساد شروع ہوئے تو اس کی ذمہ داری کس پر ہوگی؟
سرورز کی اس بات پر علامہ اقبال میں نیڈ نے فوراً جواب دیا!
سرورز کی بات ہوگئی تو آپ میری گردن اڑا دیجئے گا۔''
سیری بات کرتے ہی علامہ اقبال میں نیڈ انڈ کی آئھوں سے جلال برسنے لگا۔

## تغش کی حوالگی کے لئے شرا نظ:-

ا۔ موجودہ احتجاج ختم کیاجائے۔

۲۔ اخبارات الیی خبر میں اور مضامین شائع نہ کریں جس سے فضا خراب ہو اور صورت حال مجل سے فضا خراب ہو اور صورت حال مجل سکے۔

س۔ نعش کے کرلا ہورشہر کے اندرجلوں نہ نکالا جائے۔

۵۔ جنازہ میں شریک سوگواران کوئی ایبا قدم نہ اٹھا ئیں گے جس سے دوسرے فرقوں کےاوگوں پر کوئی بُرااثر بڑے اور فسادات پھیل سکیں۔

وفىر كاجواب:-

وفد نے اس کے جواب میں کہا کہ اگر حکومت تغش کی حوالگی اور لا ہور لا کر دفنانے کی اجازت دینے کا مکمل یقین دلاتی ہے تو ہم مسلمانوں سے اپیل کریں گے کہ وہ اپنا احتجاج بند کردیں اور حالات کو پُرامن رکھیں۔ اس پر گورز نے نغش کی حوالگی کا یقین دلایا۔

#### نغش کے لاہور لانے کے انتظامات: -

گورنر کی یقین دہائی کے بعد اب وفد نے نعش کے لاہور لانے کے تمام انظامات کے بارے میں اور راستوں کی نشاندہی اور دیگر شرائط پرغور وخوض کے لئے انومبر کی شام تک کا عرصہ مانگا تا کہ تمام معاملات طے ہوسکیں۔

لا ہور میں تمام سرکردہ مسلمان تنظیموں اور افراد کا اجلاس وفد نے طلب کیا۔
جس میں تمام امور پر بحث کے بعد جو فیصلہ کیا گیا اُس کے مطابق وفد نے یانومبر شام
چھ بجے گورنر پنجاب سے پھر ملاقات کی جس میں یہ طے پایا کہ مسلمانوں کونعش کی حوالگی
کی اطلاع چوہیں محفظ قبل دی جائے اور مسلمان مجسٹریٹ نعش میانوالی سے لا ہور اپنی
حکم انی میں لائے اور لا ہور میں وفد کے حوالے کی جائے۔

## لغش کی حوالگی:-

محور نجاب سے طے شدہ پروگرام کے مطابق ۱۱۳ نومبر ۱۹۲۹ء کو لا ہور سے مسلمانوں کا ایک وفد میانوالی پہنچا۔ اس کے علاوہ لا ہور کے دو میونیل کمشنر اور ایک مسلمانوں کا ایک وفد میانوالی پہنچا۔ اس کے علاوہ کا ہور کے دو میونیل کمشنر اور ایک مسلمان مجسٹریٹ بھی بھی محکومت پنجاب میانوالی مسلمان مجسٹریٹ بھی بھی محکومت پنجاب میانوالی مسلمان مجسٹریٹ بھی بھی تاکہ اپنی محکرانی میں نعش کو لا ہور

لانے کا ہندوبست کریں۔

دوسرے دن علی اصبح دونوں مسلمان میونیل کمشنروں اور مجسٹریٹ کی موجودگ
میں میانوالی کے قیدی قبرستان کے کھود ہے گڑھے سے نعش کو نکلوایا گیا اور بصد احترام
ڈپٹی کمشنر کے بنگلے پر لایا گیا۔ جہاں سے اسے لاہور لے جانے کے لئے ایک صندوق
بنوایا گیا اور اس صندوق میں بند کر دیا گیا۔ یہ صندوق سیّد مراتب علی شاہ گیلانی نے
بنوایا تھا۔ اس کے اندر جست لگا ہوا تھا اور جست پر روئی کی موٹی تہہ بچھی ہوئی تھی۔
بنوایا تھا۔ اس کے اندر جست لگا ہوا تھا اور جست پر روئی کی موٹی تہہ بچھی ہوئی تھی۔
مربانے نرم و ملائم تنکئے رکھے ہوئے تھے۔ روئی کو کا فور سے خوشبودار کیا گیا تھا۔ نعش
گیلانی صاحب نے اپنے ہاتھوں سے اٹھا کر صندوق میں رکھی اور کلمہ شہادت کے ورد
گیلانی صاحب نے اپنے ہاتھوں سے اٹھا کر صندوق میں رکھی اور کلمہ شہادت کے ورد

### عینی شاہرین کا بیان:-

جن لوگوں کے سامنے نفش کو اس گڑھے سے نکالا گیا ان کا بیان ہے!

''غازی علم الدین شہید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی شہادت کے دو ہفتے

گزر جانے کے بعد اور نعش کو اس بے دردی سے گڑھے میں
دفنانے کے باوجود بھی جسم مبارک سے کوئی تغضن نہ تھا۔ جسم صححح
سالم تھا اور چہرے پر جمال و جلال کی کیفیت تھی۔ ہونٹوں پر
مسکراہٹ تھی جو اُن کی شہادت کی آرزو کی گواہی تھی۔ جس
گڑھے میں نعش کو دفنایا گیا تھا اُس گڑھے میں سے محور کن
خوشبو فضا میں چاروں طرف کھیل کر ایک مستانی کیفیت پیدا کر
دی تھی۔'

## ميّت كأسفر لا موركى جانب: -

عازی علم الدین شہید عین کے صندوق کو کلمہ شہادت کے ورد کے ساتھ گاڑی میں رکھ کر ریلوے اسٹیشن میانوالی پہنچایا گیا جہاں پر ایک خصوصی ٹرین میت کو لا ہور لے جانے کے لئے تیار کھڑی تھی۔

اس خصوصی ٹرین میں ایک ڈبہ فرسٹ کلاس کا، ایک سکینڈ کلاس کا اور دو بوگیاں لگائی گئی تھیں۔

شام ساڑھے چار ہے یہ خصوصی ٹرین میانوالی سے روانہ ہوئی اور راستے میں کسی مقام پر نہ تھہرتے ہوئے رات ایک نج کر چالیس منٹ پر لالہ موی اسٹیشن سے گزری۔ انومبر ۱۹۲۹ء کومبے کے دفت لا ہور چھاؤنی کے اسٹیشن میاں میر نہر کے بل پر سنٹرل جیل لا ہور کے یاس روک دی گئی۔

سنٹرل جیل کی دوگاڑیاں پہلے سے بل کے نزدیک تیار کھڑی تھیں۔ وہاں سے غازی علم الدین شہید بیتائیہ کی میت سنٹرل جیل حکام نے وصول کی جنہوں نے شام بونے سات ہج وہ میت مسلم لیگ کے ایک وفد جن بیں علامہ اقبال بیتائیہ اور سر محمد شفیح شامل سے کے دوالے کر کے اُن سے رسید لی۔ اُس وقت وہاں پر چند میونیل محمد شفیح شامل سے کے حوالے کر کے اُن سے رسید لی۔ اُس وقت وہاں پر چند میونیل محمد شربھی موجود ہے۔

سنٹرل جیل سے میت کو لے کر بیدوفد عیدگاہ واقع میانی صاحب چو ہر جی لے منے جہاں پرسات ہے کے نز دیک جنازہ اٹھایا گیا۔

نماز جنازه کی تیاری: –

1914ء کو بوفت شام لا ہور میں بیاعلان کردیا گیا کہ غازی علم الدین شہید بین بیائی کہ غازی علم الدین شہید بین بین کل میح کسی بھی وقت عیدگاہ چوبرجی جو کہ اس زمانے میں جاند ماری کا میدان بھی کہلاتا تھا میں بینچ کی اور لوگوں سے جنازے میں شرکت اور پُرامن ماری کا میدان بھی کہلاتا تھا میں بینچ کی اور لوگوں سے جنازے میں شرکت اور پُرامن

ر ہے کی درخواست کی گئی تھی۔

۱۹۲۱ نومبر ۱۹۲۹ء کی صبح لا مور میں ایک نے سرمتانہ انداز میں طلوع ہوئی تھی۔ پنجاب کی تاریخ میں بالعموم اور برصغیر پاک و ہند کی تاریخ میں بالحضوص بیدایک انتہائی غیر معمولی دن تھا۔ لوگ نماز فجر کے بعد ہی عیدگاہ چوبر جی میں اکتھے ہونا شروع ہو گئے سے تا کہ عاشقِ رسول اللہ مضاریق کی نماز جنازہ میں شریک ہوسکیں۔ جس نے بلاکسی تامل مانند پروانہ شمع رسالت، حرمت رسول اللہ مضاریق بیار اپنی جان کا نذرانہ پیش کیا تھا۔

وہ اس قدر شان و شوکت، شوق و ذوق، جوش و جذبہ بقس و شیطان کو روندتا ہوا میدان میں آیا تھا کہ شیطان لعین بھی اس ہے گھراگیا تھا کہ حرمت رسول اللہ ہے ہوا میدان میں آیا تھا کہ شیطان لعین بھی اس ہے گھراگیا تھا کہ حرمت رسول اللہ ہے ہوئے پہنے کہ جاننار پروانے کس رنگ و انداز میں اپنی جان کا نظارہ بلاکسی تامل اور تاخیر کے اور کسی بھی شے کی پرواہ نہ کرتے ہوئے پیش کرتے ہیں اور ابلیس کے غرور و تکبر اور فخر کو خاک میں بلاکر اس ہے بھی بڑھ کر رہنہ بارگاہ ایزدی میں پاتے ہیں اور وہ لعین اپنا سر پیٹنے اور ماتم گزاری کرنے کے بچھ بھی نہیں کر سکا۔ یہ ایک ایسا غازی تھا جس کے جربے تاروز محشر گو نجتے رہیں گے اور شیطان لعین کے سینے پرتازیانہ لگاتے رہیں گے۔

اُس دن الله عزوجل برایمان رکھنے والے تمام کلمہ گوایک عجیب ی سرشاری وستی کے عالم میں ایک عجیب انداز میں، ایک عجیب کشکش کے ساتھ اس میدان کی جانب کلمہ شہادت کا ورد کرتے ہوئے اکشے ہور ہے تھے۔اس دن لا ہور کے تقریباً چھ لاکھ سے زائد مسلمان اس میدان میں آقائے دو جہال حضور رسول کریم میں ہوتا کا موں پراپی جان کا بے تابانہ نذرانہ پیش کرنے والے ''غازی اور شہید'' کے نماز جنازہ میں شرکت کے لئے اکشے ہوئے بہت سے ضعف العراور بیچ ایسے بھی تھے جو وہاں میں شرکت کے لئے اکشے ہوئے بہت سے ضعف العراور بیچ ایسے بھی تھے جو وہاں میں شرکت کی۔

لا ہور میں سیکیورٹی کی حالت:--

اس سب سے ہٹ کر فرنگی حکومت کے اعلیٰ کار پردازان کی حالت دیدنی

تھی۔ اُن پر عجیب می سوگواری پھیلی ہوئی تھی اور وہ کسی انجانے خطرے سے گھبرائے گھبرائے کھبرائے سے لگھبرائے سے لگھبرائے سے لگ رہے تھے۔ اسی طرح لاہور کے تمام ہندوؤں پر بھی ایک عجیب قسم کی دہشت پھیلی ہوئی تھی اور وہ اس خیال سے لرزاں وتر سال تھے کہ اُن کے ساتھ جانے کیا ہو؟

حالات کو کنٹرول کرنے کے لئے اعلیٰ حکام نے تمام بڑی شاہراؤں ، چوراہوں اور شہر کے تمام اہم مقامات پر پولیس اور فوج کی بھاری جعیت متعین کررکھی تھی۔ دیسی فوج کے علاوہ گورا فوج سول لائن اور شہر کے اہم ترین مقامات پر کسی بھی قتم کے خطرہ سے نیٹنے کے لئے تیار بیٹھی تھیں۔ بڑے ڈاک خانہ، ٹیلی گراف آفس کے باہر چوک میں مشین گنیں نصب کی گئی تھیں۔ سرکاری گاڑیوں پر مسلمان نوجوانوں کو جو سرکاری ملازمین، پولیس اور فوج سے تعلق رکھتے تھے وہ گشت پر مامور تھے۔

قانون حفظ امن کے تحت تمام اہم چورستوں (انارکلی، مزنگ، ککشمی چوک، شاہ عالمی، بھائی، لوہاری، میکلوڈ روڈ، سور منڈی، چوک بنی، پاپر منڈی، رنگ کل، لنگ منڈی، ڈبی بازار، کشمیری بازار، پرانی کوتوالی، بردی کوتوالی، راج گڑھ، پریم نگر، کرش نگر، مشکری، ڈبی بازار، منطی دروازہ وغیرہ میں پولیس کے دستوں کے ساتھ ساتھ ہندو مسلم اسحاد کمیٹی کے معززین کی بھی ڈبوٹی لگائی گئی تھی تا کہ کسی بھی تشم کی شرارت نہ ہو سکے اور اگر ہوتو اس پرفوری قابو پایا جا سکے۔

شاید لاہور نے اپنے جنم دن سے لے کراس وقت تک تاریخی لحاظ سے ایسا منظر بھی نہیں دیکھا ہوگا جیسا منظر اس وقت لاہور کے گلی کوچوں، محلوں، بازاروں، چوکوں، شاہراؤل پر نظر آرہا تھا اور جسے بڑے سے بڑا منظر نگار بھی الفاظ میں بیان کرنے سے قاصر نظر آرہا تھا۔

مختصرطور پر چندالفاظ میں بیکہا جاسکتا ہے کہ شاید ہی کوئی ایبا مسلمان ہوگا جس کے دل و آنکھوں سے آنسوؤں کی شکل میں حرمت ناموں سرور کونین آقائے دوجہاں حضور نبی کرمیم منظیم بھی جان نجھاور کرنے والے پر عقیدت و محبت سے اکتکبار نہ ہول۔

## في زي الدين تنهيد المستدينة

#### اے صبا! آج ہمیں راکھ سمجھ کر نہ اڑا ہم نے جل جل کے تیرے راستے جبکائے ہیں

نماز جنازه:-

۱۹ نومبر ۱۹۲۹ء کی صبح کومسلم اکابرین جن میں علامہ اقبال میسند جیسے نابخہ روزگار بھی تھے ایک میٹنگ میں اس بات کو پیش کیا گیا کہ غازی علم الدین شہید میسند کی نماز جنازہ پڑھانے کا شرف کے حاصل ہو۔ اس موقع پر اخبار ''روزنامہ سیاست' کے مدیر اعلیٰ اور مالک سیّہ حبیب الله صاحب بھی تشریف فرما تھے۔ اُنہوں نے کہا کہ غازی علم الدین شہید میسند کی نماز جنازہ پڑھانے کا حق اُن کے والد برگوارمیاں طالع مندکا ہے۔

سیّد حبیب الله کی بات س کرمیاں طالع مندنے کہا کہ اگریہ ق مجھے حاصل ہے تو میں اپنا حق علامہ محمد اقبال مُریئی کو دیتا ہوں کہ وہ نمازِ جنازہ پڑھا کیں۔اس کے بعد علامہ اقبال مُریئی ہے۔ سیّد حبیب الله اور دیگر اکابرین کے مشورہ سے اُس وقت کے نابخہ روزگار عالم دین حضرت مولانا سیّد دیدارعلی شاہ مُریئی کا نام تجویز کیالیکن وہ موقع پرتشریف نہ لا سکے جس کہ وجہ سے پہلی نمازِ جنازہ مسجد وزیر خان کے خطیب قاری مشمس الدین صاحب نے پڑھائی۔

قاری مش الدین صاحب جب نمازِ جنازہ پڑھا کر فارغ ہوئے تو اسے میں مولا ناسیّد دیدارعلی شاہ الوری ، مولا ناسیّد احمد شاہ صاحب کے ہمراہ تشریف لے آئے۔ چنا نچہ مولا ناسیّد دیدارعلی شاہ صاحب نے دوسری مرتبہ نمازِ جنازہ پڑھائی جس کے بعد مولا ناسیّد احمد شاہ صاحب نے تیسری مرتبہ نمازِ جنازہ پڑھائی۔ اس کے بعد مولا ناسیّد احمد شاہ صاحب نے تیسری مرتبہ نمازِ جنازہ پڑھائی۔ اس کے بعد مختلف علمائے کرام نے بھی نمازِ جنازہ پڑھائی۔ بعد ازال جنازہ اٹھانے کی تیاری کی گئی۔

### جنازه کی روانگی:-

ساڑھے دیں ہے کے قریب جب جنازہ اٹھایا گیا تو اوگ کندھا دینے کے دیوانہ دارآ کے بڑھ رہے تھے لیکن بے شارلوگوں کو اس سعادت سے محروم ہونا پڑا۔
کئی لوگوں نے اپنی گاڑیاں جنازہ کے بانسوں میں پھنسار کھی تھیں ادرلوگ ان گاڑیوں
کو اس تصور سے پکڑے چل رہے تھے جیسے انہوں نے میت کے جنازہ کے بانسوں کو
کیٹر رکھا تھا۔ فضاء کلمہ شہادت سے گونج رہی تھی جنازے کا جلوس تقریباً ساڑھے پانچ میل لما تھا۔

سیجے بدباطن لوگوں نے اس دوران جلوس کو درہم برہم کرنے کی کوشش کی لیکن اس مقصد کے لئے قائم کردہ رضا کار کمیٹی کے قائدین مولانا ظفر علی خان ، حکیم احمد حسن اور دیگر رہنماؤں نے بروفت اس پر قابو پالیا ادراس طرح جنازہ آ ہتہ آ ہتہ کلمہ شہادت اور درود شریف کی پُرشکوہ گونج میں اپنے اصل مقام کی طرف بڑھتا ہی چلا گیا اوراس طرح انتہائی امن وسکون سے میانی صاحب قبرستان میں اپنے مقام مدنن میں بہتی حمیانی صاحب قبرستان میں اپنے مقام مدنن میں بہتی حمیانی صاحب قبرستان میں اپنے مقام مدنن میں بہتی حمیانی حمیانی حمایت کی جائے گیا۔

ال کے بادصف شدت بے تانی کا بیہ عالم تھا کہ لوگ دور دور سے بھا گے چلے آرہے بھے۔ جس طرف بھی انسانی نگاہ اٹھ رہی تھی اور حد نظر او گوں کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر نظر آرہا تھا۔ جناز گاہ سے لے کر قبرستان میانی صاحب جانے مدفن تک براروں کی تعداد میں مستورات بھی او نچے او نچے ٹیلوں پر بیٹھیں کلمہ شہادت پڑھ رہی تھیں۔

سب سے پہلے طالع مند جائے مدنن پرتشریف لائے۔لوگوں کا ایک بہوم اُن کے گرد پروانہ وار گھوم رہا تھا۔جس سے کے کرد پروانہ وار گھوم رہا تھا اور ان کے گلے میں پھولوں کے ہار ڈال رہا تھا۔جس سے اُن کی گردن ہاروں سے بھری ہوئی تھی۔ سارے راستے میں لوگ بھولوں سے لدی

## 

ہوئی جھابیاں لئے کھڑے تھے اور دیوانہ وار پھول اٹھا اٹھا کر میت پر نچھاور کررہے تھے۔اُس روز پھول فروشوں نے بھول مفت تقسیم کئے۔

### قبرمبارك:-

غازی علم الدین شہید عمینیا کی قبر مبارک نہایت صاف تقری اور بہت نفیس تیار کی گئی تھی۔ لوگ بھول لا لا کر قبر میں بھینک رہے تھے جس سے قبر کے اندر بھولوں کا ایک فرش سا بچھ گیا تھا۔ اب نعش کو قبر میں اتار نے کا مرحلہ آیا۔ سار المجمع کلمہ شہادت کے ورد سے گونجے لگا۔

حاضرین میں سب سے پہلے حضرت مولانا سیّد دیدارعلی شاہ الوری اور علامہ اقبال رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ قبر مبارک میں اترے اور پھر میت کو بصد احترام اپنے ہاتھوں سے لحد مبارک میں اتارا۔لوگوں نے فرط عقیدت سے اس قدر پھول قبر کے اندر پھینے کہ میت اُن میں حصب گئ۔ پھراو پر اندیوں کے تعویذ سے قبر مبارک کو بند کر دیا گیا اور کا میت اُن میں حوب گئ۔ پھراو پر اندیوں کے تعویذ سے قبر مبارک کو بند کر دیا گیا اور کا میادت کے ورد کی گونئ میں لحد مبارک پرمٹی ڈالی گئی اور دُعائے فاتحدادا کی گئی۔

## علم الدين رضا كارتميش كي جانفشاني:-

اس دوران علم الدین رضا کار کمیٹی کے جوانوں نے تمام راہ بڑی جانفشانی اور صدق دل ہے اپنے فرائض انجام دیئے۔ رائے میں لوگوں کی گمشدہ اشیاء کو اپنے قبضہ میں لیا اور سارے مجمع میں اعلان کروایا کہ جس کی کوئی ہے گم ہوگئی ہوتو وہ علم الدین کمیٹی کے دفتر ہے آکراپنی گم شدہ اشیاء پہچان کر لے جائیں۔ اس طرح لوگوں کو اس جوم میں گرنے والا مال بھی آئییں واپس مل گیا۔

نماز جنازہ میں شرکت کے لئے لا ہور کے باہر سے بھی لوگ تشریف لائے سے سے ان میں حکیم احمد حسن بھی بڑی مشکل سے لا ہور پہنچ۔
ان میں حکیم احمد حسن بھی بڑی مشکل سے لا ہور پہنچ۔
اس سارے انتظام کے سلسلہ میں سرمحد شفیع ، ڈاکٹر سرعلامہ محمد اقبال رحمت الله

تعالیٰ علیہ، مولانا ظفر علی خان، ملک لال خان قیصر، غلام مصطفیٰ حیرت اور کئی دوسرے اہم افراد نے بہت جانفشانی اور خوش اسلوبی سے معاملات نیٹائے تا کہ لا ہور کی فضاء ہندومسلم فسادات کی لیبیٹ میں نہ آسکے اور اہلیان شہر محفوظ و مامون رہ سکیں۔

۱۱ نومبر ۱۹۲۹ء کا دن وہ یادگار دن ہے کہ اس روز شہر لا ہور کے تمام مسلمان چھٹی پر تھے، تمام مسلمان دوکا ندارون نے اپنی دوکا نیں بند کر رکھیں تھیں میوہ منڈی، سبزی منڈی ، قصاب منڈی بالکل بندر ہیں ، تمام سکولوں کے مسلمان طلباء اور دفاتر کے مسلمان طلباء اور دفاتر کے مسلمان طاز مین نے بھی چھٹی کی آور تیجنازہ میں شرکت کی۔

مسلمان رہنماؤں کا پرلیس نوہے:-

۱۷ نومبر ۹۲۹ء کو سر محکم شفیع اور بعض دیگر ممتاز مسلمانوں نے ایسوی ایٹ پریس کو ذیل کا پریس نوٹ جاری کیا۔

"فاذی علم الدین شہید نیالہ کی میت حکام بالا نے ہارے حوالہ کر دی تھی۔ شہید کی وصیت کے مطابق امن اور بغیر کی نام وار واقعہ کے میانی صاحب میں سرد خاک کر دی گئی۔ ہم مسلم قوم کی طرف سے سرجافرے ڈی مونٹ مورنس کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ انہوں نے ہمارے وفد کی اس درخواست کو منظور کر لیا اور میت کو لا ہور میں فن کرنے کے لئے ہمارے حوالے کر دیا جائے۔ حکومت پنجاب کی طرف سے دور اندیشانہ یہ فعل نہ صرف اہل وفد بلکہ تمام مسلم قوم کے لئے مہرے اطمینان کا موجب ہوا اہل وفد بلکہ تمام مسلم قوم کے لئے مہرے اطمینان کا موجب ہوا ہے۔ جنازہ کے موقع پر مسلمانوں کے اس عظیم الشان اجتماع نے اس کی تعریف کرتے ہیں۔ "

اس اعلان برسرمحمشفیع، سر ڈاکٹر علامہ محمد اقبال رحمته الله تعالی علیه، خلیفہ شجاع

## في خيازي الدين شهيد بينية كالمالاين شهيد بينية

الدین ،میاں عبدالعزیز ،میاں امیر الدین ،سیدمحسن شاہ ، ملک محمد حسین ،مولوی غلام محی الدین کے دستخط موجود ہتھے۔

## مزارِ مبارک کی تغمیر: -

غازی علم الدین شہید عمینی سے مزار کی تغیر کے لئے حضرت پیرسیّد جماعت علی شاہ قبلہ علی بوری عمینید نے بصورت نقدی عطیہ پیش کیا۔

نقشه مزارمنشی واجدعلی صاحب ڈرافٹ مین نے تیار کیا۔

شہید مرحوم کی قبر ۱۹۲۹ء میں تغییر ہوگئی تھی جبکہ مزار چند سال بغد تغییر ہوا۔ مزار مبارک کا پہلا مجاور نواب دین تھا۔جس کی رحلت کے بعد اب اُس کی اولا دمزار کی نگران ہے۔

غازی علم الدین شہید مُرِیالیہ کے مزار پُر انور پر ایک شمع دان موجود ہے۔ جو ایک نومسلمہ خاتون حسن آرا بیگم عرف مسنر بیگ نے بطور عطیہ پیش کیا۔ بیانومسلمہ مستورہ انجمن حمایت السلام لا ہور کے زنانہ بیتیم خانہ کی مہتم تھیں۔

لوح مزار بھی اس نیک عورت نے ہی ہنوایا۔اس پر کشمیری اور گجراتی کہتے میں قافیہ و رد نف کی اور گجراتی کہتے میں قافیہ و رد نف کی قید سے آزاد چند اشعار بھی موجود ہیں۔ بیموزوں اشعار بھی نومسلمہ موصوفہ کی طبع آز مائی کا نتیجہ ہیں۔

مزار کا دروازہ جنوب کی طرف ہے۔ اس درواز ہے کی مشرقی جھے کی دیوار میں جار جالیاں ہیں جن کے مندر جات ہے ہیں۔

''عاشق رسول غازی علم الدین شہید آقائے دوجہاں مطابقیۃ کی شان اقدس سے گریز کرنے والو! کیا حضور مطابقیۃ کے نام پرشہید ہونے کی عزت کا نظارہ اس کے جنازے سے نہیں ہوا۔ اگر دین و دنیا ہیں بھلائی چاہتے ہوتو محبوب خدا پر جان قربان کردو اور

عَى زَى الدِن تَهِيد بَيْنَةِ كَالْ الدِن تَهِيد بَيْنَةً لِي اللهِ الدِن تَهِيد بَيْنَةً لِي اللهِ اللهِي

عاشقان مصطفیٰ مضی کی جو کھٹ بکڑو۔ جو منکر ہے وہ کافر ہے۔''
اسلام کے جھنڈے کو جب غازی اٹھالیں گے
تکبیر کے نعروں سے دنیا کو ہلا دیں گے
اسلام زمانے میں دینے کو نہیں آیا
اتنا ہی یہ ابھرے گا جتنا کہ دبا دیں گے
مسلم کو حقیقت میں کمزور نہ تم سمجھو
یہ منتے مناتے بھی دنیا کو مناویں گے

غازی علم الدین شہید عمینی کا مزارِ پاک بہاولپور روڈ نزدعیدگاہ قبرستانی میانی صاحب لا ہور میں آج بھی مرجع گاہ خلائق خاص و عام ہے۔ ہزاروں لوگ مزارِ پاک پر حاضر ہوکر عاشق رسول میں ہے۔ فیوض و برکات حاصل کرتے ہیں۔



باب20:

# عالم اسلام کی زینت

عَازَى عَلَمُ الدين شهنيد عَمِينُهُ عَالَمُ اسلام كَى زينت إك يروانه إك ممّنام وأك يرِدهُ تشين عاشق رسول الله يضيَّ عِينَامٌ وه إك مجامِد عزيمت وه إك عظيم شهيد جو ٢ ايريل ١٩٢٩ء کے روز سے بہلے نہ صرف لا ہور بلکہ سارے عالم اسلام کے لئے گمنام تھا جس کے بارے میں کوئی بھی رینہیں جانتا تھا کہ وہ کون ہے؟ اور اس کے ذہن میں کیا ِخیالات مستور ہوئے ہیں ؟جو بظاہر اُن پڑھ سیدھا سادھا' نے جوش خاموش طبع' شرمیلا جوان تھا جس کی بظاہر سر گرمیوں سے سیچھ بھی عیاں نہ ہوتا تھا کہ باطن سے بیہ تحض كيها ہے اور اينے اندر عشق رسول الله مضفِظاً كے كتنے برے انمول جذبے كو چھیائے بیٹھا ہے اور اس عشق کی مقمع پر قربان ہونے کے لئے روز اول سے ہی اپنے اندر جذبه ٔ شہادت کے نتھے منھے تیج کوسموکر اس کی آبیاری اینے خون اور اپنی روح کی مقدس تانوں سے کررہا ہے اور یہی وہ کونیل جب بروان چڑھ کر ایک تنومند درخت کی شکل اختیار کر کے پردہ نہاں سے پردہ ظاہر میں اظہار پذیر ہوئی تو اس کی شاخوں سے پھوٹے والے آفتاب کی ضیاء باشی سے وہ کرن پھوٹی کہ جس نے شہادت کے مرجهائے ہوئے گلاب کوتا روزمحشر حیات جادوانی اور تاب لازوال مسن بےمثال جیشی کہ سارا عالم اس کی مہک ہے جگرگا اٹھااور تا روزمحشر جگرگا تا رہے گا۔ عَازِي عَلَم الدين شهيد مُحِينَاتُهُ وه بروانهُ عاشق رسول الله مِنْ يَعَيَّمَ تَعَاجَس نِي مَهُ تو گفتار کے میدان میں زور آزمائی کی تھی اور نہ ہی سیاست کے خار زار میں قدم رکھا تھا۔جس نے نہ تو ملاؤں سے درس لیا تھا اور نہ ہی فرنگیوں سے داؤر پیج سیکھے تھے۔ جو

ن بری الدین شهر پر الدین شهر پر

ا یک سیدھا سادھا بندہ تھا جو گفتار کی بجائے کردار کا غازی تھا۔جس نے مال کے پیٹ ے بیدا ہونے سے لے کرتادم مرگ شہادت بھی بھی میعیاں نہیں ہونے دیا کہ دعویٰ عشق رسول الله مضے بیتے کیا ہے؟ کیسا ہے اور اس کے اظہار کا ذریعہ کیا ہے؟ اس پر قربان ہونے کے حضرت اساعیل علیاتیا جیسے جلیل القدر پینمبر کے اصول کیا ہیں؟ اور ان اصولوں برکس طرح جلا جاتا ہے؟ اور کس طرح آگے قدم بڑھا کر خوشنودی رب ذوالجلال والاكرام حاصل كي جاتي ہے؟ اس كے ظاہرى اعمال ہے توبيجى ظاہر نہ ہوتا تھا کہ دوسروں کو جذبہ جہاد پر کیسے ابھارا جاتا ہے؟ اور قربانی کے لئے کون سے لواز مات نهایت ضروری بین تا که اس جذبهٔ عشق کو حاصل کیا جاسکے؟ اس کوتو به بھی علم نه تھا کہ دوسروں کونفیحت اور خود میاں فضیحت کیسے بنا جاسکتا ہے اور ظاہریت میں کس طریقے سے شہرت حاصل کی جاسکتی ہے؟ اور اس کی بلندیوں تک کیسے پہنچا جا سکتا ہے؟ وہ ایک ایبا نوجوان تھا جو ہر بات کواینے دل کے نہاں خانوں میں چھیائے اور اپنے جذبہ ُعشق کی آبیاری عجب سرمستیٰ کے عالم میں کر رہا تھا اور جب وفت آیا تو اس نے دیوانہ وار اپی جان کی قربانی پیش کر کے مسلمانان عالم کو بالعوم اور مسلمانان برصغیر کو بیسبق دیا کہ قربانی کے اصول اساعیل علیائل کیا ہیں؟اور کیسے بارگاہ ایز دی اور اس کے پیارے عبیب حضرت محد مصطفیٰ مطابع میں سرخروئی پاکر شہادت کی عظیم ترین بلندی پر پہنچا جا سکتا ہے اور پھرعظمت کی بلندیاں حاصل کی جاسکتی ہیں۔اس نے علامہ

ڈاکٹر محمدا قبال مینیا کی اس شعر کی زندہ تفییر دنیا کے سامنے پیش کی:
عشق کی اِک جست نے طے کر دیا قصہ تمام
اس زمین وآسان کو بے کراں سمجھا تھا ہیں نے

پھرعشق بھی وہ جو خالصتا حضور خاتم الانبیاء اقائے دوجہاں محسن انسانیت کھنے میں انسانیت حضور نبی کریم بھی بھی ہو جس کے بغیر مسلمان نہ تو مسلمان کہلا سکتا اور نہ ہی مومن کیونکہ میں عشق ایمان کی بنیاد ہے اور جس کامن ایمان حقیقی سے خالی ہو وہ مسلمان اور ایمان

والا کہلا ہی نہیں سکتا۔ غازی علم الدین شہید مُرِیّنیٰ نے عشق کے مرجھائے ہوئے اس پودے کی اپنے خون سے آبیاری کی جسے صحابہ کرام رُیکاً اُنڈ نے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کرتے ہوئے پروان چڑھایا تھا اور جو فرنگیوں ' یہودیوں' نصاری اور کفار کی ریشہ دوانیوں کے جال تلے بھنے ہوئے نامی گرامی مسلمانوں کے ہاتھوں نہ صرف مرجھا چکا تھا بلکہ اپنے دم آخری کے لئے بمشکل سانسیں لے رہا تھا۔

یہ بات روزِ اول کی طرح روش اور واضح ہے کہ باغی کا وجود کوئی بھی معاشرہ قبول نہیں کرتا۔ کسی بھی معاشرے کی سلامتی کا دارو مدار اس بات پر ہوتا ہے کہ وہ اپنے وجود پر حملہ آور ہونے والی شخصیت کا خاتمہ کر کے اس کو صفحہ جستی ہے مٹا دے۔ چنا نچہ اسلامی معاشرے اور ریاست کا بھی یہی قانون ہے کہ جو اس معاشرے کے سربراہ اعلیٰ رحمت اللعالمین حضرت محمد مصطفیٰ میں ہے ہے کہ جو اس معاشرے کو تنقید کا نشانہ بنائے تو معاشرے کی سلامتی کے لئے اس شخص کو واصل جہنم کر دیا جائے اور اس کو قیامت تک معاشرے کی سلامتی کے لئے اس شخص کو واصل جہنم کر دیا جائے اور اس کو قیامت تک کے لئے نشانِ عبرت بنا دیا کہ جو حضور نبی کریم میں گھڑ کی شان میں گتا خی کرے گا اس کا انجام یہ ہوگا۔

غازی علم الدین شہید و اللہ جس نے بیٹا ہت کر دیا کہ حب رسول اللہ مضافیۃ اللہ مضافیۃ کا مقام عابدوں زاہدوں کا ول ہی نہیں ہے بلکہ بیان افراد کے لئے سب سے افضل و ارفع ہے جن پر رحمت اللعالمین سیّد الا نبیاء حضور نبی کریم مضافیۃ کی نظر کرم ہوجائے اور اس کے اندر چھے ہوئے جذبہ عشق کو جلا بخش کر پوری کا کنات کو منور اور جیران کرتا ہوا اپنا نثان ہمیشہ کے لئے چھوڑ جائے اور یہی وہ جذبہ ہے جس کے بارے میں ارشاد ربانی ہوتا ہے:

'' جولوگ اللہ کی راہ میں مارے جاتے ہیں' انہیں مردہ نہ کہو وہ تو زندہ ہیں لیکن تنہیں خبر نہیں۔''



#### باب 21:

## كتابيات

فرآن مجيد	73
تفسير كنز الايمان از اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرهٔ	ជ
صحيح مسلم شريف	☆
شرح مشككوة شريف	☆
سيرت پاک غازي علم الدين شهيد عينه ازمحمد جاويد قادري جينه اله علم الدين شهيد جينه الذم	☆
غازى علم الدين شهيد جميلية ازمجر حسيب القادري	**
كلام اقبال از ڈاکٹر علامہ محمدا قبال میں:	☆
كشف المه حبوب ازسيدعلى بن عثان البحوري الجلالي مبينية	☆
مكاشفة القلوب ازججة الاسلام امام محمرغزالي بميشد	於
شهادت نواسه سيدالا براراز حصرت مولانا محمد عبدالسلام قادري رضوك	ቷ
غازى علم الدين شهبيد مبيئاتيا از رائے محد كمال	☆
غازى علم الدين شهبيد بمينيك ازمنشى عزيز الدين	☆
کتا بچه پیرغلام دستگیر نامی	☆
پنجاب کی سیاسی تحریکییں	☆
عدالتی ریکارڈ 	☆
مقالات كأظمى	☆
تاریخ مسلم نگیب	☆

عن زي الدين شهب دينيا الدين الدي

سياره ڈائجنٹ''رسول نمبر'' ☆ روز نامه سیاست روز نامہ نوائے وقت روزنامه جنگ ☆ روزنامه بإكستان ☆ روزنامهمشرق -☆ روز نامه کو ہستان ☆ روز نامه انقلاب ☆ ಭ روز نامه زمیندار



# سيرت كيموضوع پرجامع كتب



فرين الكرنيرمار كالأمور 37211468-37314169